محاربات طرابلس

ترجمہ اردو

وِدھ دی ٹرکس اِن ٹریپولی

مصنفہ مسٹر ای-این-بینیٹ-نامہ نگار اخبار

مانچسٹر گارڈین و سابق ممبر پارلیمنٹ وغیرہ

مترجمہ

جناب شیخ محمد شوکت علی صاحب بی-اے وکیل

حسب فرمایش

ممبران انجمن ہلالِ احمر لکھنؤ

باہتمام پنڈت منوہر لال بھارگو بی اے سپرنٹنڈنٹ

بماہ اکتوبر سنہ ۱۹۱۲ء

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں چھپا

بار اول

رجسٹری شدہ

قیمت [illegible]

تہدیہ

مین اپنے اس ناچیز ترجمہ کو شیران ترک وعرب وافسران عثمانی یعنی غازیان اسلام موجودہ ملک طرابلس وشہداے عساکر عثمانیہ ومجاہدین عرب کی اُس مخلصانہ سرفروشی وایثار نفس وحب اسلام وبے نظیر شجاعت کی یادگار مین جسکی مثال قرون اولی اسلام کے سوا تاریخ عالم مین ملنا ناممکن ہی نام نامی کے ساتھ معنون کرتا ہون اور دعا کرتا ہون کہ خداے قادر وتوانا اپنے اُن بیکس وبے بس وبے یار ومددگار مگر موحد بندون کو وہ دل عطا کردے جو کبھی وحشی عربون کو تفویض ہوا تھا اور مادہ پرست دشمن کو اپنی قدرت کاملہ کا وہ تماشہ دکھادے جو ایک بار خاک نشین عربون کے ہاتھون دنیا دیکھ چکی ہی - آمین یا رب العالمین -

ندارد ہیچ غم آن کس کہ دارد چون تو پشتیبان
چہ باک از موج بحر آن را کہ باشد نوح کشتیبان

خادم
محمد شوکت علی

فہرست مضامین کتاب

فہرست نقشہ جات

دیباچہ مترجم

اس کتاب کے لیے کسی طویل دیباچہ کی ضرورت نہین ہی صرف یہ تحریر کرنا ہی کہ اسکا ترجمہ انجمن ہلال احمر کے لیے کیا گیا ہی۔ یہ انجمن لکھنؤ مین بغرض امداد مجروحین و ورثا و یتامی و دیگر پس ماندگان شہیدان طرابلس بعد شروع ہونے جنگ طرابلس کے قائم کی گئی تھی اور اسوقت تک مالیت ۵ پونڈ تقریباً دو ہزار روپیہ خاص اس انجمن کی طرف سے قسطنطنیہ روانہ کیا جا چکا ہی لیکن چندہ کی کمی دیکھکر انجمن نے یہ طے کیا کہ اس کتاب کا ترجمہ کرا کے شائع کرایا جائے تاکہ پبلک کو بوجہ کتاب کی خوبی کے خریدنا ناگوار نہ ہو نیز منافع سے انجمن مستفید ہو اور خریداران کتب معناً چندہ دہندگان مین شریک ہو جائین اور ثواب دارین حاصل کرین۔ چنانچہ مصنف کتاب کو اوائل مئی مین انجمن کی جانب سے بغرض حصول اجازت ایک تحریر لکھی گئی جسکا جواب مصنف کتاب نے بکمال مہربانی نہایت عمدہ الفاظ مین دیا جسکا ترجمہ حسب ذیل ہی۔

مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۱۲ع

باتھ کلب نمبر ۳۴ ڈوور سٹریٹ۔ لندن

حضرات!

مین آپ کی محبت آمیز تحریر کا بہت مشکور ہون آپ کا خط پڑھکر مجھے بڑی خوشی اس بات سے ہوئی کہ آپ نے میری کتاب پسند کی اور جو حالات مین نے طرابلس کے متعلق اپنے تجربہ سے لکھے ہین بنظر پسندیدگی دیکھے اگر میری کتاب کا ترجمہ اردو مین ہو جائے اور

ہندوستانی مسلمانون کو میری تحریر سے واقفیت کا موقع مل سکے تو مجھے بیحد مسرت ہوگی۔
مگر ترجمہ کرنے کی اجازت مین بذات خود آپ کو نہین دیسکتا تھا کیونکہ مین نے حق تصنیف
فروخت کرڈالا ہی لہذا جس کارخانہ نے میری کتاب خرید کر چھاپی ہی اُسکی اجازت لینا ضروری
تھی پس مین نے بذریعہ ٹیلیفون کمپنی سے دریافت کیا۔ مجھے جواب ملا کہ کمپنی بخوشی ترجمہ کی
اجازت دینے پر راضی ہی اور اپنی جانب سے کمپنی نے مجھے اختیار دیا ہی کہ مین آپ کو
ترجمہ شائع کرانے کی اجازت دون مگر کارخانہ چند شرائط پیش کرتا ہی جن سے آپ کو مطلع
کرتا ہون۔ کمپنی چاہتی ہی کہ جتنی کتابین آپ فروخت کرین اُنکی قیمت کا چھ فی صدی حصہ
کارخانہ کو عنایت کرین اس طریقہ سے جو قیمت پس انداز ہوگی اس مین آپ کی لاگت نکل آئیگی
اور لاگت منہا کرنے کے بعد جو نفع بچیگا اُس سے انجمن ہلال احمر مستفید ہوسکیگی میری
راے مین کارخانہ کا مطالبہ بہت قلیل ہی اور مین امید کرتا ہون کہ آپ اپنی انجمن کے لیے
بہت معقول رقم پس انداز کرسکینگے۔ جس زمانہ مین کہ مین دربن (واقع جنوبی افریقہ) مین تھا
تو مجھے روائل سوسائٹی کی جانب سے لکچر دینے کا اتفاق ہوا اس لکچر مین تقریبًا آٹھ سو
ہندی مسلمان شریک ہوے اور جو روپیہ داخلہ کا ٹکٹ لگانے سے وصول ہوا تقریبًا
چھ سو یا ساڑھے سات سو ہوگا مین نے انجمن مذکور کو نذر کردیا یہ کُل رقم مسٹر داؤد نے
جو دربن کے سربرآوردہ ہندی سوداگرون مین ہین استنبول بھیجدیے۔
مین نہایت خوشی کے ساتھ آپ کو اپنی تصویر بھیجونگا لیکن جو تصویر کہ آپ نے طلب کی تھی
اور جس مین کُل نامہ نگارون کی تصویرین تھین اور ترکی کیمپ کے اندر کھینچی گئی تھی وہ
کہین کھو گئی ہی اس لیے شاید آپ کے پاس نہ روانہ کرسکون۔
مجھے امید ہی کہ آپ اس کتاب کا ترجمہ جلد شروع کردینگے تاکہ آپکے ہموطن ہندی مسلمان
بہت جلد اس مختصر کتاب کو پڑھ کر حالات سے واقفیت حاصل کرین۔ آخر مین مین
آپکی کامیابی کی دعا کرتا ہون۔ مین ہون آپکا مخلص ای۔ این۔ نیٹ

غرض یہ خط پڑھکر ہر شخص جسے انجمن ہلال احمر کے مقاصد کے ساتھ ہمدردی ہی مصنف کا مشکور ہوگا اور ہر ہندوستانی ایسے انگریزون کو غنیمت سمجھیگا جنکے خیالات ایسے شریفانہ ہین اور جنکو غیر ملک والون کے ساتھ ایسی ہمدردی ہی جسکا اظہار مصنف کی تحریر کے ہر لفظ سے ہوتا ہی۔

نفس کتاب کے متعلق مجھے چند باتون کی طرف توجہ دلانا ہی۔ جہان تک جنگ کا تعلق ہی اس کتاب کے پڑھنے والون کو بعض باتین ایسی ملینگی جو کسی اخبار مین آجتک شائع نہین ہوئی ہین اور نفس جنگ کی بابت یہ اندازہ ہو جائیگا کہ غازیان عرب و ترک کس طریقہ سے دشمن کا مقابلہ کرتے ہین اور اُنکے پاس کیا سامان ہی۔ نیز باوجود عظیم مشکلات کے کس صبر و استقلال کے ساتھ دشمن کے سامنے اڑے ہوے ہین اور اُسکا ناطقہ بند کر رکھا ہی۔ نیز ترک افسرون کی قابلیت و تندہی و جانفروشی کی تصویر آنکھو مین پھر جائیگی اور معلوم ہو جائیگا کہ ترک سپاہی اور ترک افسر باوجود قلت تعداد کے اس بھاری بوجھ کو کس طرح سر پر اُٹھائے ہین۔ سامان رسد و سامان جنگ کے حالات مصنف نے اکثر مقامات پر لکھے ہین لہذا ان سب حالات کو پڑھکر ہندوستان کے مسلمانونکو کم سے کم یہ تشفی ہو جائیگی کہ جو واقعات اُنھون نے اسوقت تک پڑھے ہین غلط نہین ہین۔ نیز جنگ کی بابت جسقدر حالات معلوم ہوے ہین اُن سب کی تصدیق مصنف کے بیانات سے ہو جائیگی و ایطالی دروغ بافی اور یورپ کی چالبازی کی ساری قلعی کھل جائیگی۔ بعض حالات مصنف نے ایسے تحریر کیے ہین جنکو اگر کوئی مصری اخبار چھاپتا یا شام و قسطنطنیہ کے اخبارات مین شائع ہوتے تو کبھی یقین نہ کیا جاتا۔ لیکن مصنف اس پایہ کا شخص ہی جسے اہل یورپ بھی جھوٹا نہین کہہ سکتے یعنی اول تو یورپین ہی دوسرے سابق ممبر پارلیمنٹ و تجربہ کار نامہ نگار ہی پس ان حالات کو پڑھکر ناظرین ضرور محظوظ ہونگے اور اس آیہ کریمہ کی صداقت كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً دلنشین ہو جائیگی اللّٰھم انصر تا علی

اَلْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ۔

دوسری بات کتاب کے متعلق یہ لکھنا ہی کہ جنگ کی بابت اگر زیادہ حالات نہین پائے جاتے ہین تو اُنکا بدل دیگر واقعات سے جو کتاب مین بیان ہوے ہین ہو جاتا ہی بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ ان واقعات کے مقابلہ مین جنگ کے حالات دلچسپ نہین معلوم ہوتے میرے نزدیک کتاب ہذا کو یہ مضامین کُل تحریرون سے جو اسوقت تک طرابلس کی بابت شائع ہوئی ہین ممتاز بنانے کے لیے کافی ہین۔ مصنف کتاب نے جتنے حصۂ ملک مین سفر کیا ہی اُس حصہ کے جغرافی حالات نیز اہل ملک کی طرز معاشرت۔ جنگ کی بابت اُنکے خیالات اور جوش و حکومت عثمانیہ کے ساتھ اُنکے تعلقات غرض کل کیفیتین نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کی ہین۔ ترکون کا جنگی انتظام۔ رسد کی درآمد برآمد۔ سامان جنگ کے وسائل۔ کیمپ کے اندر بود و باش۔ شفاخانون کا انصرام۔ بازارون کا لگنا۔ سودے کا فروخت ہونا۔ اشیاء تجارت۔ سال غنیمت کی بہنات اور خرید و فروخت غرض ان سب کی جیتی جاگتی تصویرون کا نقشہ مصنف نے اپنی کتاب مین کھینچا ہی۔ جو اسقدر دلچسپ ہی کہ انسان اُسے دیکھ کر یہ سمجھنے لگتا ہی کہ خود طرابلس کے اندر مجاہدین کے ساتھ چلتا پھرتا سوتا جاگتا اُٹھتا بیٹھتا اُنکی خوشی سے خوش اور اُنکے رنج سے رنجیدہ ہوتا ہی حقیقت مین اس حصۂ کتاب کی تصنیف پر مصنف قابل مبارکباد ہی اور کتاب پڑھنے والون کے لیے معلومات کا ایسا بیش بہا ذخیرہ ہی جسکا مثل اُنھین مشکل سے دستیاب ہو سکتا ہی۔ کیونکہ لڑائی کے پہلے بجز نام کے اکثر لوگ یہ بھی نہین جانتے تھے کہ طرابلس دنیا کے کس حصہ مین واقع ہی البتہ اگر کسی شخص نے سفرنامہ ابن بطوطہ پڑھا ہی تو اُسے پانچ چھ سو برس اُدھر کے حالات جو سیاح مذکور نے چند سطرون مین لکھے ہین معلوم ہونگے۔ ورنہ زمانہ حال کی کتابون مین جو کچھ پایا جاتا ہی وہ چند ساحلی مقامون کے حالات ہین یا اُن راستون کی کیفیت ہی جدھر سے ہوکر قافلہ جاتے ہین۔

آخر مین کتاب ہذا کے پڑھنے والون سے یہ التجا ہی کہ اس کتاب کی فروخت مین اُسی صورت سے کوشش فرمائین جس طرح کسی قومی یا اسلامی مقصد کے لیے چندہ وصول کرنے مین سعی فرماتے ہین کیونکہ مین نے اس کتاب کا اپنے ذاتی نفع کے لیے ترجمہ نہین کیا ہی بلکہ شہیدان طرابلس یا یون کہیے کہ شہیدان اسلام و نوجوانان خنجر تسلیم و رضا نے اپنی جانفروشی و دلیری کی جو تصویرین صفحۂ زمانہ پر نوک شمشیر اور اپنے پاک خون سے کھینچی ہین اُنکی نقل کا خاکہ اُتار کر اُنکے بیکس یتیم بچون اور لاوارث بیواؤن کے لیے فروخت کی غرض سے آپ کے سامنے پیش کیا ہی خریدنا یا نہ خریدنا آپکا کام ہی وما علینا الا البلاغ۔

اس کتاب کی تیاری مین مجھے چند عزیزون اور دوستون سے بہت مدد ملی جنکا مین تہ دل سے مشکور ہون منجملہ اُنکے عزیزی ریاض الرحمن طالب علم علیگڈھ کالج جنھون نے اس کتاب کے نقشے نہایت محنت سے تیار کیے ہین خاص شکریہ کے مستحق ہین۔ آخر مین مین اُن غلطیون کی معافی چاہتا ہون جو ممکن ہی کہ ترجمہ مین رہ گئی ہون اور بوجہ عجلت کے نظر انداز ہو گئی ہون فقط

محمد شوکت علی عفی عنہ ۳ جولائی ۱۹۱۲ء

دیباچہ مصنف

زیادہ حصہ اس کتاب کا مین نے کیمپ کے اندر خیمہ مین بیٹھ کر لکھا جسکے چارون طرف اونٹون کے بلبلانے آدمیون کے باتین کرنے اور قسم قسم کی آوازین جو عربون کے کیمپ مین پیدا ہونا چاہئین آیا کرتی تھین بعض مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ میلون پیادہ سفر کرنے یا گھوڑے پر راہ طی کرنے کے بعد کچھ وقت مل گیا اور مین نے دو ایک صفحہ لکھ لیے طرابلس سے واپسی کے بعد مین بخار مین مبتلا ہو گیا اس وجہ سے کتاب کی طرف زیادہ توجہ نہ کر سکا حتی کہ مجھے کتاب کی صحت کرنے کا بھی موقع نہین ملا اس لیے اس سیدھی سادھی مختصر کتاب کی بابت مین دعوی نہین کرتا ہون کہ اس مین عبارت آرائی ہو گی یا اس

کتاب کے صفحات انشا پردازی کا عمدہ نمونہ بن سکینگے۔ اگر میرے ناظرین کو اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اُس شیر دل اور مختصر فوج کی کامیابیون مشکلات اور اُسکی آئندہ امیدون کا کچھ بھی اندازہ ہو جائے جو کہ حق پر اپنی جان دے رہی ہی تو مین سمجھونگا کہ میری محنت وصول ہو گئی۔

مین نے بجز ترکی فوج اور اُن مقامات کے جہان ترکون کا قبضہ ہی اور کوئی مقام نہین دیکھا لہذا مجھے وہان کے تمام حالات تحریر کرنا چاہیے تھے مگر بوجہ اس کے کہ ہنوز لڑائی جاری ہے ترکی فوج کی تقسیم اور اُسکی تعداد یا عساکر عثمانیہ کے فوجی منصوبون کے متعلق مین کچھ نہین لکھ سکتا ورنہ میری رازداری مین فرق آئیگا اور لوگ مجھ پر حرف رکھینگے کیونکہ جو حالات مین طرابلس سے نہین لکھ سکتا تھا اسوقت ظاہر کرنا ایمانداری کے خلاف ہی مین ٹیمس و دیگر اخبارات کے اڈیٹرون کا شکریہ ادا کرتا ہون جنکے باعث سے مجھے ایطالیون کی طرف کے حالات معلوم ہوے ساتھ ہی مین یہ بھی کہنا چاہتا ہون کہ ترکون کو باوجود ہر جانب سے گھرے ہوئے کے تمام واقعات کی خبر ہی اور باوجود سلسلۂ پیام رسانی قطع ہو جانے کے اپنے خاص دائرہ کے علاوہ دنیا کے دیگر مقامات کے حالات معلوم ہین۔

ای۔ این۔ بنیٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"محاربات طرابلس"

باب اول

موجودہ حالات و آئندہ کی بابت قیاسات

اس مختصر کتاب مین یہ امر ناممکن ہی کہ تفصیل کے ساتھ موجودہ جنگ کے وجوہات بیان کیے جائین لیکن ظاہر ہی کہ جب سے فرانس نے ٹیونس پر سنہ ۱۸۸۱ء مین قبضہ کیا تھا اُسوقت سے اٹلی نے یہ خیال کر لیا تھا کہ انجام کار وہی ولایت طرابلس کی قابض ہوگی۔ کرسپی (سابق وزیر ایطالیہ) کو ٹیونس نکل جانے کا بہت صدمہ ہوا تھا کیونکہ ایطالیون کی آبادی وہان بہ نسبت فرانسیسیون کے بہت زیادہ تھی یہ دیکھ کر اُسنے اس امر کی کوشش سرگرمی سے شروع کی کہ طرابلس اُسکے ہاتھ لگ جائے اگر اُسکی وزارت چند ماہ اور قائم رہتی تو کوئی شبہہ نہین کہ موجودہ حملہ بیس برس پہلے کیا جاتا۔

اس سے قبل سنہ ۱۸۵۷ء مین نپولین سوم سابق فرمانرواے فرانس نے بوقت ملاقات شہزادۂ البرٹ[۱] سے مقام آزبرن مین کہا تھا کہ طرابلس کا کچھ حصہ سردانیہ[۲] کو دیدینا چاہیے بعدازان جب کرسپی کا وقت آیا تو اُسنے جان توڑ کوششین کرنا شروع کین کہ اُسکے ملک کے حقوق یعنی ایطالیہ کے عثمانی ولایت طرابلس پر دول یورپ تسلیم کرلین۔ ٹیونس پر فرانس کے بلامزاحمت اعلان سیادت نے جسپر پہلے سے وہ قابض بھی ہوچکا تھا کرسپی کے دل مین طرح طرح کے اندیشے پیدا کر دیے تھے اُس سے یہ خوف پیدا ہو گیا تھا کہ کہین فرانس

[۱] شوہر حضور ملکۂ وکٹوریا آنجہانی ۱۲

[۲] بحر روم مین ایک جزیرہ فرانس کے جنوب اور اٹلی کے جانب مغرب واقع ہی آجکل سلطنت اٹلی کے قبضہ مین ہی جس زمانہ کا ذکر ہی اُس زمانہ مین ڈیوک آف سیوائی شاہ سردانیا بھی کہلاتا تھا اس سبب سے سلطنت سردانیا کے ساتھ الحاق طرابلس کی تجویز تھی

اپنے مقبوضات کو شمالی افریقہ مین اور وسیع نہ کرلے اور رفتہ رفتہ بحر روم (مڈیٹرینین) فرانسیسی مقبوضات سے گھر کر فرانسیسی تالاب نہ بن جائے یعنی فرانس کی ملک نہ ہو جائے۔

یہان پر بعض اقتباسات کرسپی کے مراسلات سے درج کیے جاتے ہین جن سے اسکی امید وبیم کا صاف حال کھل جائیگا۔ ایک خط مین جو کہ اُسنے اطالین سفیر متعینۂ برلین (جرمنی) کو لکھا تھا تحریر کرتا ہی "چونکہ فرانسیسی سیادت بلا کسی مخالفت کے ظہور مین آگئی ہی اسی صورت سے طرابلس کا قبضہ بھی معرض شک مین نہ رہنا چاہیے۔ بس ہم کو ایسے ذرائع دریافت کرنا چاہیئین جنکی وجہ سے فرانس کو ٹیونس مین کامل اقتدار حاصل نہو سکے یا ہم کو یہ طی کرلینا چاہیے کہ طرابلس ہم کو مل جائے کیونکہ فرانس کی بری وبحری قوت کی روز افزون ترقی کو دیکھتے ہوے یہی ایک صورت ہی جس سے ہم اپنی محافظت کرسکتے ہین"

ایک تحریر مین جو کرسپی سنے لارڈ سالسبری (سابق وزیر برطانیہ) کو بھیجی تھی لکھا تھا "جمہوریہ (فرانس) کی روش سے ثابت ہوتا ہی کہ اُس ملک (طرابلس) پر قبضہ کرنا چاہتی ہی کیونکہ وہ روز بروز اپنی سرحد آگے بڑھاتی چلی جاتی ہی۔ اگر طرابلس ہم کو ل جائے تو یہ نتیجہ ہوگا کہ بزرٹا[۵] ایطالیہ وانگلستان دونون کے لیے پر خطر نہ رہیگا" اس تحریر کا جواب بذریعۂ سفیر ایطالیہ متعینۂ لندن ان الفاظ مین دیا گیا۔ آپ کی تحریر کا لارڈ سالسبری پر بہت اثر ہوا اُنھون نے مجھے مندرجۂ ذیل مضمون کا تار دینے کی ہدایت کی ہی "اُنکو اس امر سے اتفاق ہی کہ جب بحر روم (میڈیٹرینین) کی موجودہ بین الاقوامی حالات مین معمولی یا اہم تبدیلی کا وقت آئیگا اُس موقع پر یہ امر ناگزیر ہوگا کہ اٹلی طرابلس پر قبضہ کرلے" ایک بات مین سالسبری کو آپ سے البتہ اتفاق نہین ہی۔ اُنکا خیال ہی کہ طرابلس پر قبضہ کرنے کا ابھی وقت نہین آیا۔ لارڈ سالسبری سنے اپنی راے ذیل کے جملہ پر ختم کی ہی وہ کہتے ہین "گورنمنٹ ایطالیہ کو

[۵] بزرٹا۔ یہ مقام ساحل ٹیونس پر پایۂ تخت سے تقریباً ۲۸ میل کے فاصلہ پر واقع ہی زمانۂ سلف مین بہت نفیس بندرگاہ تھا لیکن بعد کو بوجہ بے مرمتی کے خراب ہوگیا تھا اب فرانسیسیون نے اسکو درست کرکے بحری قلعہ بندی کرلی ہی اور بحری ضروریات کے لیے محفوظ مقام کا کام دے سکتا ہی ۱۲

طرابلس مل جائیگا لیکن ایک شکاری کو جو چاہتا ہی کہ ہرن کو مار کر شکار کرے اُسوقت تک انتظار کرنا چاہیے جبتک کہ اُسکا شکار بندوق کی زد پر نہ آجائے تاکہ اگر نشانہ پورا نہ پڑے اور خالی زخم آجاے جب بھی گرفتار ہو جائے"

یاد رکھنا چاہیے کہ جسوقت یہ خط لکھا گیا تھا اُسوقت دولت عثمانیہ کی حالت نہایت مایوسی کی تھی اور ترکون کے بڑے سے بڑے ہمدردون کا یہ خیال تھا کہ اس سلطنت کے منتشر ہونے مین صرف وقت کا انتظار ہی۔ دولت عثمانیہ کی حالت مرد بیمار کی سی تھی اور یورپین ٹرکی کے حصے بخرے ہونے والے تھے ایسی حالت مین یہ امر یقینی تھا کہ صوبۂ طرابلس کا جو سلطنت سے جدا شمالی افریقہ مین واقع ہی بہی انجام ہو۔

زمانۂ حال مین ترکو سنکے قومی جوش کا ازسر نو تازہ ہونا دنیا کو حیرت مین ڈال رہا ہی ۱۸۹۵ء مین باب عالی نے پانچ لاکھ فوج جنگ یونان و دیگر ضروریات کے لیے جمع کی تھی اور اب تو عثمانی فوج ایسی حالت مین ہی جسکی قوت کوئی سلطنت نظر انداز نہین کر سکتی۔ اب ٹرکی مین پارلیمنٹ کی حکومت کی جڑ مضبوط ہو گئی ہی اور باوجود بعض اہم مشکلات و بعض سخت غلطیون کے بہت سی مفید و نتیجہ خیز اصلاحین عمل مین آئی ہین۔ یورپ کے نیک دل و شریف مزاج لوگون نے دولت عثمانیہ کے مدبرین اور اُنکی مخلصانہ کوششونکی بہت تعریف کی ہی لیکن یورپ کی چالبازیون نے اُنکا کام خراب کر دیا ایک جانب صوبہ جات بوسینا و ہرزیگوینا ڈاکہ زنی کی بدولت نکل گئے دوسری جانب اٹلی کو موجودہ شرمناک لٹیرے پن مین شہ دی گئی۔ مجھسے ایک ترک افسر نے بہت صحیح کہا "جسوقت ہم اپنی اصلاح کی سعی کرتے ہین یورپ ہماری کوششون مین حائل ہو جاتا ہی" اُسنے بیان کیا "تم لوگون کی حالت یہ ہی کہ تم بچہ کا پیدا ہوتے ہی گلا گھونٹ دیتے ہو اُسے زندگی کا موقع نہین دیتے۔

اُن بیہودہ وجوہات پر جو اٹلی نے موجودہ جنگ کی بابت پیش کیے ہین اس موقع پر

بحث کرنا فضول ہی - ہمارے (انگریزی) فارن آفس (محکمۂ خارجیہ) کی پالیسی چونکہ کم وبیش ایک حالت مین رہتی ہی اور ہر کام کا ایک سلسلہ قائم کیا جاتا ہی لہذا مجبوراً ماننا پڑیگا اور نہایت افسوس کے ساتھ اس نتیجہ پر پہونچنا ہوگا کہ دول یورپ کو جس مین انگلستان بھی شامل ہی اٹلی کے ڈاکہ زنی کے ارادون سے واقفیت تھی اور اُنھون نے نہایت خاموشی کے ساتھ ان ارادون کے پورا کرنے مین شہ دی - ہمارے یہان خارجیہ تعلقات کی یہ حالت ہی کہ جس طرح ملک شام کے کاشتکارون کو باب عالی کے معاملات مین کوئی دخل نہین اُسی طرح عوام انگریزون کا اپنے محکمۂ خارجیہ پر کوئی اثر نہین ہی حقیقت یہ ہی کہ ایسا واقعہ کبھی دل خوش کن نہین ہوسکتا جسے ہمارے ملک کے ۹۰ فی صدی باشندے نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہون اور جسے بین الاقوامی ڈاکہ کہنا نہایت موزون ہو طرّہ یہ ہو کہ ہمارا محکمۂ خارجیہ بلا خفیف مخالفت کے ایسی ڈاکہ زنی جائز رکھے درحالیکہ ملک مین لبرل پارٹی کی گورنمنٹ ہو - آخر مین کیوؔر کے قول کو ماننا پڑتا ہی کہ "ہم سلطنت کے لیے وہ کام کرتے ہین اور وہ تدابیر عمل مین لاتے ہین جو اپنی ذات کے واسطے خواب مین بھی خیال نہین کر سکتے ۔"

مین زمانۂ حال کے معاہدات کے متعلق بحث کرنا نہین چاہتا کیونکہ اس زمانہ مین صرف عہد وپیمان اس لیے لکھے جاتے ہین کہ جسوقت اُنکی وجہ سے کسی فریق کو تکلیف پہونچنے لگے تو فوراً چاک کر ڈالے جائین بشرطیکہ وہ فریق اسقدر قوت رکھتا ہو کہ بلا خرخشہ اپنے عہد کو توڑ سکے - ۹ جون سنہ ۱۹۱۱ع کو مارکوئس لیگیانو[1] (وزیر خارجۂ ایطالیہ) نے پارلیمنٹ مین کسی سابق وزیر خارجۂ اٹلی کے مفصلۂ ذیل الفاظ دہرائے اور بیان کیا "ایطالیہ کے محکمۂ خارجیہ کی ہمیشہ یہ ناقابل ترمیم پالیسی رہی ہی کہ خواہ یورپ مین خواہ افریقہ مین دولت علیہ عثمانیہ کی بقا اور سلامتی کو عزیز رکھیگا اور ممالک ٹرکی مین دولت عثمانیہ کی حکومت کا

---

[1] ایطالیہ کا ایک مشہور عالم معاملات سیاست مین بہت قابل مانا جاتا تھا ۱۲

بہ قرار رکھنا اپنا مقدس فرض خیال کریگا" اسکے بعد ذیل کے الفاظ اور شامل کر کے بیان کیا" اپنے پیشرو کے الفاظ دہرانے کی مجھے یہ ضرورت ہی کہ جو وجوہات متذکرۂ بالا اعلان کے وقت تھے اسوقت بھی موجود ہین اور اُن مین کوئی تبدیلی نہ ہوگی" لیکن اسی وزیر نے ۹ ستمبر ۱۹۱۱ء کو متذکرۂ بالا تقریر کے تقریبًا چار مہینے بعد ٹرکی کو اس مضمون کا اعلان جنگ دیا کہ ایطالیہ کا قصد صوبہ جات سرنیکا و طرابلس پر قبضہ حاصل کرنے کا ہی۔

علاوہ ان کارروائیون اور پیشبندیون کے جو کرسپی کے وقت سے ہوتی چلی آتی تھین اور اسباب بھی تھے جو موجودہ جنگ واقع ہونے کے معاون ہوے اٹلی مین کنسرویٹیو پارٹی کے لوگ و نیز امرا کی دلی خواہش تھی کہ قوم کی توجہ جیولیٹی (وزیر اعظم اٹلی) کے سوشل اصلاحات کی طرف سے کسی اور جانب مبذول ہو جائے گو ان اصلاحات کی ملک کیلئے بہت ضرورت تھی اور نتیجہ اُن لوگون کی حسب خواہش ہوا کیونکہ جب سے یہ لڑائی چھڑی اُسوقت سے ملک مین "شخصی حق انتخاب" یا "ملکی بیمہ" کے مسائل کا ذکر کہین نہین سنا جاتا علاوہ اسکے اٹلی والون کو بھی ہماری طرح شکست اڈووہ[1] کا دھبہ دور کرنے کا جنون پیدا ہوا جسطرح ہم پر شکست مجوبہ[2] کے انتقام کا بھوت سوار ہوا تھا اُسی طرح اٹلی مین ادووہ کا خبط شروع ہوا لیکن یہ جوش انتقام ابیسینیا (حبش) والون کے خون کے بجاے طرابلس والون کا خون بہا کر ٹھنڈا کرنے کا خیال پیدا ہوا اٹلی کے مہاجنون نے بڑے بڑے جلسے کیے جس مین حب الوطنی کا جوش جی بھر کے ظاہر کیا گیا اور ملک طرابلس کی فرضی زرخیزی

[1] یہ مقام ملک ابیسینا (حبش) مین مصوع کے قریب واقع ہی۔ آخر الذکر پر ایطالیون کا قبضہ ہی۔ دس بارہ برس کا عرصہ ہوا کہ ایطالیون کو ایک بار فاتحانہ جوش حبش کے خلاف پیدا ہوا تھا چنانچہ اس مقام پر بہت بڑا معرکہ ہوا اور تقریبًا پانچ چھ ہزار ایطالی فوج کام آئی کل بارہ ہزار آدمی تھے باقی بمشکل اپنی جان بچا کر بھاگ گئے ۱۲

[2] مجوبہ ملک نٹال (جنوبی افریقہ) کے اندر ایک پہاڑی کا نام ہی۔ شہرت کی وجہ یہ ہی کہ یہان پر ۱۸۸۱ء مین بوئیرون نے انگریزون کو سخت شکست دی تھی ۱۲

بہت شد و مد کے ساتھ بیان کی گئی اور اس چالاکی سے اپنے ذاتی اغراض و حرص و طمع پر پردہ ڈالا گیا۔

ایک زمانہ سے اٹلی کے اخبارات سرزمین طرابلس کی شادابی اور وہان کے معدنیات کی تعریف کرتے چلے آتے ہین اور اس قسم کے مضامین کئی برس سے نکل رہے ہین حتی کہ اٹلی ہین سب سے زیادہ رائج اور عام پسند وہ گیت ہوگیا ہی جو " اچھے طرابلس " سے شروع ہوتا ہی وہان کی خوبیون مین کیا شک ہی! میرے نزدیک اس سے زیادہ ناموزون لفظ ایسے ملک کے لیے اور کوئی نہین ہوسکتا جہان خشک ریگستان اور بے آب و گیاہ میدانون کے سوا کچھ نظر نہ آتا ہو مجھے امید ہی کہ جسوقت جنگ کا سودا کم ہوگا تو اٹلی والون کو معلوم ہوگا کہ اُنکو کس بیرحمی کے ساتھ دھوکا دیا گیا اور طرابلس کی زرخیزی کے قصے سارے ہوا ہو جائینگے اسوقت بھی سمجھدار لوگون مین چہ میگوئیان شروع ہوگئی ہین کہ اس مہم مین عقل اور دوراندیشی سے کام نہین لیا گیا۔

مثلاً ہم اخبار "گیورنیل سسلی" مطبوعہ ۲۰ جنوری کے ایک مضمون کا حوالہ دیتے ہین جس سے یہ پتہ چلیگا کہ اہل ایطالیہ کے سامنے طرابلس کے متعلق کس قسم کی شہادت پیش کی گئی ہی۔ اس مضمون کی سرخی حسب ذیل ہی " اٹلی کو بہ حیثیت مالی فوائد کے قبضہ طرابلس کی ضرورت " اور اس مضمون کا لکھنے والا ایک شخص فلس نامے ہی جو جزیرہ سسلی کی طرف سے ایطالین پارلیمنٹ کا ممبر ہی اور سوشیلسٹ[1] پارٹی سے تعلق رکھتا ہی۔ اس شخص کی لنترانیون نے اور ایسی ظالمانہ جنگ کی حمایت نے ہر سچے سوشیلسٹ کے دل مین اُسکی جانب سے نفرت اور حقارت پیدا کر دی ہی۔ اس شخص کے بیان کے بموجب اُسکے

---

[1] یورپ کے ایک پولٹیکل فرقہ کا نام ہی جنکے اصول یہ ہین کہ ہر شخص ایک دوسرے کے مساوی حیثیت رکھتا ہے دولت یا عہدہ کے لحاظ سے جو امتیاز انسانون کے درمیان ہوجاتا ہی وہ نہ ہونا چاہیے ایک کی دولت دوسرے کے کام آنا چاہیے ذاتی ملکیت کوئی شے نہین ہی تجارت مین جو بین الاقوامی مقابلہ کیا جاتا ہی اُسکے بجاے ایک کو دوسرے کی مدد کرنا چاہیے وغیرہ غرض مساوات اصل اصول ہی ۱۲

تین دوست محض زمین کی شادابی دریافت کرنے کے لیے طرابلس کو جنوری کے مہینے مین گئے نیز یہ تحقیقات بھی مدنظر تھی کہ آیا اس ملک مین زراعت کو کہان تک ترقی دیجا سکتی ہی اس وفد مین متذکرہ بالا تین شخصون کے نام۔ لونگھی۔ گیلونی۔ بلوگنسی تھے جن مین سے کم سے کم دو شخص سوشیلسٹ پارٹی سے تعلق رکھتے تھے۔ فلس کا بیان ہی کہ جب اُسنے ان تینون کو قائل کردیا کہ طرابلس مین زراعت کو ترقی دینے سے کیا کیا نفع ہونگے تب اُنکو بالکل اطمینان ہوگیا اور اُن لوگون نے حامی جنگ جماعت کی طرفداری پر آمادگی ظاہر کی میری سمجھ مین نہین آتا کہ ان حضرات نے سوشیلزم کے کیا معنی سمجھ رکھے ہین تعجب ہی کہ اُنکو مطلق اس امر کا خیال بھی نہ آیا کہ اخلاقاً اُنپر کیا الزام عائد ہوگا جو بات ان حیرت انگیز سوشیلسٹ جماعت والون کے ذہن مین آئی وہ یہ تھی کہ "اُنکو نفع کیا ہوگا"

اب مین اُس مشاہدہ کا ذکر کرونگا جسکی بنا پر ان محققین نے متذکرہ بالا راے قائم کی یہ کہ طرابلس پر قبضہ ہونے کے بعد چارون محققان زراعت پہلے بمقام سیدی مصری گئے بعد ازان اپنی فوج کے خندقون سے تھوڑی دور آگے بڑھ کر معائنہ کیا لیکن کیا دیکھا۔ ریگستان مین کچھ سبزہ نظر آیا۔ یا جب اپنی گاڑی پر اور دور نظر دوڑانے کے لیے کھڑے ہوے تو وہی ریتیلا میدان اور خاردار جھاڑیون کے جنگل دکھائی دیے غرض ساری دیکھ بھال یہین پر ختم ہوگئی کیونکہ ملک طرابلس کے اندر جسکا اُنکے ہموطنون نے بڑے شدومد کے ساتھ الحاق کیا تھا معدودے چند مقامات کے سوا اور کوئی سیرگاہ نہ تھی لہذا کسی اور مقام کی سیر کرنا محال تھا۔ مین نے خود اُن خاردار جھاڑیون کے جنگل کو دیکھا ہے میدان کے میدان چھوٹی چھوٹی جھاڑیون سے بھرے ہین جنکی بلندی ۱۸ انچھ سے زائد نہین ہوتی اور مصرف اُنکا یہ ہی کہ اونٹ سا جانور بھی شاید ہی مرنے لگے تو کھائے ورنہ جانور تک نہین چھوتے۔ ان فوق العادت معلومات حاصل کرنے کے بعد چارون معزز عہدہ دارون نے

ذرائع آبپاشی پر بحث شروع کی اور اپنے رہنما کے ذریعہ سے یہ دریافت کر لیا کہ آگے نخلستان مین پانی کی بہت کثرت ہی اور یہ بھی پتہ چلا لیا کہ ہر عرب کے گھر مین ایک کنوان ہی نیز یہ بھی معلوم کر لیا کہ نخلستان کے باہر بارش کی کمی بکثرت شبنم گرنے سے پوری ہو جاتی ہے شبنم باری کے بے سروپا بیان کے علاوہ اس وفد کو عام ذرائع آبپاشی کے متعلق ایسے ملک کی بابت جو اُنکے وطن اٹلی سے پنجگونہ وسعت مین زائد ہی کافی اطمینان ہو گیا اور اس تشفی کی بنا صرف یہ تھی کہ نخلستان طرابلس مین پانی کی کثرت ہی۔ جسکا خاص سبب یہ ہی کہ شہر طرابلس کی مٹی چکنی ہی اسوجہ سے وہ پانی کو سمندر کی طرف چٹانون سے گذرنے کے بعد بہنے سے روکتی ہی اور جذب کر لیتی ہی۔ فلس صاحب اپنی تحقیقات کا مزید ثبوت یہ دیتے ہین کہ طرابلس مین پانی کی کثرت اس بات سے ثابت ہوتی ہی کہ الجزائر مین ۶۸ کنوون سے فی منٹ ایک لاکھ سترہ ہزار لائٹر[1] پانی نکالا جا سکتا ہی۔ لیکن یہ بیان کرنے کے وقت اُنکو اس بات کا مطلق خیال نہین رہا کہ شمالی افریقہ کا وہ حصہ جس مین مراکش۔ الجزائر اور ٹیونس واقع ہین طرابلس سے جداگانہ حیثیت رکھتا ہی کیونکہ ملک طرابلس صحراے اعظم کے کنارے پر واقع ہی اور بقول ماہران جغرافیہ بلحاظ حیوانات کے یہ خطہ دیگر ممالک افریقہ سے اپنے حالات کے لحاظ سے فرق رکھتا ہی اور اُس حصۂ دنیا مین شامل کیا جا سکتا ہی جس مین یورپ واقع ہی۔ مثلاً ممالک مراکش۔ الجزائر۔ اور ٹیونس کا اوسط بارش ۲۰ سے لیکر ۴۰۔ انچ تک فی سال ہی بخلاف اسکے بقول فرانسیسی کانسل متعینہ بنی غازی واقعۂ سرنیکا کے جو طرابلس کا سب سے شاداب صوبہ ہی وہان کا اوسط بارش ۱۱۔ انچ سے زائد نہین ہی فلس صاحب کے دلائل پر جو اُنھون نے دیگر ممالک کا مقابلہ کر کے پیش کیے ہین تنقید کرنے کے بعد ہم اسقدر کہنا کافی سمجھتے ہین کہ اس کل دردسری و تحقیقات کا جسکی تعت و "الف لیلہ" کے قصون سے زائد نہین ہی اس دل خوش کن تار پر خاتمہ ہو گیا جسکا مضمون

[1] پانی کا پیمانہ جو انگریزی پیمانہ گیلن (۲ بوتل) کے مترادف ہی ۱۲۔

حسب ذیل ہیں" ہم سب نے صحرا کا معائنہ کیا وہان کی کل اراضی قابل زراعت پائی"
قصہ مختصر جب سے فرانس نے ٹیونس پر قبضہ کیا ہی اُسوقت سے طرابلس کے متعلق اٹلی والون کو یقین دلایا گیا ہی کہ وہ کسی امیر کا سجا سجایا باغ کے مثل ہی۔ طرابلس کی شادابی کے قصے اس طور سے بیان کیے گئے کہ وہان کا نقشہ اُنکی آنکھون کے سامنے حرکت کرنے والی تصویرون کی طرح پھرنے لگا۔ اٹلی کے خفیہ نویس پیچے بعد دیگرے طرابلس کے متعلق عموماً اور سرنیکا کی بابت خصوصاً نہایت مبالغہ آمیز حالات لکھتے رہے ہین لیکن بقول ڈاکٹر گریگری کے ان بیانات کو بھی اگر بنظر تعمق دیکھا جائے تو ملک کی عام ویرانی و غیر شادابی کا پتہ چل سکتا ہی۔ اُس سرزمین کے متعلق اپنے ذاتی تجربہ سے جو کہ مجھے جبل اور ساحل سمندر کے درمیان کا حصۂ ملک کے دیکھنے سے حاصل ہوا ہی بیان کرسکتا ہون کہ مجھے اُس قوم پر حیرت ہوگی جو ایسے ویران اور بے آب وگیاہ خطہ کے لیے اپنی دولت اور جانین ضائع کرے۔

اگر اٹلی کے کاشتکارون نے ان ناتجربہ کار نامہ نگارون کی دل خوش کن تحریرون پر اعتبار کرلیا اور ترک وطن کرکے طرابلس کی سکونت اختیار کرلی تو یقین رکھنا چاہیے کہ بقول لارڈ سالسبری کے "اُس زمین کو ہلکا پائینگے" یعنی اگر نفع بھی ہوا تو بہت ہی قلیل ہوگا۔

ڈاکٹر گریگوری کی تحقیق جو نہایت واضح اور صحیح معلومات پر مبنی ہی ہرگز اٹلی والونکے بیانات کی تصدیق نہین کرتی اُنکا مضمون کانٹمپرری ریویو مطبوعۂ دسمبر مین بسرخی "طرابلس سے کیا نفع ہوسکتا ہی" چھپا ہی۔ ڈاکٹر موصوف نہایت منصف مزاج ہین اور اُنکی راے اسوجہ سے صائب ہی کہ اُنھون نے مسٹر زنگول کے وفد کے ساتھ سرنیکا کا سفر کیا ہی جبکہ مسٹر موصوف نے اس امر کی تحقیقات کرانی چاہی تھی کہ آیا صوبۂ مذکور یہودیون کی نو آبادی کے لائق ہی یا نہین۔ اس کمیٹی مین پانچ ممبر تھے ایک اُن مین مسٹر ڈف انجینیر تھے

جنکو آبپاشی کے علم مین خاص مہارت ہی دوسرے ڈاکٹر ٹراٹر تھے جنھون نے فن زراعت کی اعلیٰ ڈگری اڈنبرا یونیورسٹی مین حاصل کی ہی اور ملک سوڈان مین آخرالذکر نے کاشتکاری بھی کی ہی لہذا یہ لوگ بمقابلہ اورون کے صحیح راے دینے کی زیادہ قابلیت رکھتے ہین۔

اس تحقیقات کا نیتجہ نہایت مایوسانہ نکلا ڈاکٹر گریگوری اپنی رپورٹ مین تحریر کرتے ہین کہ "سرنیکا کی بابت گو تمام ملک مین نہایت شاداب صوبہ ہی لیکن بوجہ کثیر رقبہ ناقابل زراعت آراضی کے و نیز بوجہ کمی پانی و غیر مستقل ذرائع آب رسانی کے ہم کو مجبورًا لکھنا پڑتا ہی کہ یہ ملک وسیع پیمانہ پر زراعتی نوآبادیون کے لائق نہین ہی"

شمالی افریقہ کے ذرائع آب رسانی دلچسپی سے خالی نہین ہین پرانے زمانہ کا قصہ ہی کہ اسکندریہ سے غلہ کے جہاز کے جہاز لدے ہوے اٹلی جایا کرتے تھے چنانچہ کہا جاتا ہی کہ انھین مین سے ایک بیدپال جواری روم پہونچے تھے۔ سرنیکا جسے بیشتر سائرن کہتے تھے روم و بیزنطیم (قسطنطنیہ) کا بیوتات خانہ بنا ہوا تھا اور اس صوبہ سے ان ملکونکو غلہ جاتا تھا۔ کوئی زمانہ وہ تھا کہ اگر کبھی اس غلہ کی درآمد برآمد مین خلل واقع ہونے کا ذرا بھی اندیشہ ہوتا تھا تو روم کا شہنشاہ اور اُسکے عمال نہایت پریشان ہوجاتے تھے خصوصًا ایسے وقتون مین جبکہ کسی شہنشاہ کی قوت و اقتدار کا دارمدار اُن حوائج کے بہم پہونچانے اور اُنکے عمدہ انصرام پر ہوتا تھا ایک مرتبہ یہ واقعہ ہوا کہ غلہ کے چند جہازون کے آنے مین تاخیر ہوگئی پس اس تاخیر کا الزام حکیم سوفیٹر پر لگایا گیا کہ اُسنے اپنے جادو کے زور سے غلہ کے جہاز روک دیے ہین چنانچہ شہنشاہ قسطنطین نے اس الزام مین حکیم مذکور کو فورًا قتل کردیا اور اُسپر یہ مصرع صادق آگیا کہ "اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی۔ یہی الزام اتھینیسس اعظم پر لگایا جانے والا تھا اور وہی سزا ملنے والی تھی لیکن بیچارا بال بال بچگیا۔

متذکرۂ بالا حالات پڑھ کر سوال پیدا ہوتا ہی کہ اب وہ کھیت اور پیداوار کہان گئے! کیا شمالی افریقہ کی آب وہوا مین ان بیس صدیون کے اندر کوئی عظیم تبدیلی واقع ہوئی؟۔

بادی النظر مین تو یہی معلوم ہوتا ہی نہ اسکے سوا کوئی اور نتیجہ نکالا جا سکتا ہی پرانے شہرون کے کھنڈ ...بھی جنگل میدانون مین نظر آتے ہین مثلاً ٹمگاڈ (ایک پرانے شہر کا نام) کے عجیب کھنڈرون مین وہان کے تھیٹر کی عمارت ہی جسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ چار ہزار آدمیون کی جگہ ہوگی وہان کی بازار اور معبد گاہون سے معلوم ہوتا ہی کہ وسیع پیمانہ پر تعمیر کیے گئے ہونگے۔ تعجب انگیز یہ امر ہی کہ آخر اتنی بڑی آبادی کے لیے پینے کا پانی کہان سے آتا ہوگا جسکے باعث سے کبھی اس شہر کی سنسان اور خاموش دیوارون کے اندر چہل پہل ہوگی۔ سب سے زیادہ حیرت اس امر پر ہی کہ وہان کے حمام افریقہ بھر مین سب سے بڑے مشہور تھے آخر انکے حوضون کے لیے پانی کن ذرائع سے مہیا کیا جاتا ہوگا۔ طرابلس سے چھ سو میل جانب جنوب ایک مقام غاط نامے واقع ہی جسکا قدیم نام ریپسہ تھا اس مقام کی بابت یہ پایا جاتا ہی کہ رومیون کے زمانہ مین بہت بڑی تجارت کی منڈی اور فوج کی چھاؤنی تھی۔ کیا ساری فوج اور شہر کی آبادی کو انھین کنوون سے پانی پہونچایا جاتا تھا جو کہ اسوقت نہایت کس مپرسی کی حالت مین موجود ہین۔

اس مین شبہہ نہین کہ دنیا کے مختلف حصون مین عظیم تغیرات ہوسے ہین مثلاً ملک عرب جو کبھی آباد اور خوش حال ملک تھا اسی طرح وسط ایشیا کے ریگستانون مین ریت کے ہٹنے سے کئی شہرون کے کھنڈرات دریافت ہوسے ہین جنکے دیکھنے سے یہ پتہ چلتا ہی کہ یہان تقریباً سات سو برس ادھر کبھی آبادی ہوگی۔ کیا ہمارے کرۂ زمین کی قوتین جا بجا فنا ہوتی جاتی ہین؟ کیا ہماری آئندہ نسلون کو اُنھین مشکلات کا سامنا کرنا ہوگا جو بقول پروفیسر لوول کے اسوقت مریخ کی آبادی کو درپیش ہین اور وہ فنا ہوتی جاتی ہی۔

باوجود ان تمام سب حالات کے طرابلس مین مقامی تحقیقات، و نیز تاریخی شہادت سے اس امر کا پتہ نہین چلتا کہ اس ملک مین دو ہزار برس کے اندر کوئی عظیم تغیر واقع ہوا ہی

رومیون نے پانی کے محفوظ اور جمع کرنے اور نیز تقسیم مین بہت جانفشانیان کی تھین اپنے سفر مین مجھے کئی بار اتفاق ہوا کہ میدان مین چلتے چلتے رومیون کے زمانہ کا بنا ہوا حوض یا اُسکے کھنڈر نظر آ گئے علاوہ اسکے ڈاکٹر گریگوری نے بھی لکھا ہی کہ ٹولماٹا مین باوجود بندرگاہ ہونے کے پانی کسی باندھ کے ذریعہ سے آتا تھا جو کہ اندرون ملک مین کسی جگہ تعمیر کیا گیا ہوگا۔ نیز ڈاکٹر مذکور سٹرپیو کے حوالہ سے تحریر کرتے ہین کہ مارکس کیٹو کے زمانہ مین طرابلس کے جغرافی حالات ہو بہو یہی تھے جو اسوقت موجود ہین یعنی سخت گرمی اور گہری ریت والے میدان جنکے درمیان مین جا بجا نخلستان اور کنوین واقع ہین انکو چاہیے تھا کہ ہیروڈوٹس[۵] کی تحریر بھی شہادت مین پیش کر دیتے وہ لکھتا ہی کہ "ملک لیبیا (طرابلس کا قدیم رومی نام) کے بالائی حصہ مین درندون کی کثرت ہی اور آگے بڑھ کر بجز ریگستان کے اور کچھ نہین ہی جو بالکل خشک و سنسان و بے آب و گیاہ ہی" اسی مصنف نے ایک قصہ لکھا ہی جسکی صحت مین وہ بھی شبہہ ظاہر کرتا ہی اور یون شروع کرتا ہی کہ 'یہ قصہ بقول اہل لیبیا (طرابلس) بیان کیا جاتا ہی" قصہ یون ہی کہ ایک بار جنوبی ہوا چلی جسکو طرابلس مین 'خمسین' یا 'غبلی' کہتے ہین تو سیلی (غالباً کوئی دیوتا ہوگا) نے چاہا کہ ہوا کے ساتھ جنگ کرے کیونکہ ہوا نے سب تالاب اور حوض خشک کر دیے تھے لیکن جب وہ ریگستان کے کنارے پہونچا تو جنوبی ہوا پھر چلی اور وہ ریت کے اندر فنا ہو گیا۔

قصہ کوتاہ یہ بات قیاس مین آسکتی ہی کہ انتہاے محنت و استقلال و بیشمار روپیہ لگانے کے بعد زمانہ حال کے رومی (اہل ایطالیہ) پانی محفوظ کرنے کے لیے بڑے بڑے تالاب کھودین اور نئی چال کے گہرے گہرے کنوئین بنائین تو ممکن ہی کہ طرابلس کے بعض ٹکڑون مین ایک حد تک وہ پیداوار ہونے لگے جیسی کہ پرانے قصون مین سنتے ہین

[۵] ایک رومی مورخ کا نام ۱۲

لیکن یہ خیال رکھنا چاہیے کہ زمانہ حال مین سمندر کے ذریعہ سے مال ادھر اُدھر لیجانے
مین کس قدر کم خرچ ہوتا ہی اور کتنا کم وقت لگتا ہی پس اس امر کو دقت کھتے ہوے ایسی زراعت
کی کامیابی مین جسکا دارومدار انسان کی حکمت اور بصرف کثیر ذرائع آبپاشی پر ہوا ور
جس زراعت کو موسمونکی عجیب وغریب تبدیلیون کا سامنا کرنا پڑے بمقابلہ اُن ملکون
کے جہان قدرت نے آسانیان پیدا کردی ہین بہت مشتبہ معلوم ہوتی ہی۔ اٹلی مین نئے
صوبہ (طرابلس) کے اندر زیتون کی کاشت کی بڑی دھوم تھی لیکن حقیقت یہ ہے کہ
طرابلس مین پھل لانے والے زیتون کے درخت بہت کم ہین دوسری بات یہ ہی کہ زیتون
بہت دیر مین پھلتا ہی اور پھل دینے پر بھی فی درخت ۱۲ ارسے زیادہ روغن زیتون نہین
نکل سکتا۔ ڈاکٹر گریگوری کی راے مین زیادہ سے زیادہ اس کم نصیب ملک کی بابت
یہ کہا جا سکتا ہی کہ وہان جو کی پیداوار مین اضافہ ہونا ممکن ہی۔ جو کی موجودہ پیداوار
یہان کے باشندون کو کفایت کرجاتی ہی اور اُنکی ضروریات سے جو بچ جاتا ہی وہ سکاٹلنڈ
مین وسکی (شراب) کے کارخانون کو بھیجدیا جاتا ہی۔

ماہ دسمبر مین اہل ایطالیہ کو دو واقعات سے بہت تکلیف پہونچی اول یہ کہ فرانسیسی
فوج نے نخلستان وجنت پر قبضہ کرلیا دوم یہ کہ مصری حکومت نے شہر سلوم مع خلیج
سلوم کے باہماے سلطان المعظم اپنی قلمرو مین شامل کرلیا۔ اٹلی والون کو فرانس و
برطانیہ کے غیر مخلصانہ رویہ پر غصہ اور نفرت پیدا ہوئی اور وہ قوم جو اپنی ڈاکہ زنی
کی حمایت مین سرگرم تھی دوسرون پر اعتراض اور ناراضی کا اظہار کرنے کو تیار ہوگئی
جنکا صرف اسی قدر قصور تھا کہ اُنھون نے نہایت خاموشی سے اُس ملک کے
نہایت قلیل حصون پر قبضہ کرلیا جسے دیکھکر اٹلی والون کے منھ مین پانی بھر آیا تھا۔
اس قسم کے بہت سے مراسلات اخبارون مین بھیجے گئے منجملہ اُنکے ایک مضمون کا مینی کا
جو اٹلی کا مشہور شخص ہی لکھا ہوا تھا وہ تحریر کرتا ہی " چونکہ سلوم جو بہ سیرنیکا کا ایک

جزو ہی اور اٹلی نے اُسپر اعلان الحاق کر دیا ہی پس ایسے ملک کو جسپر اٹلی کی کامل حکومت کا اعلان ہو چکا ہو مصر یا برطانیہ کیونکر عطیۂ سلطانی سمجھ سکتے ہین۔ آخر مصر کے حدود کی تبدیلی بار بار صوبۂ سرنیکا کے علاقہ کو گھٹا کر کیا معنی رکھتی ہی خصوصًا ایسے وقت مین جبکہ اٹلی اور ٹرکی کے درمیان جنگ چھڑی ہو۔ اول تو برطانیہ نے نہایت کامیابی سے ساتھ یہ مطالبہ کیا کہ ہمارے جہازون کی ناکہ بندی اُس علاقہ سے ہٹائی جائے جسے مصر مین شامل کرنیکا اُسسے پہلے خیال ہو چکا تھا حالانکہ ہماری ناکہ بندی اصل مین مصری سرحد تک تھی جیسی کہ نقشون مین مندرج ہی اور آج ہم یہ دیکھتے ہین کہ سلطان کی فیاضی سے مصری سرحد سلوم تک بڑھا لی گئی حالانکہ سلطان کو اُس ولایت کی ایک گز زمین جدا کرنیکا اختیار نہین تھا جو اُنکے ہاتھ سے جا چکی ہو۔ انگلستان کو کیا حق حاصل تھا کہ جنگ درمیان اٹلی اور ٹرکی کے ہو اور نفع خود اُٹھائے"

میرے نزدیک کسی کو اٹلی کی ناراضی پر تعجب نہ کرنا چاہیے کیونکہ اُسکی حملہ آور فوج چند بندرگاہون مین محصور پڑی ہی باوجود صرف کثیر برداشت کرنے اور ہزارون جانین ضائع کرنے کے اب تک اپنے جہازون کی پناہ یعنی تین میل سے زائد آگے بڑھنے کی جرأت نہ کر سکی اور یہ دیکھ کر ساری دنیا کا یہ حال ہی کہ اعلان الحاق پر مضحکے اُڑاتی ہی برخلاف اسکے فرانس و برطانیہ بلا کسی تکلیف یا خرچ برداشت کرنے کے ایک نے ایسا حصہ جانب جنوب اپنے قبضہ مین کر لیا ہی جس مین آگے بڑھنے کی بہت گنجائش ہی اور دوسرے نے جانب شمال مشرق دو سو میل سمندر کے کنارے کی اراضی اسی طرح اپنے زیر حکومت کر لی ہی۔

نخلستان وجنت پر اس طور سے قبضہ کیا گیا کہ ۲۷ نومبر کو سو جوان دیسی فوج کے الجیریا کی جنوبی چھاونی سے فرانس نے بھیجدیے اور ایک دستہ عرب بے قاعدہ رسالہ کو بوقت ضرورت تیار رہنے کا حکم دیدیا اور اس طرح جبریہ قبضہ حاصل کرنے کا دھی جمعیتی

بہانہ کیا جیسا کہ اکثر ایسی حالتون مین کیا جاتا ہی یعنی یہ کہ "جب سے لڑائی چھڑی ہی اس ضلع مین بدامنی کا دَور ہو گیا ہی" کیونکہ ترکی فوج 'غاط' وشہر 'غدیم' خالی کرکے جنگ مین شامل ہونیکے لیے ساحل سمندر کی طرف ہٹ گئی تھی۔ اصل واقعہ یہ تھا کہ فرانس کی حکومت کو غاط کے قرب وجوار مین ترکی دستون کی موجودگی سنہ ۱۹۱۰ء مین دیکھ کر استعجاب اور ناگواری پیدا ہو چکی تھی اس لیے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر وجنت اپنے قبضہ مین لے لیا ظاہر ہی کہ دولت عثمانیہ اسوقت بوجہ دیگر مشکلات کے مداخلت نہین کر سکتی تھی لہذا اس سے بہتر موقع نہین ہاتھ آ سکتا تھا۔

حال کے نقشون کے بموجب جو کہ ملک طرابلس کے نوارہ مین شائع ہوے ہین یہ پایا جاتا ہی کہ وجنت غاط سے تقریبًا ۹۰ میل جانب جنوب و مغرب واقع ہی اور گرد و نواح کی زمین پر زراعت ہوتی ہی جسکا سلسلہ کوہ ٹسیلی تک چلا گیا ہی۔ یہ بتانا مشکل ہی کہ فرانس کو اس دور دراز اور تقریبًا غیر آباد خطہ پر قبضہ حاصل کرنے سے کیا فائدہ پہونچیگا گو کاروانون کے راستہ سے یہ مقام نزدیک ہی یعنی تقریبًا ۶۰ میل کے فاصلہ پر ہوگا جو کہ غدیم و غاط سے گذرتا ہوا جنوب کی جانب مغربی صحرا کی طرف چلا گیا ہی۔

یہ ظاہر کیا جاتا ہی کہ غلامون کے بہم پہونچانے کے لیے مہمین جو مراکش کو جانیوالی ہوتی تھین نخلستان وجنت مین جمع کی جاتی تھین اور وہین سے انصرام پاتی تھین اور یہی حیلہ اُسوقت بھی پیش کیا گیا تھا جبکہ کپتان ٹوشارڈ نے سنہ ۱۹۰۵ء مین فرانس کی جانب سے قبضہ کیا تھا۔ چنانچہ سنہ ۱۹۰۶ء مین سلطانی فرمان اس مضمون کا نافذ ہوا تھا کہ یہ خطہ اُس وقت تک بلا تصفیہ حیثیت سے مانا جائے جب تک کہ سرحد کی حد بندی نہ ہو جائے۔ اب اس موقع پر فرانسیسی حکومت یہ وجہ پیش کرتی ہے کہ ترکون نے خود اس فرمان کی پابندی نہ کرنے سے سنہ ۱۹۰۶ء و سنہ ۱۹۱۰ء مین انحراف کیا اس سبب سے ہمیشہ کے لیے اس آئے دن کے جھگڑے کو

چپکا دیا۔

فرانس کے اس بیقاعدہ طریق عمل کے مقابلہ مین جو کہ وجبنت کے معاملہ مین ظاہر ہوا ہمارے الحاق سلوم کا طریقہ زیادہ پسندیدہ و قرین انصاف ہی کیونکہ گورنمنٹ برطانیہ کو سلطان نے خود عطا کیا۔ حقیقت حال یہ ہی کہ اس واقعہ کے بہت پہلے دولت عثمانیہ نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ حکومت برطانیہ کل طرابلس پر قبضہ کرلے لیکن ہماری جانب سے یہ تجویز اور ذمہ داری بعد شکریہ کے نامنظور کی گئی۔

خلیج سلوم کے متعلق باب عالی اور حکومت مصر کے درمیان ایک زمانہ سے دوستانہ مباحثہ چلا آتا ہی۔ خدیو معظم کی سلطنت اور طرابلس کے درمیان حدبندی ہمیشہ غیر مستقل رہی ۱۸۴۱ء کے سلطانی فرمان مین جسکی بنا پر محمد علی کو مستقل حکومت مصر کی عطا ہوئی تھی یہ ذکر تھا کہ نقشہ منسلکہ مین حدبندی صاف طور سے ظاہر کردی جائیگی۔ لیکن فرمان متذکرہ بالا کے ساتھ کوئی نقشہ شامل نہ تھا۔ بہرحال باب عالی کی جانب سے ہمیشہ یہ کہا گیا کہ راس الکنیس سے مصری حد شروع ہوتی ہی برخلاف اسکے مصر کی جانب سے یہ اصرار رہا کہ وہان کی مغربی حد خلیج سلوم ہی۔

ان دونون دعوون مین تقریباً دوسو میل کا فرق پڑتا ہے بندرگاہ سلوم مین یہ بہت بڑی صفت ہی کہ علاوہ طبروق کے اُس ریگستانی اور ویران ساحل پر صرف وہی ایک مقام ہی جہان عمدہ لنگرگاہ تیار ہوسکتی ہی۔ اگر سمندر کے اندر ایک باندھ تعمیر کردیا جائے تو نہایت مفید بندرگاہ بن جائیگی اور نہایت آسانی سے قلعہ بندی بھی ہوسکیگی۔ لہذا اہل ایطالیہ کے حال پر افسوس آتا ہی کیونکہ وہ طبروق جسکا کہ بہت شہرہ تھا اور جسکی بابت کہا جاتا تھا کہ آئندہ بحری ضروریات کے لیے نہایت محفوظ اور مضبوط مقام ثابت ہوگا ایسی صورت مین بالکل بیکار ہو جائیگا جبکہ اُس سے اسی میل کے فاصلہ پر ایسا مقام موجود ہوگا جیسی کہ سلوم کی گہری بندرگاہ ہی اور جہان کہ برطانیہ کا مقبوضہ بیڑہ بحفاظت قیام کرسکیگا

ایک اور طریقہ ہی جسکی بنا پرامید ہی کہ خدیو معظم کے جدید حصۂ سلطنت مین جو کہ خلیج سلوم کے گرد واقع ہی آیندہ بہبودی و ترقی کی صورت پیدا ہو جائے وہ یہ ہی کہ جزیرۂ مالطہ کی کثرت آبادی و ہان کی حکومت کے واسطے مدت سے باعث دقت و پریشانی تھی لہذا کوئی سبب نہین معلوم ہوتا کہ بندرگاہ سلوم مین وہان کے باشندے آکر آباد نہ ہون اور اہل مالطہ جو بحیثیت ایک سلطنت کی رعایا ہونے کے ہمارے ہم پلہ ہین یہان نو آبادی قائم نہ کرین اور وہان کی زائد از ضرورت آبادی کے واسطے مقام سلوم عمدہ جای قیام نہ ثابت ہو۔ سلوم کے اندر کبھی کاروانون کی گذرگاہ نہین رہی لیکن سنا جاتا ہی کہ وہان میٹھے پانی کی بہت کثرت ہی اور آئندہ چل کر زراعت کو ترقی ہونا امکان پذیر ہی۔ لہذا یہ امر ممکن ہی کہ تھوڑے دنون مین مالطہ کے نیک چلن اور جفاکش باشندون مین سے بعض کے لیے خلیج مین جا بجا روزی کمانے کے ذرائع نکل آئین خدیو معظم کی ساحل والی ریلوے لائن سلوم تک ضرور بڑھائی جائیگی اور اگر سلوم اور بندرگاہ سوڈان بذریعۂ ریل مصر ہوتی ہوئی ملا دیے جائین تو سلوم کی مرفع الحالی کی کوئی انتہا نہ رہیگی۔

لڑائی کے پیشتر کا حال یہ ہی کہ دولت عثمانیہ اس جنگ کے لیے بالکل تیار نہ تھی اور اس فروگذاشت کا سارا الزام اصل مین حقی پاشا کے سر لگانا چاہیے آجکل کا وہ زمانہ ہی کہ ٹرکی سے زائد دولتمند سلطنتین بڑے پیمانہ پر بحری و بری قوت کے قائم رکھنے مین اخراجات کے بوجھ سے کچلی جاتی ہین بلکہ پس جانے کے قریب ہین لہذا ٹرکی نے بڑی دانائی سے کام لیا کہ اُسنے بحری قوت کے درست کرنے مین کثیر مصارف جو کہ اُسکے لوازمات سے ہین نہین برداشت کیے بلکہ اس خیال کو ذہن سے نکال دیا اور اپنی ساری قوت بری فوج کی درستی اور اُسکو کام کے قابل بنانے مین صرف کی۔ اس فوج کے تیار کرنے سے ٹرکی کا منشا یہ ہی کہ بلغاریہ اور روس کے مقابلہ مین جن سے ایک نہ ایک دن لڑائی ہونا لازمی ہی کام آئے۔ اسی سبب سے گذشتہ یمن کی بغاوت مین شوکت پاشا (وزیر جنگ) عساکر

متعینہ اڈریا نوپل و قسطنطنیہ سے عرب کی جانب مدد بھیجنے پر راضی نہین ہوے لیکن طرابلس مین پندرہ ہزار فوج موجود تھی جس مین اکثر اہل عرب بھرتی تھے اور سلطانی فوج متعینہ یورپ کے مقابلہ مین کم درجہ کے ہتھیارون سے مسلح تھے مدد کے لیے بھیجدیے گئے حقی پاشا اور وزیر جنگ کے درمیان اس معاملہ مین ایکبار گفتگو ہوئی جو بعد کو بہت مشہور ہو گئی بیان کیا جاتا ہی کہ اس گفتگو مین حقی سے وزیر جنگ نے سوال کیا کہ آیا وہ اس امر کے ذمہ دار ہوتے ہین کہ اٹلی کی طرابلس کے متعلق کوئی بُری نیت نہین ہی؟ حقی نے جو کہ اٹلی کے کلب گھرون کو ابھی ابھی چھوڑکر آیا تھا اور جسکے دل سے قمار بازی کے مزے محو نہین ہوے تھے اور اٹلی والون سے بوجہ اپنی بیوی کے رشتہ رکھنا تھا نہایت وثوق کے ساتھ علانیہ جواب دیا کہ وزیر جنگ بلا خرخشہ طرابلس سے بڑا حصۂ فوج ہٹا کر یمن روانہ کر سکتا ہی۔ لہذا اس صلاح پر عمل کیا گیا بلکہ عرب کے علاوہ وہان کی فوج سے یورپ مین بھی کمی پوری کی گئی۔ مگر یہ دولت عثمانیہ کی خوش نصیبی کہنا چاہیے کہ فوج کا میگزین جو طرابلس مین جمع تھا فوج کے ہمراہ نہین روانہ کیا گیا اور آخر کار بہت کام آیا۔ نیز اعلان جنگ کے چند روز پہلے جہاز درنہ نامے بر سیدہ و قون اور کارتوسون کی تازہ امداد پہونچ گئی۔ میری راے مین اٹلی کے جنگی بیڑہ سے جسپر اُسکو اسقدر ناز ہی دو بہت بڑی غلطیان وقوع مین آئین اول یہ کہ اُسنے ٹرکی کے کمزور جہازون کو صحیح سلامت بیروت سے درہ دانیال مین داخل ہونے دیا۔ دوم یہ کہ درنہ نامے جہاز کو طرابلس تک پہونچنے مین مزاحمت نہین کی کیونکہ اگر اٹلی سے ایسا فعل سرزد ہوتا تو بحری ڈاکہ زنی کی روش سے مخالف نہ تھا۔ صرف یہ ہوتا کہ اگر درنہ طرابلس کے باہر گرفتار ہو جاتا تو جنگ ذرا جلدی شروع ہو جاتی۔

اس عجیب و غریب جنگ کے نیتجہ کے متعلق کوئی پیشینگوئی نہین کی جاسکتی اٹلی والے اپنی ایک لاکھ بیس ہزار فوج اپنے تیار کردہ مورچون سے نہین ہٹا سکتے نہ ٹرکی کا

رجحان ایسے شرائط پر صلح کرنے کا پایا جاتا ہی جسے اٹلی والے قبول کرسکین وہ مشکلات جنکا سامنا ہر دو فریق کو ہوگا حسب ذیل ہین۔ اولاً اٹلی کو جو دقتین پیش آنے والی ہین منجملہ اُنکے ایک روز یہ ہونے والا ہی کہ صحرا مین کوئی فاش شکست اُٹھانا پڑے نیز یہ کہ اگر لڑائی نے طول کھینچا تو فوجی امداد پہونچانے اور مالی بار اُٹھانے کے ذرائع مسدود ہوجائین نیز یہ بھی ممکن ہی کہ ملک کے خیالات مین لڑائی کا کوئی بین و مفید نتیجہ نہ نکلتے دیکھکر باہم تبدیلی واقع ہوجائے اور اہل ملک مین لڑائی کے خلاف جوش پیدا ہوجائے۔

ثانیاً ٹرکی کے لیے یہ مشکلات درپیش ہین کہ آیا عرب آخر تک ساتھ دینگے یا نہین؟ فی الحال عرب پھرتے ہوے نہین معلوم ہوتے کیونکہ عربون کے لیے نومبر کے مہینے مین جب بارش ہوئی ہی بڑی سخت آزمائش کا وقت تھا لیکن عربون کو لغزش نہین ہوئی چنانچہ طرابلس کا واقعہ ہی کہ جب ۱۹۰۸ء سے لیکر ۱۹۱۰ء تک بوجہ امساک باران کے قحط پڑا تھا تو ہزارون عرب فاقہ کشی کی مصیبت سے تنگ آکر ٹیونس وغیرہ ترک وطن کرکے چلے گئے تھے۔ لیکن اِس موقع پر جبکہ باران رحمت کا نزول ہوا تو وہ میدان جنگ مین تھے اور اپنے کھیتون سے منزلون دور تھے بعض اُن مین سے تھوڑے دنون کے لیے کھیتی کی غرض سے گئے لیکن اکثرون نے اپنے آئندہ نفع کو حب وطنی پر قربان کردیا اور باوجود اس اندیشہ کے کہ آئندہ اُنھین اور نیز اُنکے بال بچون کو رزق میسر آنا ناممکن ہوگا اپنی جگہ سے نہ ملے۔

نیز اٹلی والے رشوتین دیکر اپنا کام نکالنا چاہینگے جس کام کو وہ بزور شمشیر انجام دینے کے ناقابل ہین لیکن میرے خیال مین اسلامی قوت و یکجہتی عربون کے فطرتی لالچ پر غالب آئیگی۔

ان مشکلات کے علاوہ میرے نزدیک عثمانیون کے لیے سب سے زیادہ خطرناک اُنکے آپس کا نفاق ہی اگر آپس کی مخالفتون اور ریشہ دوانیون کو نہ کرسکین اور یکجہتی

کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرین تو بہت ممکن ہی کہ جنگ مدتون جاری رہے اور ترکون اور عربون سے پہلے اٹلی کا دیوالہ نکل جائے۔ کیونکہ اسوقت تک اٹلی نے جنگ پر ایک کرور پچاس لاکھ پونڈ خرچ کیے ہین اور باوجود سرکاری دل خوش کن رپورٹون کے پیرس مین قرضہ نہ مل سکا بخلاف اسکے جنگ مین ٹرکی کو بہت کم صرف برداشت کرنا پڑا اسوقت تک ٹیونس اور مصر کی معتد بہ رقم چندہ سے عربون کو تنخواہ دی گئی جنھین ۶ ریومیہ عموماً دیا جاتا ہی اور یہی قدر بہت کافی ہی۔

ہمارے نزدیک اہل ایطالیہ کی کارروائیان حسب ذیل ہوسکتی ہین یعنی یہ کہ اٹلی والے کسی پرانے قلعہ پر گولہ باری کرین یا کسی جزیرہ پر قبضہ حاصل کرلین مگر ہماری راے مین ان کارروائیون سے ترکون پر کچھ اثر نہین پڑسکتا البتہ اگر یورپ اور ایشیا مین فوج اتاری جائے تو نتیجہ حسب خواہش نکل سکتا ہی مگر اٹلی والون کی یہ مجال نہین ہی کہ یورپ یا ایشیا مین قلمروعثمانیہ کے اندر کسی مقام پر قدم رکھ سکین البتہ یہ ممکن ہی کہ بحر احمر مین ترکون کے خلاف بدقسمتی سے جو ہوا چلتی رہتی ہی اپنا رخ بدلدے اور چند پلٹنین آرتھریا مین اُتر کر وہان کی کایا پلٹ کردین حقیقت مین اسوقت بڑا ہی لطف ہوا اور عجیب تماشا ہو جبکہ عساکر عثمانیہ اٹلی والون کی دنیا بھر مین فقط ایک نوآبادی یعنی آرتھریا کا الحاق کرلین۔

ہوائی جہاز اور فوجی غبارے ممکن ہی کسی زمانہ مین جسقدر پرواز کرنے والون کا تجربہ اور مشق بڑھے نہایت مضرت رسان ثابت ہون لیکن اسوقت تک حملہ کرنے کے لیے زیادہ کارآمد نہین ثابت ہوے گو دیکھ بھال مین ان سے بہت مدد ملی۔ ہر غبارے پر ۲۵۰ بم کے گولے جن مین تیز اور خود مشتعل ہونے والی بارود دی جاتی ہی بار کیے جاسکتے ہین اور چند گولے ہوائی جہاز سے بھی پھینکنا ممکن ہی لیکن آخر صورت مین یہ دقت ہی کہ پرواز کرنے والے کو ایک ہاتھ سے جہاز کا انجن سنبھالنا پڑتا ہی اور ایک ہاتھ سے گھٹنون مین دباکر گولے مین فلیتہ لگانا پڑتا ہی کیونکہ جو بارود ان گولون مین دی جاتی ہی وہ ساڑھے تین انچھ

قطر کے فولادی خانون مین بند ہوتی ہی۔ با اینہمہ دونون مین سے ایک بھی مفید نہین پایا گیا۔ میری رائے مین طرابلس کے اندر غیر مفید ہونے کے وجوہات یہ ہین کہ صحرا مین صحیح سمت دریافت ہونا نہایت دقت طلب امر ہی کیونکہ سطح زمین پر کوئی ایسے ممیز نشانات نہین ہوتے جنکی بنا پر سمت کا اندازہ کیا جا سکے مزید برآن توپین سر ہونے کی وجہ سے ہوا کے تموج سے محفوظ رہنے اور گولیون کی بارش سے بچنے کے لیے پرواز کرنے والون کو مجبوراً سطح زمین سے دو ہزار گز بلند رہنا پڑتا ہی لہذا شست بلند رکھنا مشکل ہوجاتا ہی۔ ہوائی جہازون کو دیکھ کر عربون مین کچھ بھی گھبراہٹ نہین پیدا ہوئی اور وہ زمانہ بہت قریب ہی جبکہ ترکون کے ہاتھ مین ہوائی جہاز آجائین اور اس طریق جنگ مین بھی دشمن کا مقابلہ کیا جا سکے۔ غور کرنے کا مقام ہی کہ قوانین جنگ بھی کس قدر متضاد اور مضحکہ انگیز ہین ایک جانب تو یہ ممانعت ہی کہ پھٹنے والی گولیان بندوقون مین استعمال نہ کی جائین دوسری جانب یہ جائز رکھا گیا ہی کہ پھٹنے والے گولے بلا لحاظ کسی شی کے ایسے مقام پر بیدھڑک پھینکے جائین جہان مرد عورت بچے رہتے ہون اور بیمارون کے لیے شفا خانے واقع ہون۔

ایک اور اہم مسئلہ جسکے حل ہونے پر غالباً اٹلی و ٹرکی کے درمیان جنگ کا قطعی فیصلہ ہوجائے سنوسیون کا طرز عمل ہی۔ ہم نے یہان آکر اس عجیب وغریب وفد کا حال کچھ بھی نہین سنا جو کہ اٹلی کی طرف سے سنوسیون کو روانہ کیا گیا ہی جسکی بابت یہ بیان کیا جاتا ہی کہ اٹلی والون نے سنوسیون کو مذہبی آزادی و انعامات و نیز دیگر رعایتون کے وعدے اس بنا پر کیے ہین کہ سنوسی ترکون کے مقابلہ مین اٹلی والون کا ساتھ دین۔ اس قسم کی سفارت اگر دراصل بھیجی گئی ہی تو قبل نتیجہ ظاہر ہونے کے ہم اسکے ناکام واپس ہونے کی پیشینگوئی کرتے ہین۔ کیونکہ بقول ڈاکٹر گریگوری کے سنوسیون اور دولت عثمانیہ کے درمیان صرف اسی قدر مباحثہ تھا کہ سنوسی اپنے عقائد مین بہت سخت ہین لیکن اب

کفارون کا حملہ اسلام پر دیکھکر آپس کے قضیئے آیندہ کے لیے اُٹھا رکھے گئے ہین۔
متذکرۂ بالا مسئلہ کے خلاف بھی سنوسیون کے متعلق لوگون کی راے ہی اور اس مسئلہ پر کہ سنوسیون کی امداد واقعی کس قدر قابل وقعت ہی متضاد رائین قائم کی گئی ہین چنانچہ فرانسیسی خفیہ نویسون کے بیانات سے معلوم ہوتا ہی کہ بلحاظ فوجی انتظام و تیاری کے اس فرقہ کی مدد کوئی وقعت نہین رکھتی۔ الغرض ایک طرف تو یہ ظاہر کیا جاتا ہی کہ یہ بات جو مشہور کی جاتی ہی یعنی سنوسیون کے پاس آراستہ فوج ہی اور بہت سامان جنگ ہی صرف قصہ ہی قصہ ہی دوسری جانب نہایت اعتماد کے ساتھ یہ بیان کیا جاتا ہی کہ اُنکے پاس سیدانی توپون نئی چال کی بندوقون اور کارتوسون وغیرہ کے بڑے ذخیرے موجود ہین لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ عرب لوگ اپنے راز کو نہایت چالاکی سے پوشیدہ رکھ سکتے ہین جسکا کہ تجربہ بہت نقصان اُٹھانے کے بعد اہل اطالیہ کو نخلستان مین ہوا لہذا بہت ممکن ہی کہ سنوسیون کے پاس سامان جنگ کے ذخیرے اُنکے بود و باش کے مقامات مین چھپے ہون حال ہی کا واقعہ ہی کہ فرانس کے خلاف وادائی مین جو ہتھیار استعمال کیے گئے تھے اُنکے متعلق بیان کیا جاتا ہی کہ کفرہ سے آتے تھے۔ جنگ کی موجودہ حالت کے لحاظ سے مین سنوسیون کی فوجی قوت اور اُنکے انتظامات کی بابت بیان کرنے سے مجبور ہون لیکن حال مین مجھے ایک ایسے مسلمان سے ملاقات کا موقع ملا جو بہت دنون تک سنوسیون مین رہے ہین اور میرے نزدیک اُنکا بیان بہ نسبت کسی سلطنت کے گوئندون کے زیادہ قابل اعتبار ہے پس مین صرف اسی قدر بتا سکتا ہون کہ سنوسیون کا قوت ور فرقہ دولت عثمانیہ سے حفاظت طرابلس کے مسئلہ مین موافقت رکھتا ہی اور سرنیکا مین انور بے کی مدد بھی کر رہا ہی۔
اب اس مسئلہ کی بابت کہ آئندہ چل کر سنوسی بہت بڑی مدد پہونچانے والے ہین مجھے صرف دو باتین کہنا ہین اول یہ کہ سمندر سے کفرہ بہت دور واقع ہی یعنی بنغازی سے

تقریبًا ایک ہزار کیلومیٹر ہوگا اور نشاطابے کے مرکز واقع عزیزیہ سے دوگناہ فاصلہ سمجھنا چاہیے - دوم یہ کہ عربون کی جمعیت اُن اصول کی پابند نہین ہی جو باقاعدہ بھرتی کی ہوئی فوج کے لیے لازمی ہین - اسوقت بھی عربون کی تعداد جو ترکون کے ساتھ جنگ مین شامل ہین بلحاظ اُنکی آبادی کے بہت کم ہی میرے نزدیک یہ مبالغہ نہ ہوگا کہ ایک لاکھ عرب جو لڑائی مین شرکت کر سکتے ہین اور ہتھیار اُٹھانے کی قابلیت رکھتے ہین طرابلس مین بوقت ضرورت مہیا کیے جا سکتے ہین اور اپنی اس قوت پر دولت عثمانیہ کو بھی اعتماد ہی - اسوقت حالت یہ ہی کہ عربون کی مسلح ٹکڑیان مع دیگر ساز و سامان کے موقع جنگ پر پہونچ جاتی ہین اور اُن روزانہ حملون مین شریک ہوتی ہین جنکے باعث سے حملہ آور فوج چند بندرگاہون مین محصور پڑی ہی چند روز کے بعد یہ لوگ اپنے گھرون کو گانؤن مین واپس جاتے ہین اور اپنے بال بچون کے ساتھ مویشیون اور کھیتون کی نگہداشت مین مشغول ہو جاتے ہین اور اُنکی جگہہ پر دوسری کمک آجاتی ہی -

عربون کی اس حالت کا مقابلہ تھوڑا بہت بوئیرون کے حالات سے کیا جا سکتا ہی بوئیر بھی یہی کرتے تھے کہ اُنکی ٹکڑیان آتی تھین اور پھر چند ہفتون کے لیے اپنی کھیتی باڑی دیکھنے بھالنے چلی جاتی تھین گو اس طریقہ سے فوج کے جنرلون کو تکلیف ہوتی تھی اور اکثر اپنے منصوبے بدلنا پڑتے تھے مگر اس مین ترمیم ناممکن تھی - پس سنوسیو نکے متعلق یہ نتیجہ نکلتا ہی کہ علاوہ اُس امداد کے جو اُنھون نے سرنیکا مین بھیجی ہی اُنکی جمعیت کو زر رودیعنی وظیفہ خوار سپاہی جو بوقت ضرورت طلب کیے جا سکتے ہین) فوج سمجھنا چاہیے جس سے بوقت ضرورت طرابلس کی حفاظت مین کام لیا جا سکتا ہی -

سنوسیون کی ہمدردی ایک اور صورت سے ترکون کے حق مین مفید ثابت ہو سکتی ہی کیونکہ اس فرقہ کا مذہبی اقتدار بہت بڑھا ہوا ہی اُنکے واعظ افریقہ کے کل حصون مین شمال مغرب مشرق - اوگاڈا - نائجیریا غرض افریقہ مین ہر سمت موجود ہین پس بموجب بیان

اُس شخص کے جس سے مجھکو اطلاع ملی ہی اور جس نے سنوسیون کے درمیان رہنے کے ماورا
افریقہ مین بہت سفر کیا ہی اگر ستوسی ایطالیہ کے خلاف جنگ کے لیے مستعد ہو جائین
اور اپنے فرقہ سے یا دیگر مسلمانون سے مدد طلب کرین تو افریقہ کے ہر گوشہ سے مسلمان مدد
کو آئینگے یہ مدد جنوبی افریقہ تک محدود نہ رہیگی بلکہ ٹیونس اور مصر مین بھی مسلمان اُٹھ کھڑے ہونگے
آخر مین اخبارون کے متعلق میری یہ راے ہی کہ اٹلی کے اُن اخبارون کو جو
اپنے ملک کے لیے شہنشاہی اقتدار چاہتے ہین اور حصول کے حامی ہین اپنی قوم کو
موجودہ دیوانہ وار معرکہ مین پھنسانے سے پہلے ایک اور امر کا لحاظ رکھنا لازمی تھا وہ
یہ ہی کہ اگر اٹلی کو کبھی کامیابی ہو گئی اور بیشمار روپیہ و نیز جانین ضائع کرنے کے بعد
طرابلس پر تھوڑا بہت اقتدار حاصل ہو گیا جب بھی اُسکے نئے مفتوحہ ملک کا قیام محض
فرانس اور انگلستان کی مہربانی پر موقوف رہیگا - اگر یہ دونون طاقتین کسی یورپین جنگ
کے موقع پر اٹلی کے خلاف مقابلہ مین آگئین تو سلوم و بیزرٹا کے بحری قلعہ نیز فرانس
کی فوجی قوت جو ٹیونس سے بہم پہونچ سکتی ہی یہ سب مل کر چند ہفتون مین اٹلی سے
طرابلس خالی کرالینگی اور اٹلی کی ساری جانفشانی بیکار ہو جائیگی - نتیجہ یہ ہوگا کہ سیپیو[۱] کی اولاد
باوجود اپنی سپہگری کے اپنی کملی کتھری سمیت جنوبی افریقہ سے کان پکڑ کے نکالدیجائیگی
اور غالباً مصر کے حصہ مین سرنیکا آئیگا اور ٹیونس کے ساتھ طرابلس مع شہر غدیم جسپر ہم
ٹیونس کا دانت مدت سے لگا ہوا ہی شامل کر لیا جائیگا -

---

[۱] قدیم رومی فاتح اس شخص نے ملک ہسپانیہ کو فتح کیا تھا ۱۲

باب دوم

سفر طرابلس کے حالات

وسط طرابلس کی حالت اسوقت ظلمات کی سی ہے۔ ایسے بہت سیاح ہین کہ جنھون نے سواحل کے مقامات سے آگے سفر نہین کیا چند آگے بھی بڑھے لیکن ایسے ایسے مشہور سیاح جیسے کہ ڈکسن۔ بارتھ وغیرہ تھے بجز اُن مقامات کے جنکے اندر سے ہوکر صحراے اعظم و سوڈان کی طرف قافلہ جاتے ہین کسی اور طرف نہ جاسکے۔ پس گذشتہ ماہ اکتوبر مین جبکہ مین نے سفر طرابلس کا ارادہ کیا اور راستون و طریق سفر یعنی سواریون اور اہل ملک کے طرز معاشرت کا حال دریافت کرنا چاہا تو کچھ پتہ نہین چلا۔ یہ عجیب بات ہے کہ سواحل مڈیٹرینین پر ایسا ملک واقع ہو جہان لندن سے انسان چھ روز مین پہونچ سکتا ہو مگر اُس ملک کے حالات اسقدر غیر معلوم ہون جیسے کہ لیبرو ڈار و وسط عرب کے۔ بہرنوع باوجود اس کس مپرسی کے کچھ حالات خصوصاً سواحل کی بابت کانسلون کی رپورٹون سے دریافت ہوے اور کچھ اپنے تجربہ سے جو مجھے دیگر ممالک عرب مین سفر کرنے سے معلوم تھے اُن سب کا اندازہ کرکے مین نے یہ یقین کرلیا کہ اس سفر مین ہر مصیبت اور سختی برداشت کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے اور یہی ظہور مین آیا چنانچہ ہم لوگون نے نشاط بے سے لے کر غریب بر و تک ہر طرح کی سختیان جھیلین۔ روانگی کے قبل ممبران سفارت عثمانیہ نے میرے ساتھ نہایت اخلاق و مہربانی کا برتاؤ کیا اور اخبار "منچیسٹر گارڈین" کے اڈیٹر نے اپنی عنایت سے مجھے اپنے اخبار کی نامہ نگاری کی عزت بخشی۔

میری راے مین اُن مسافرون کو جنھین طرابلس جانا ہو جمعرات کے روز سفر نہ کرنا چاہیے کیونکہ اُس روز کثیر التعداد مسافر مع اپنے ڈھیر کے ڈھیر اسباب کے لندن سے

روانہ ہوتے ہین اور اس امر کی کوشش کرتے ہین کہ مارسیلیا[۱] پہونچکر پی[۲] اَو کمپنی یونین کیسل اوغیرہ کمپنیون کے جہازون پر سوار ہون - میرے روانہ ہونے کے وقت اتفاقاً سمندر مین اسقدر طوفان تھا کہ اُن جہازون کو جنھین کیلے[۳] مین ٹھہرنا چاہیے تھا مجبوراً بولون[۴] مین لنگر انداز ہوے جہاز اور ریل مین کثرت اسباب و مسافرون کی وجہ سے جو تکلیف پہونچی وہ مزید بران تھی - ان اتفاقات کا یہ نتیجہ ہوا کہ سب انتظام بگڑ گیا اور مجھے مجبوراً مارسیلیا سے اپنا اسباب بغیر بلٹی کرائے روانہ ہونا پڑا - خیر مجھے تو زیادہ دقت نہین اُٹھانا پڑی کیونکہ جو بھاری اسباب میرا چھوٹ گیا تھا وہ چار روز کے اندر ٹیونس مین مل گیا لیکن اُن لوگون کو ہمیشہ سخت مشکلات پیش آنے کا اندیشہ ہی جو ہندوستان یا جاپان کا سفر کرتے ہین بعض مسافرون کی جو صرف ایک ہینڈ بیگ لیکر اور ایک جوڑا کپڑا پہنکر میرے ساتھ سوار ہوے تھے دقتون کا خیال کر کے مجھے بہت افسوس ہوا - مارسیلیا تک میرے ہم سفر ۸ نوجوان تھے جو اوگانڈا جا رہے تھے یہ لوگ کالج سے نئے نئے نکلے تھے اور شاید اُن مین سے کسی نے انگلستان کے باہر قدم نہین رکھا تھا - معلومات کی یہ حالت تھی کہ زیتون کا درخت بھی نہین پہچانتے تھے - باوجود اس لاعلمی کے اپنی راے نہایت صائب سمجھتے تھے اور اسی قسم کے خیالات کا اظہار کرتے تھے جو اُنکو لندن کے کلب گھرون اور کالج کی انجمنون مین سیکھنے کا اتفاق ہوا تھا یعنی جہان پر طالب علمون کے درمیان مباحثہ و تبادلہ خیالات جاری رہتا ہی اُنکی راے تھی کہ نوآبادیون کے معاملات مین وہان کے باشندون کو کامل اختیار حاصل ہونا چاہیے اور یہ کہ کالے آدمی پر مہربانی کرنا گویا اُس صفت کو رائگان کرنا ہی - لیکن ان خیالات کے ماورا اُن مین ایک اخلاقی صفت یعنی استقلال پایا جاتا تھا -

---

[۱] بندرگاہ واقع ملک فرانس ۱۲

[۲] یعنی وہ کمپنی جسکے جہازون پر ڈاک جاتی ہی بس جہاز عموماً تیز رفتار ہوتے ہین ۱۲

[۳ و ۴] بندرگاہ واقع فرانس یہ دونون بندرگاہ ہین انگلستان کے محاذی واقع ہین ۱۲

اُنکی یہ بھی راے تھی کہ انگریزون نے یہ بڑی غلطی کی کہ ایسے جہازران کمپنی بنانے کے واسطے سرمایہ بہم پہونچانے کے لیے زائد محصول ادا کرنا منظور نہین کیا جو جرمن کا مقابلہ کر سکے جس فروگذاشت کی وجہ سے جرمن والون نے ایک کمپنی قائم کر کے مشرقی افریقہ کی تجارت اپنے ہاتھ مین لیلی - اُنکے نزدیک مسٹر کول کو سزاے جلاوطنی دینے مین غلطی کی گئی غرض یہ باتین سن کر اُن ناتجربہ کار نوجوانونکے حق مین میری دعا ہی کہ آئندہ چل کر خدا اُنھین عقل دیدے - میرے خیال مین ہمارے نوجوان سپاہی اور سول ملازمین اپنی حماقتون سے سلطنت کو بہت نقصان پہونچاتے ہین - اُنکے دلون مین عام ہمدردی کے خیالات کے بجاے غیر ملکون کی سرکاری رعایا سے نفرت ہوتی ہی جو بحیثیت ہماری سرکار کے رعایا ہونے کے اُنکے مساوی ہین اگر یہ رویہ خطرناک نہ بھی ثابت ہو جب بھی مضحکہ کے لائق ضرور ہی -

قدیم زمانہ مین لوگ کہتے ہین کہ ہسپیریڈیز (اہل یونان کی بکاولی) کا باغ ملک طرابلس کے سواحل پر واقع تھا بیان کیا جاتا ہی کہ اُسکے چارون طرف مہیب درندے رہتے تھے جنکے خوف سے کوئی اندر نہین جا سکتا تھا مگر میرے نزدیک اب بھی قدیم لبیا[۵۱] کے حصئہ سیرنیکا[۵۲] و شہر طرابلس کی حفاظت اسی طرح ہوتی ہی کیونکہ اٹلی کے جنگی جہاز مہیب درندونکی طرح سواحل کی پاسبانی کرتے ہین اور مغرب و مشرق کے بعض مقامات کی چوکیداری اُن درندون کے سپرد ہی جنھین مصری صنابطیہ[۵۳] اور فرانسیسی صافی[۵۴] کے نام سے موسوم کرتے ہین -

الغرض دونون معرکہ آرا فوجون مین سے کسی تک پہونچنا نہایت مشکل ہی حال مین فرانس کے عمالون نے ایطالیہ کی متواتر شکایتون پر کہ ممنوعات جنگ کی درآمد برآمد براہ ٹیونس

---

۵۱ ملک طرابلس کا قدیم رومی نام لبیا تھا ۱۲

۵۲ قدیم اہل رومہ صوبہ سرنیکا کو سیرین کہتے تھے ۱۲

۵۳، ۵۴ مصر کے اندر پولیس کے جوان صنابطیہ کہلاتے ہین اسی طرح ٹیونس و الجزائر مین صافی کے نام سے مشہور ہین ۱۲

جاری ہی سرحد کی نگرانی بہت سخت کردی ہی اسوجہ سے مین نے سنا کہ بعض وقات نامہ نگارون
کو بہت تکلیف اُٹھانا پڑی اور اکثر بہت انتظار کرنا پڑا لیکن مین دل مین ٹھان کر چلا تھا کہ
حدود ٹیونس کے عبور کرنے مین جسقدر تکلیفین پیش آئینگی برداشت کرونگا- یہ ارادہ ایک
نامہ نگار کی تحریر سے جو اُسنے حال مین بھیجی تھی قائم ہوا تھا لیکن مجھے بعد کو دریافت ہوا
کہ اُس نامہ نگار نے یون تکلیف اُٹھائی کہ قبل روانگی کے فرانسیسی فوجی افسرون سے
مشورہ نہین کیا نہ صلاح لی کہ کس راہ اور کس طریقہ سے سرحد کو عبور کرنا چاہیے بخلاف
نامہ نگار مذکور کے میرا حال یہ ہوا کہ فرانسیسی افسر نہایت اخلاق کے ساتھ پیش آئے اور
سفر بھی بہت پر لطف رہا کیونکہ اچھے اچھے لوگون سے ملنے کا اتفاق ہوا مثلاً مسٹر ریل ٹیونس
کے رہنے والے مسٹر مارس امریکن جو شکار کھیلنے ٹیونس آئے تھے اور جنوب کی طرف جانے والے
تھے ویز مسٹر ابٹ سے جو ایک عالم و فاضل شخص ہین اور میری طرح طرابلس جاتے تھے
ملاقات ہوئی حتی کہ آخر الذکر کی ہمراہی مین مین ترکی کیمپ پہونچ گیا- البتہ ٹیونس مین ایک
دقت یہ پیش آئی کہ سونے کے سکے بالکل کمیاب تھے سنا تھا کہ شہر مین بعض ترکی افسرون نے
کسی چندہ کی فہرست کھولی تھی جس مین ستر ہزار پونڈ جمع ہوگیا تھا یہ روپیہ جب بنکون سے لیکر
دیا گیا تو سب سونے کے سکے لیے گئے سارے بنک خالی ہوگئے کیونکہ طرابلس مین نوٹ
وغیرہ نہین چلتے ہین- اگر مسلمانون کے دلی تعلق کا حال جو ترکون کے ساتھ ہی دریافت کرنا
ہو تو اسی چندہ پر غور کر لینا چاہیے کہ فرانس کی مسلمان رعایا کو دولت عثمانیہ کے ساتھ
کتنی ہمدردی ہی-

ٹیونس کے سفر مین مجھے منجملہ اُن پانچ ہزار رابطہ والون کے جو پہلے طرابلس مین رہتے تھے
اور اب ٹیونس آ گئے ہین اکثر سے ملنے کا اتفاق ہوا- مین نے اپنی سرکار سے اُن لوگون کو بہت
ناراض پایا اور کچھ ناراضی جا سے بھی تھی اُن لوگون کو شکایت تھی کہ جب اٹلی والون نے طرابلس
پر گولہ باری کی ہی یا دیگر لب ساحل مقامات پر قبضہ کیا ہی تو اُن بیچارون کو بڑی مصیبتین

اُٹھانا پڑین مگر سرکار کی جانب سے کسی نے خبر نہین لی اُنکا بیان تھا کہ یہودیون کو یہی ہم تو تو
کا خیال آیا لیکن سرکار نے اپنی رعایا کو اپنے حال پر چھوڑ دیا وہ کہتے تھے کہ اُنکے مکانات
اور دوکانین گولون سے تباہ ہوگئین یا لُٹ گئین اور ٹلی کی گولہ باری سے آٹھ آدمی بھی
مر گئے بعض کو تو بہت غصہ تھا اُنکا مقولہ تھا کہ اُنھون نے برطانیہ کے زیر حکومت رہنے مین
بڑی غلطی کی جسکا اُنھین افسوس ہی مین بھی اس بات کو مانتا ہون کہ وزیر خارجہ نے
ہاوس آف کامنز (مجلس عوام) مین اہل مالطہ کے مارے جانے پر دریافت حال کے وقت
جس طرح جوابات دیے ہین اُس طریقۂ جواب سے اہل مالطہ کا غصہ ہرگز کم نہین ہوسکتا
غرض اپنے سفر مین مین نے دیکھا کہ ٹیونس سے مدنائین تک راستہ بہت دلچسپ ہی شوسئہ
اور سفاکس[۱] کے درمیان ریل نکل جانے سے یہ بڑا فائدہ ہوا ہی کہ سفر جلد طی ہو جاتا ہی اور
ریل کے اوقات اس خوبی سے مرتب کیے گئے ہین کہ الدجم کا اکھاڑا دیکھنے کے لیے کافی وقت
مل جاتا ہی - اس اکھاڑے کے آثار بہت وسیع اور عجیب ہین اور انطونائین[۲] طرز عمارت کے
بہترین یادگار ہین - ہمارے ملک والے ٹیونس کا حال بہت کم جانتے ہین مین کہتا ہون
کہ بعض باتون مین ٹیونس بہ نسبت مصر کے بہتر ہی جہان لوگ بمقابلہ ٹیونس کے کثرت سے سیر
کرنے جاتے ہین ٹیونس مین ریل کا انتظام بھی مصر سے زیادہ وسیع پیمانہ پر ہی - موسم بہت
خوشگوار رہتا ہی اور آثار قدیمہ کے لحاظ سے تو ٹیونس کا کوئی ملک مقابلہ نہین کرسکتا - تھوڑے
دن ہوے کہ ٹیونس مین ہیضہ پھوٹنے کی خبر اُڑی تھی اور واقعی شکایت پیدا بھی ہوگئی تھی
لیکن بہت جلد دور کردی گئی مین خیال کرتا ہون کہ شاید اس مرتبہ اسی سبب سے سیاح لوگ

---

[۱] سفاکس - شوسئہ - مدنائین یہ کل مقامات ملک ٹیونس کے اندر واقع ہین - اس ملک کا حاکم برائے نام ایک مسلمان فرمانروا ہی جو بے کے لقب سے موسوم کیا جاتا ہی لیکن دراصل کل اقتدار فرانس کا ہی - یہ ملک بھی کسی زمانہ مین ترکی صوبہ تھا مگر فرانس نے غصب کرلیا - آبادی کل اہل عرب کی تھی مگر اب فرانسیسی و اطالی وغیرہ نو آبادیان قائم کررہے ہین اور بیچارے عرب بجبر اپنی املاک سے بیدخل کیے جارہے ہین ۱۲

[۲] قدیم زمانہ مین شہنشاہ رومہ تھا ۱۲

ٹیونس نہین آئے لیکن آجکل بیماری کا خوف بالکل بیجا ہی کیونکہ وبا کا وجود بھی نہین ہی۔
اگر کسی شخص کو عجلت نہ ہو اور رات کے وقت سفر کرنے کی خواہش ہو تو سفاکس
سے غبیز اور مدنائین جانے کے لیے گاڑیان ملتی ہین مگر بہت آہستہ چلتی ہین اور بے حد
کھڑکھڑاتی ہین لیکن ہم کو دو موٹرین بکرایہ بحساب فی موٹر بارہ پاؤنڈ دمالت[۵] بنی غروان
پہونچانے کے لیے مل گئین۔ ہماری موٹرین فرانس کی تعمیر کی ہوئی نفیس سڑکون پر فراٹے
بھرتی ہوئی چل کھڑی ہوئین اور غبیز مین جہان وباکا زور تھا سہ پہر کا ناشتہ کھا کر ہم
شام کے کھانے کے وقت مدنائین پہونچ گئے طرابلس مین ہمین یہ سڑکین بہت یاد
آئین۔ مدنائین پہونچکر عربون کا ناچ دیکھنے مین آیا۔ ناچنے والے اپنے قدیم طریقہ کے
موافق جسم کو جھٹکے دے دیکر ناچتے تھے اور وہی ایک طرح کے بھاؤ بتلاتے تھے
میرے خیال مین ایک ہی قطع کے حرکات اور بھاؤ دیکھتے دیکھتے آدمی کا دل اکتا جاتا ہی
مگر مجھے تعجب آتا ہی کہ مشرق کے لوگ اب تک اسی طرح کا ناچ پسند کرتے ہین جسکو ایجاد
ہوے زمانہ گذر گیا اور ہزارون مرتبہ دیکھ چکے ہونگے۔ بسکرہ مین مین نے دیکھا ہی کہ انگریز
سیاح بھی عربون کے گندہ قہوہ خانون مین اس قسم کا ناچ گھنٹون دیکھا کرتے ہین تعجب
یہ ہی کہ وہ اپنی لڑکیون کو یہ ناچ دکھاتے ہین بلکہ انکو اولاد النئیل کی ناچنے والیون کے
پہلو بہ پہلو بٹھاتے ہین جو بوجہ اپنی آوارگی کے مصر مین بہت بدنام ہین درحالیکہ یہی انگریز
اپنے ملک مین اپنی لڑکیون کو حتی الوسع برائیون سے بچانے کی کوشش کرتے ہین۔
مدنائین پہونچنے کے کچھ پہلے مجھ سے اور تین ترکون سے ملاقات ہوئی جو طرابلس
سے ٹیونس جاتے تھے ان مین دو بیچارے زخمی تھے ران مین زخم لگا تھا۔ یہ لوگ بڑے
چکر کے راستہ یعنی وسیت ہو کر بنی غروان پچیس روز مین پہونچے تھے۔ جسوقت ہم ملے
ہین اسوقت سفاکس جانے کے لیے وہ گاڑی مین بیٹھ چکے تھے اور سفاکس سے انکا

[۵] یہ مقام مصر مین واقع ہی ۱۲

ارادہ جہاد پر قسطنطنیہ جانے کا تھا۔ ایطالی قبضہ طرابلس سے ان تینون کا بہت نقصان ہوا تھا جو کچھ اُنکے پاس تھا سب چھن گیا تھا لیکن مین نے سب کو بشاش اور نہایت مستقل مزاج پایا جسوقت اُنھین معلوم ہوا کہ مجھے اُنکی قوم سے ہمدردی ہی اور مین اُنکی ہم قومون کے پاس جاتا ہون اُسوقت اُنکی صورت دیکھنے کے قابل تھی ہر شخص کے چہرہ پر سچی خوشی کے آثار پائے جاتے تھے۔ سفاکس سے لیکر جہان تک مین نے سفر کیا مجھے معلوم ہوا کہ عرب میرا کل حال مثلاً مین کہان جاؤنگا اور کہان سے آیا ہون سب جانتے ہین اور ہر موقع پر میرے ساتھ بخلوص پیش آئے۔

جسوقت مدنائین سے ہم موٹر پر چلے ہین دھوپ تیز ہوگئی تھی اور سفر نہایت خوشگوار معلوم ہوتا تھا ہمارے داہنے ہاتھ کی طرف جبل مطمطہ کا سلسلہ اس وسیع میدان کی حد پر نظر آتا تھا۔ مارس صاحب نے غمبز کے اندر قیام کے وقت شکار کا انتظام کر لیا تھا اور انھین پہاڑیون مین شکار بازی کا ارادہ رکھتے تھے لیکن اُنکی بندوقین نہین پہونچین اوجہ سے اُنکا ساتھ بنی غروان مین چھوٹ گیا۔ مارس صاحب کو امید تھی کہ ان پہاڑون مین بارہ سنگھے بہت ملینگے لیکن اُنھون نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ وہان جانے کے لیے کوئی عرب ساتھی ملنا بہت مشکل ہی کیونکہ اُن پہاڑیون مین زہریلے سانپون کی بہت کثرت ہی۔ مدنائین سے چلنے کے پہلے دو ترکی افسر سیاحون کے بھیس مین سڑکون پر ٹہلتے نظر آئے غالبًا یہ لوگ اس گھات مین تھے کہ جب موقع ملے سرحد کے پار ہو جائین میرے خیال مین اس طریقہ سے تقریبًا ۶۰ فوجی افسر طرابلس جا چکے ہین۔ سرحد کے قریب ہیٹ یعنی انگریزی ٹوپیون کا ایک ڈھیر نظر آیا معلوم ہوا کہ ترک فوجی افسرون کو جب اپنی حد مین پہونچکر اطمینان ہو جاتا ہی کہ اب کوئی روک ٹوک کرنے والا نہین ہی تو وہ قہقہہ لگا کر انگریزی ٹوپیان اپنے سرون سے پھینک دیتے ہین اور اپنی جیبون سے ترکی ٹوپیان نکال کر پہن لیتے ہین۔ مدنائین پہونچکر مجھے یہ شوق دامنگیر ہوا کہ اس فوج کو دیکھون جسے اہل فرانس

"جوایو" کہتے ہین اور یہ سنا تھا کہ کچھ حصہ اس فوج کا مدنا ئین مین تعینات ہی۔ اس فوج کا سرکاری نام "افریقہ کی تعلیمی پلٹن" ہی اور اس پلٹن کے سپاہیون مین قاتل۔ چوٹٹے اور اوباش بھرتی کیے جاتے ہین۔ ان لوگون کو فرانسیسی پلٹنون کی معمولی لال ا ور نیلی وردیان پنھائی جاتی ہین لیکن دن بھر قواعد سکھلانے اور دور تک باقاعدہ مارچ کرانے کے بعد شام کو یہ لوگ نہایت احتیاط سے بند کر دیے جاتے ہین۔ یہ فوج جس کو "جوایو" کہتے ہین اور اُس فوج کے درمیان جسے فارن لیجن (غیر ملکی فوج) کے نام سے موسوم کرتے مین بہت بڑا فرق ہی۔ آخر الذکر فوج الجزائر کے جنوبی حصہ مین رہتی ہی اور اُس مین آدھے سے زیادہ جرمن قوم کے سپاہی ہین لیکن آجکل انگریز کوئی نہین ہی بجز ایک صاحب کے جو کسی زمانہ مین بڑے پادری یعنی بشپ تھے اور اب سپاہیون مین نوکر ہین۔

مین نے ٹیونس پہونچکر ایک انگریز سیاح کی بابت عجب لطیفہ سنا وہ یہ کہ اُن حضرت کو غفلثہ کے غارون سے چمگاڈر منگوانے کا شوق ہوا اور فی چمگاڈر آپ نے پونے پانچ آنے قیمت لگادی کہا جاتا ہی کہ یہ غار ٹرا گلوڈائٹ قوم کے زمانہ کے ہین غرضؔ ایک عرب صاحب ۴ بورے بھر کر چمگاڈرلے آئے اور ماعت قیمت مانگی ان عقلمند کو بڑی پریشانی ہوئی اور کچھ کرتے دھرتے نہ بن پڑی آخر روپیہ دینا پڑا اور علم حیوانات مین تجسس کا ذوق ٹھنڈا پڑ گیا۔

سرکاری اصطلاح مین بنی غردان کی سڑک کو پکڈنڈی کہتے ہین لیکن سفر کے بعد معلوم ہوا کہ موٹر کا کرایہ مجھے ہرگز زیادہ نہین دینا پڑا کیونکہ ایسی بیہڑ زمین جیسیر برسات مین سفر کرنا محال ہی جو حالت مشین اور ربڑ کے پہیون کی ہوسکتی ہی وہ ظاہر ہی چنانچہ حال کی بارش مین ادھر اُدھر جو غار پڑ گئے تھے وہ ہر طرف نمایان تھے ایک جگہ پر ایک نالہ مین اتنے زور کا پانی آیا تھا کہ آدھا پل بہ گیا تھا اور ہمین چکر کاٹ کر آگے جانا پڑا تھا پس ان حالات کو دیکھتے ہوے کرایہ کچھ نہ تھا۔

بنی غردان ایسے حصۂ ملک مین واقع ہی جہان کے شیوخ خود مختار ہین لیکن فوجی

انتظام فرانس کے ہاتھ مین ہی اسوجہ سے فوجی افسر کا حکم ہوتے ہی ہم کو ضرورت کے موافق گھوڑے اور اونٹ مل گئے گو ہم دوپہر کے قریب پہونچے تھے مگر خوش نصیبی سے ہم کو ایک جماعت طرابلس جانے والونکی تیار مل گئی اُس مین ۶ ترکی ڈاکٹر بسرکردگی ڈاکٹر عبدالکریم سباطیر بے شامل تھے یہ صاحب نہایت خلیق آدمی ہین اور استنبول یونیورسٹی مین ڈاکٹری کے پروفیسر ہین اُنکی ہمراہی مین اسپتال کے کئی اردلی اور تیماردار تھے منجملہ اُنکے ایک شخص عثمان نامے البیانیا کا رہنے والا تھا یہ شخص بھیڑ کی کھال کا کوٹ اور سفید رنگ کی اونچی انگریزی ٹوپی پہنے تھا۔ دُبلا پتلا بہت اچھا شہسوار تھا اور بڑا ہی پر مذاق آدمی تھا یونانی اور ترکی دونون زبانین بولتا تھا۔

اس ہلال احمر کی جماعت کے ساتھ کرنل ٹلھیم بھی تھے جنھون نے جنرل فرینچ کے ساتھ جنوبی افریقہ مین جنگ کا تجربہ حاصل کیا تھا۔ مجھے کرنل صاحب سے لندن مین ملنے کا اتفاق ہوا تھا لہذا اُنھین دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ یہ ڈاکٹر مع اپنے ہمراہیون اور سامان کے قسطنطنیہ سے براہ ارسیلیا آتے تھے اور بہت پریشانی اور انتظار کی تکلیف اُٹھانے کے بعد ایک مہینہ مین مقام جنگ تک پہونچے تھے۔ ان لوگون نے قسطنطنیہ سے اکسپرس ٹرین (ڈاک گاڑی) پر سفر کیا تھا اور اُسکے مزے اُٹھائے تھے لیکن بتدریج سفر کا لطف کم ہوتا گیا اور آخرکار قافلہ کے ساتھ ریگستان کا مکلف سفر اور صعوبت برداشت کرنا پڑی جب یہ جماعت ٹیونس پہونچی تو تیمارداروں کی غیر معمولی کثرت مشتبہ خیال کی گئی اور اُنکے پروانہاے راہداری لیکر سخت تحقیقات کی گئی آخر یہ نتیجہ ہوا کہ بارہ ترکون کو مجبورًا واپس جانا پڑا اور یہی وجہ ہوئی کہ یہ جماعت بؤمر مین روانہ ہوئی۔ اس موقع پر مین سوال کرتا ہون کہ ہماری انجمن صلیب احمر کیا کر رہی ہی اگر چند انگریز ڈاکٹر مع تیمارداروں کے بھیجدیے جائین تو عثمانی فوج اُنکو خدا کی رحمت سمجھیگی اور اس نیک کام سے ہماری کروڑون مسلمان رعایا کے دل مین بیحد جگہ ہو جائیگی۔

مقام غیبز مین ہمین ایک عرب ملا جسکا پیشہ سیاحون کی رہنمائی کرنے کا تھا اُس شخص نے میری اور رابٹ کی نوکری کر لی اور عزیزیہ تک ساتھ چلنے کا وعدہ کیا اُس شخص کا نام محمد تھا اور اپنی نفیس پوشاک مین نہایت شاندار معلوم ہوتا تھا ریشمی عبا پہنے تھا جسکی قیمت تیس روپیہ کے قریب بتاتا تھا اور اپنی ترکی ٹوپی و بھاری پھندنے کے دام چار یا پانچ روپیہ کے قریب ظاہر کرتا تھا روانگی کے وقت یہ شخص اپنے چھوٹے سے گھر کے اندر جھپٹ کر گیا اور اپنی بیوی اور چچا زاد بہن سے رخصت ہوکر روزمرہ کے کپڑونکی گٹھری ہاتھ مین لیے ہوے باہر نکلا اور اس مختصر رخصتی اور سامان سفر ساتھ لینے کے بعد محمد اپنے انوکھے سفر کے لیے تیار ہو گیا اور میرے چمڑے کے صندوق پر جو اونٹ پر لادا گیا تھا جا بیٹھا اُسوقت ہم سب چل کھڑے ہوے مجھے اس امر کا اندیشہ تھا کہ محمد بغیر اجازت نامہ کے سرحد کے پار نہ جانے پائیگا لیکن اُسنے بیان کیا کہ اگر سپاہیون نے روکا اور اُسے نہ جانے دیا تو وہ ظاہرا رنجیدہ صورت بنا کر واپس ہو جائیگا لیکن رات کے وقت خرگوش کی طرح راستہ کاٹ کر نکل آئیگا اور طرابلس کے اندر کسی مقام پر آملیگا۔

راستہ کا حال یہ ہی کہ اگر کوئی دن رات سفر کرے جب بھی بڑی مشکل کے ساتھ بنی غردان سے عزیزیہ تک پانچ روز مین پہونچ سکتا ہی راستہ کے صحیح حالات و مقامات بیان کرنا مشکل ہی کیونکہ طرابلس کا کوئی ایسا نقشہ موجود نہین ہی جسپر اعتماد کیا جا سکے اکثر ایسا ہوا ہی کہ بڑے مشہور مقامات جنکا نام نقشہ مین کچھ لکھا ہی یہان آکر اور نام معلوم ہوا لیکن آیندہ جو شخص ٹیونس ہوکر طرابلس جانا چاہے تو حسب ذیل ہدایات پر عمل کرنا چاہیے یعنی طرابلس کا سیدھا راستہ براہ شوشہ - بوقمیش - زوارہ - عزیلات اور زاویہ ہوکر ہی اور یہ کہ بنی غروان سے طرابلس کا فاصلہ ۱۵۰ میل ہی - طرابلس کے نقشے جو لندن اور فرانس مین شائع ہوے ہین ہم انھین دیکھ کر تعجب ہوتا ہی کہ کسی نقشہ مین بنی غردان نہین دیا ہوا ہی حالانکہ اس قصبہ کو آباد ہوے تقریبًا ۷۰ برس کا زمانہ گذر چکا ہی۔

طرابلس کی مشرقی سرحد یعنی مصر ہو کر مین کسی شخص کو جانے کی صلاح نہ دونگا کیونکہ اُس طرف سے آگے بڑھنے مین بہت انتظار کرنا پڑتا ہی اور بڑا حصۂ سفر ریگستان مین طی کرنا ہوتا ہی جس مین تقریبًا چھ ہفتہ سے کم نہین لگتا۔

ان حالتون کو دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا ہی کہ نشاط بے کی فوج اور دیگر مقامات سے سلسلۂ آمد و رفت و نامہ و پیام کبھی منقطع نہین ہو سکتا۔ کیونکہ ٹیونس کے رہنے والے کل مسلمان مع یورپین آبادی کے جن مین اہل ایطالیہ جو تقریبًا ایک لاکھ ہونگے شامل نہین ہین ترکونکے ہمدردہین اور اس جنگ کے معاملہ مین ترکون کے بدل و جان شریک ہین یہی حال کل اہل مصر کا ہی اگر فرض کر لیا جائے کہ مصری اور ٹیونس کی حکومتین نہایت سختی سے نگرانی رکھینگی جب بھی اسقدر وسیع سرحد کی نگہداشت کس طرح امکان پذیر ہو سکتی ہی۔ میرا سوال یہ ہی کہ آخر یہ حکومتین سرحد پر پہرہ کے لیے کن لوگون کو مقرر کرینگی؟ فرض کیجیے کہ کل یورپین سپاہی متعینہ ہر دو ممالک اس کام پر لگا دیے جائین تو اُنکی تعداد صرف اسقدر ہی کہ اتنی وسیع اور غیر معلوم سرحد کے بہت تھوڑے حصہ پر نگرانی رکھ سکین۔ پس نتیجہ آخر یہ ہوگا کہ مصری۔ عرب اور سوڈانی سپاہی بھی اس کام پر تعینات کیے جائینگے اور یہ ظاہر ہی کہ اُن لوگون کو اپنے ہم مذہب عثمانی بھائیون سے کتنی ہمدردی ہی۔

فرانسیون کا یہ حال ہی کہ ایک سپاہی بھی اُنکے پاس فاضل نہین ہی جو اس کام پر مامور کیا جائے کیونکہ ٹیونس کے شہرون اور قصبون مین جہان جہان ایطالیون کی آبادی ہی عرب اُنکے سخت دشمن ہو رہے ہین یہ دشمنی ایطالیون کی اُن خوشیان منانے کا نتیجہ ہی جو کہ اُنھون نے داخلۂ طرابلس کے وقت منائی تھین حالانکہ یہ خیال رکھنا چاہیے تھا کہ قبضۂ طرابلس کے موقع پر جو بہت آسانی سے وقوع مین آیا اسقدر آپ سے باہر ہونا بیجا ہی۔ شہر ٹیونس کے منتظمین کو دفعتًہ اس قومی نفرت کی آگ بھڑک اُٹھنے سے طرح طرح کے مشکلات پیش آئے اسلیے کہ بہت سے فرانسیسی سپاہی مراکش بھیج دیے گئے تھے جو کچھ رہے سہے تھے وہ شہر کے باہر

ٹھہرائے گئے تھے کیونکہ شہر مین ہیضہ پھوٹ پڑا تھا پس نتیجہ یہ ہوا کہ جب ۷ نومبر کو بلوہ ہو گیا تو صرف ۴۰۰ سپاہی انتظام کے لیے میسر آسکے - ایک روز تک بازار وکسٹوک قتل و غارت کا بازار گرم رہا لیکن بنرزٹا سے آخرکار چار سو سپاہی بلائے گئے اور انکے پہونچتے ہی شہر مین امن ہو گیا لیکن ہفتون تک یہ احتیاط کی گئی کہ مقررہ وقت کے بعد کسی یورپین کو شہر مین جہان عربون کی آبادی ہی جانے کی اجازت نہ تھی -

سرحد کے قریب مین نے دیکھا کہ ہر شخص نہایت انہماک کے ساتھ طرابلس کے متعلق گفتگو کرتا تھا - لڑائی کی بابت کسی قسم کی خبر اُس زمانہ مین نہین آتی تھی لیکن یہ بات ظاہر ہو گئی تھی کہ اہل اطالیہ سخت مشکل مین پھنس گئے ہین اور یہ بھی ظاہر تھا کہ اٹلی کا سپہ سالار سخت کوشش کر رہا ہے کہ ان مشکلات کا حال یورپ مین عموماً اور اٹلی مین خصوصاً ظاہر ہونے پائے سنا تھا کہ طرابلس مین ہیضہ پھیلا ہوا ہے اور فوج کے واسطے پانی مہیا کرنے مین بہت دقتین پیش آ رہی ہین بلکہ یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ فوج جو بڑے شد و مد سے صلیب کا علم ہاتھ مین لیے ہوے صلیبی جنگ کرنے بڑھی تھی اور جسکا مقصد شمالی افریقہ سے لیکر وسط افریقہ تک عیسائیت کا جھنڈا گاڑنے کا تھا اپنے پینے کے لیے اٹلی سے پانی منگانے پر مجبور ہو گئی ہے - دونون فوجون کے حالات و صفات کے متعلق جو ایک دوسرے کے مقابلہ مین پائے جاتے ہین کسی کو اختلاف نہ تھا - یہ سب کہتے تھے کہ ترکی نظام (باقاعدہ) یا ردیف فوج کا سپاہی نیز عرب بیقاعدہ جوان اٹلی کے سپاہیون سے افضل ہین سب کی رائے تھی کہ اٹلی کے سپاہیون مین استقلال نہین ہے اور بہت جلد گھبرا اُٹھتے ہین - ایک بوڑھے ترک جنرل نے گو خیالی ہے مگر بہت پر لطف تجویز پیش کی تھی جسوقت جنگ شروع ہوئی ہے اُس زمانہ مین اُنھون نے اٹلی والون سے شرط بدکر لڑنے کو کہا تھا اور یہ ظاہر کیا تھا کہ اٹلی والے جس مقام کو چاہین پسند کرلین اور مورچہ بندی کرکے اپنی فوج جمع کرین مین اُسی قدر عثمانی سپاہیون سے اٹلی کی اُس فوج کا مقابلہ کرونگا اور ہارنے

جمعیت کا حال معلوم ہو جائیگا۔

مجھے یہ بھی تجربہ ہوا کہ ٹیونس و رالجزائر کے بعض ایسے باشندے جنکی قومیت کا پتہ نہین معلوم ہوا نیز یہودی و شامی اور فرانسیسیونکو اٹلی والون سے بہت ہمدردی تھی اور علانیہ اس امر کا اظہار بھی کرتے تھے بعضون کی موافقت تو واقعی بے غرضانہ ہوگی لیکن عام طور سے میرے خیال مین دو وجہین ہمدردی کی ہو سکتی ہین اول اپنی ذاتی منفعتون کا خیال دوم یہ کہ اٹلی کی حکومت مین ممکن ہی کہ ترقی کے اچھے موقع ہاتھ لگ جائین کیونکہ جب سے جنگ چھڑی ہی ٹیونس کی تجارت کو بہت فروغ ہو گیا۔ وہان کے اخبار اپنے شہر کے تاجرون کو اس ترقی تجارت پر مبارکباد دیتے ہین کیونکہ اٹلی نے اپنی فوج کے واسطے باربرداری کے لیے ٹیونس والجزائر سے بہت جانور خریدے ہین ترکاریان اور گوشت روزمرہ جہاز کے جہاز اٹلی والے ٹیونس سے خریدلے جاتے ہین۔ فرانسیسیون کی ہمدردی اس بنا پر ہی کہ فرانس والے عربون پر کامل بھروسہ نہین رکھتے اور ہر وقت خائف رہتے ہین کہ عرب لوگ بگڑ نہ جائین مگر افسرون کی یہ حالت ہی کہ انھین بلا استثنا ترکون سے ہمدردی ہی لیکن انھین بھی یہ اندیشہ ہی کہ اگر اہل ایطالیہ طرابلس مین شکست کھا گئے تو ٹیونس اور الجزائر مین بھی اسکا اثر ضرور ہوگا۔ اسوقت مصر اور ٹیونس دونون ملکون مین یہ سوال پیش ہی کہ اگر عربون نے یورپ کی ایک طاقت کو طرابلس سے نکال باہر کیا تو شمالی افریقہ مین اُن کرورون مسلمانون پر کیا اثر پڑیگا جو کم و بیش اپنے عیسائی فرمانروائون سے نفرت رکھتے ہین اور جنپر بزور شمشیر اور صرف تلوار ہی کے زور سے حکومت قائم رکھی جاتی ہی۔

قبل روانگی کے مجھ سے اور ایبٹ صاحب سے یہ صلاح ہوئی تھی کہ دو نوکر آدمی بشرح فی اونٹ سات روپیہ دو اونٹ بکرایہ کر لینگے لیکن جب روانگی کا وقت آیا تو اونٹ آلے نے کل اسباب ایک ہی اونٹ پر رکھ لیا اور للوعہ کرایہ طلب کیا عرب اسی طرح مسافرونکو

لوٹتے اور پریشان کرتے ہین لیکن ہمارے اونٹ والے کو کامیابی نہین ہوئی - اس قضیہ کے بعد ہمارے گھوڑے آگئے اور ہم روانہ ہوگئے جسوقت ہم نے صحرا کا سفر شروع کیا اُسوقت یہ خیال آیا کہ ہم اپنے پیچھے کل سامان عیش چھوڑے جاتے ہین یعنی وقت پر کھانا کھانا - مکانون مین رہنا موٹر کی سواری غرض سب ہم سے دور ہوتے جاتے ہین ہمارے سامنے لق و دق و بے پایان صحرا کی سرائین ہین یا وہ آنیوالی دلچسپیان ہین جنکا ہم کو مطلق علم نہین ہی - آئندہ ہمارے دیکھنے مین کیا آسئے کیونکر رہین - کیسے پلٹین یہ سب باتین اللہ کے اختیار مین ہین -

ہمارا کاروان تین بجے دن کے بنی غراوان سے روانہ ہوکر آٹھ بجے رات کو شوشہ پہونچ گیا چاندنی رات تھی ہم میدان مین کھڑے ہوکر اپنے اسباب کا انتظار کرنے لگے - یہ مقام فرانسیسی مہذب حکومت کی آخری چوکی ہی یہان ایک کونک یا مستحکم سرکاری احاطہ بنا ہوا ہی جو قلعہ کا کام بھی دیسکتا ہی اور اس مین ایک ٹھیکہ دار اور ایک عرب تار دینے والا رہتا ہی یہان پہونچکر ایک واقعہ سے تھوڑی سی پریشانی پیدا ہوگئی چھہ سرکاری ملازم عرب دفعتہً آپڑے اور ایک جرمن ڈاکٹر کو جو ہلال احمر کی جماعت کے ہمراہ جارہا تھا فرانسیسی حدود سے عبور کرنے کی ممانعت کردی - یہ ڈاکٹر بیچارہ سخت مضطرب ہوگیا کیونکہ اُس غریب نے بلا کسی ساز و سامان از قسم خیمہ و اشیاء خور و نوش یا روپیہ کے خود کو سرحد تک پہونچا یا تھا گو لوگ کہتے تھے کہ جرمن کی فوج مین ڈاکٹری کے عہدہ پر ممتاز ہی مگر اُسکے پاس بجز چمڑے کے چھوٹے صندوق اور تھوڑے روپیہ کے اور کچھ نہ تھا -

ہم سب چاہتے تھے کہ آگے بڑھے چلے چلین مگر اسباب سے بہت دور آگے بڑھ جانا خالی از دقت نہ تھا اسوجہ سے ہم نے رات شوشہ مین بسر کرنے کا ارادہ کرلیا - قاعدہ یہ ہی کہ جن لوگون کو یہ خواہش پیدا ہوتی ہے جسقدر جلد ممکن ہو مقام جنگ تک پہونچ جائین و نیز جب اپنی آنکھ سے لڑائی دیکھنے کا اشتیاق دامنگیر ہوتا ہی تو اُن مین بہت کم ایسے لوگ ہوتے ہین

جنھین امن پسندی کا خیال آتا ہی لہذا مین بھی اس اصول سے مستثنیٰ نہ تھا اور مجھے اس موقع پر قدیم یونانی دیوتا ڈلفی[1] کی سرزنش یاد آتی تھی جسکا سرسری ترجمہ حسب ذیل ہو سکتا ہی "اگر کوئی شخص اسقدر دیر کر کے طرابلس پہونچے جبکہ صلح کے نامہ و پیام ہوتے ہون تو اُسوقت اپنی غلطی پر بہت افسوس کریگا"

جب مین شوشہ کے اندر صبح کو پانچ بجے سو کر اُٹھا تو اُسوقت بڑی شدت سے سردی تھی ہم آٹھ آدمی ایک کمرہ مین پتھر کے فرش پر سوئے تھے اور راستہ بھر یون ہی زمین پر لیٹنا پڑا البتہ عزیزیہ مین ایک عرب سے مین نے سفری چارپائی مول لے لی تھی وہان تو تکلیف نہین ہوئی باقی جاتے وقت پتھر کی زمین پر لیٹتے لیٹتے طبیعت عاجز آگئی اور آرام سے سونے کو جی چاہتا رہا۔ رات کو ہم نے یہ طے کر لیا تھا کہ ساڑھے پانچ بجے روانہ ہو جائینگے لیکن کوئی تجویز کتنی ہی عمدہ کوئی شخص پیش کرے عربون کے سابقہ مین نہین چل سکتی نتیجہ یہ ہوا کہ ساڑھے آٹھ بجے چلنا نصیب ہوا۔ صبح سے ہوا مین خنکی محسوس ہوتی تھی اور مطلع بھی صاف نہ تھا کُہرا پڑ رہا تھا لہذا عرب تارمشی کی پیشینگوئی کہ "ہوا مین برودت پائی جاتی ہی" پوری ہوگئی جیسے ہی ہم شوشہ سے اتنی دور نکلے ہین کہ بستی آنکھون سے اوجھل ہوگئی تھی مینہ پڑنا شروع ہوگیا اور اس شدت سے پانی پڑا کہ چھوٹے بڑے گڈھے سب پُر ہوگئے جن مین بخوبی جانورون کو پانی پلایا جا سکتا تھا۔ عرب بیچارون کی بُری حالت تھی گھوڑون کا پیر ہر قدم پر پھسلتا تھا اور اونٹون کا پوچھنا ہی کیا ہی ریگستان کی اسقدر کیچڑ مین قدم بڑھانا دشوار تھا۔

مین نے پہلے پہل دشمن (اٹلی) کو مقام بوقمیش مین دیکھا یہ وہ مقام ہے جہان

[1] قدیم یونانیون کے زمانہ مین ایک مندر تھا جہان لوگ جا کر ہر اہم معاملہ مین دیوتا سے منسوب کرتے تھے۔ گویا یونانیون کے یہان استخارہ کا مقام تھا اور جو جواب بت دیتا تھا اُسی پر عمل کرتے تھے۔ ہوتا یہ تھا کہ مندر کے پوجاری بت کے اندر بیٹھ کر ہر بات کا مبہم جواب دیا کرتے تھے اور ایسا جملہ کہتے تھے جسکے معنی کامیابی و ناکامی دونون صورتون مین چسپان ہو سکین ۱۲

رومیون کے زمانہ مین شہر لپسنڈن آباد تھا۔ یہان سمندر کے کنارے ایک ٹیلہ پر بہت پرانا قلعہ ترکون کا بنا یا ہوا واقع ہی جب ہم پہونچے ہین تو اس قلعہ کی حفاظت کیلیے دو عرب اور ایک ترکی سپاہی مامور تھا ساحل سمندر کے مقابل مین دو میل تک نیچے ٹیکر دار کا سلسلہ چلا گیا ہی اور دونون کے درمیان سمندر ہے کسی زمانہ مین نہایت نفیس لنگر گاہ ہوئی لیکن اب قلعہ کے بائین جانب سمندر کے اندر چھوٹی سی گودی بنی ہوئی ہی اور اُسکے اندر چند کشتیان کھڑی تھین میرے خیال مین اس لنگر گاہ کا بھی وہی حال ہوا جو شمالی افریقہ کے اور مقامون پر ہوا یعنی یہ کہ کنارے سے ریت آکر سمندر مین بھر گئی اور اسی وجہ سے تقریبًا کل سواحل شمالی افریقہ نہایت خطرناک ہین۔ ان پہاڑیون سے تھوڑی دور ہٹ کر اٹلی کا ایک جنگی جہاز ڈسٹرائر (تباہ کن) قسم کا کھڑا ہوا تھا۔ جسکے انجن سے سیاہ سیاہ دھوان نکل رہا تھا۔ یہان سنا کہ پانچ روز ہوے جب اس ٹوٹے پھوٹے قلعہ پر اٹلی والون نے گولہ باری کی تھی میرے خیال مین یہ حرکت محض عداوتًا کی گئی کیونکہ اس قلعہ پر گولہ باری کرنے سے کیا فائدہ تھا فوجی ضروریات کے لحاظ سے یہ مقام بالکل کار آمد نہین ہی۔ مین نے دیکھا کہ اُس مختصر فوج کو جو قلعہ کی محافظ تھی اس گولہ باری سے کچھ بھی خوف نہ تھا آئندہ ہونے سے کچھ دہشت تھی بلکہ سب اس طرف سے لاپروا نظر آتے تھے۔ معائنہ کے بعد گولہ باری سے صرف اسقدر نقصان معلوم ہوا کہ قلعہ کی دیوار مین تین سوراخ ہو گئے تھے مگر پارہ یا ونڈر توپ کے گولون کے ٹکڑے بکثرت چٹانون پر پڑے تھے تاہم یہ خیال پیدا ہوا کہ بیس موارون کو دیکھ کر جن مین سے اکثر ترکی ٹوپی پہنے ہین کہین اٹلی والے گولے نہ چلائین اسوجہ سے عبد الکریم نے احتیاطًا لو تیشن چھوڑ دیا میری راے مین دانائی کی کہ کل ہلال احمر کی جماعت جنگی جہاز کی زد سے نکال لے گئے۔ اگر کوئی گولہ دواؤن وغیرہ سے لدے ہوے اونٹون کے قریب گرتا تو سب جانور بھڑک کر اُٹھتے اور سب سامان تباہ ہو جاتا لیکن کپتان ٹلھمین اور ایبٹ صاحب

قلعہ مین ٹھہر گئے اور ٹنکی ٹوٹی ہوئی دیوارون کے سایہ مین کھانا کھایا۔ یقیناً جہاز والے ہمین دیکھتے ہونگے مگر غنیمت یہ ہوا کہ گولے نہین چلائے۔ یا تو یہ سبب ہو جیسا کہ ترکونکا خیال تھا کہ میری سفید رنگ کی انگریزی ٹوپی دیکھکر خاموش ہو رہے کیونکہ مین نے ابھی تک ترکی ٹوپی نہین اختیار کی تھی یا یہ سبب ہو کہ انھین بذریعہ ہوائی تار برقی اطلاع مل گئی ہو یا اُنکے گوئندون نے کسی طرح سے خبر پہونچادی ہو کہ یہ کاروان انجمن ہلال احمر کا ہی اور یہی بات زیادہ قرین قیاس بھی ہی۔

ہم بہت جلد ترکی ڈاکٹرون سے جا ملے اُنکی زبانی معلوم ہوا کہ عربون سے خبر ملی ہی کہ زوارہ پر اٹلی والے برابر گولہ باری کرتے رہتے ہین اور اسی مقام کے لیے ہم نے تجویز کیا تھا کہ آئندہ منزل کرینگے۔ پس جس سبب سے کہ ڈاکٹرون نے یونیفارم چھوڑ دیا تھا۔ زوارہ کا قصد بھی ملتوی کر دیا اور یہ تجویز ہوا کہ زوارہ کے جنوب مین ایک مقام رغدلین ہی وہان رات بسر کرنا چاہیے اور صبح کے وقت جس سمت مناسب سمجھا جائے سفر شروع کرنا چاہیے۔ جن لوگون نے ہم سے زوارہ کی خبر بیان کی تھی ان مین سے ایک عرب کے پاس بریسیا کی بنی ہوئی بحری سپاہیون کی بندوق تھی طرابلس پہونچ کر ایسی بندوقین دیکھنے کا بہت اتفاق ہوا جس سے پتہ چلتا تھا کہ اٹلی کے بحری سپاہیونکو بھی خشکی مین کوئی بڑی کمک مل چکی ہی۔ یہ بندوق بہت ہلکی تھی آسانی سے ہر شخص ادھر اُدھر لیجا سکتا تھا اسکا دیدبان سترہ یا اٹھارہ سو گز فاصلہ کے پیمانہ پر نصب تھا اور بندوق مین ایک لمبے قبضہ کے ذریعہ سے لمبی سنگین جڑی ہوئی تھی اسوجہ سے اختیار تھا کہ جب چاہے بندوق کی نالی کے نیچے کرلے اس عرب کو اپنی بندوق پر بہت ناز تھا مین نے اُسکو کندے مین ایک خانہ بتا دیا جس مین تیل کی کپی اور صاف کرنے کا اور سامان رکھا جاتا ہی جسے معلوم کرکے وہ اسقدر خوش ہوا جس طرح کوئی زمین سے دفینہ نکال کر خوش ہوتا ہے۔

جب تک مین طرابلس مین رہا اپنی اس غلطی پر ہمیشہ ا[illegible]مل کرتا رہا کہ ڈاکٹر ثانیا حکیم کی ہدایت کے بموجب اُنکی طرح مین نے ایک گھوڑا فرانسیسی رسالہ کی کاٹھی اور زین کے تھیلے کیون نہ خرید لیے جو بہت آرام دہ ثابت ہوتے آخر یہ نتیجہ ہوا کہ تمام سفر مین مجھ کو تکلیف اُٹھانا پڑی اور عربون کی کاٹھیون پر جنکی رکابین بہت چھوٹی مغل گھوڑ دوڑ کے سوارون کے ہوتی ہین سارا سفر مصیبت سے کاٹنا پڑا مشکل یہ ہوتی ہے کہ اگر رکابون کے اندر پیر نہ رکھو تو جہان گھوڑا دلکی یا پوئی چلا رکابین پیٹ مین لگنا شروع ہوتی ہین غرض مین نے جسقدر پُرکلفت سفر کیے ہین اُن سب مین اس سفر کی مصیبت بالاتر تھی جو گیارہ گھنٹے شوشہ سے رغدلین پہونچنے مین مجھپر گذری طرابلس کے سفر مین خاص صفت یہ ہے کہ منزل کا پتہ نہین چلتا کہ کتنی دور رکھی ہے اکثر یہ واقعہ گذرا کہ اندھیرے مین چلتے چلتے کچھ کھجور کے درخت نظر آئے اور کتون کے بھونکنے کی آواز سنائی دی اور ہم خوش ہو گئے کہ منزل پر آ پہونچے مگر جب کسی بدو سے پوچھا اُسنے یہی کہا کہ تھوڑی دور ہے لیکن ہمین کبھی اطمینان نہین ہوا کیونکہ ایسے ملک مین جہان وقت یا فاصلہ کے شمار کا کوئی طریقہ نہو دور یا قریب کہنا کیا اثر رکھ سکتا ہے۔ کیونکہ عرب کی عادت ہے کہ جب تارون بھرے نیلگون آسمان کو دیکھتا ہے اور پھر اپنے لق و دق صحرا پر نظر ڈالتا ہے تو یہی کہتا ہے "اللہ فضا سے آسمان پر ہے اور اُسنے صحرا کو بہت وسیع خلق کیا ہے" لہذا اسکے سوا اُسے اور کچھ علم نہین ہوتا۔

جب ہم رغدلین پہونچے تو وہان عورتون اور بچون کی بہت کثرت پائی معلوم ہوا کہ یہ لوگ زوارہ سے بوجہ گولہ باری کے ہٹا دیے گئے ہین جسکا نتیجہ یہ تھا کہ شہر بھر مین کوئی مکان خالی نہ تھا اور روپیہ خرچ کرنے یا کسی کی سعی سفارش یا مروت غرض کسی طرح مکان نہین مل سکتا تھا لیکن اُن افسرون نے جو کہ کونک (سرکاری مکان) مین موجود تھے ہمین آرام پہونچانے کی ہر طرح کوشش کی اور ایک عرب کا خیمہ ایک چھوٹا سا کمرہ جس مین فرانس کا ایک انجنیر ٹھہرا تھا نیز ایک اور کمرہ جو کونک کے صحن سے بلندی پر واقع تھا

اس چھوٹے سے قصبہ پر لڑائی شروع ہونے کے زمانہ سے اسوقت تک اٹلی والون
نے بارہ مرتبہ سے کم گولہ باری نہ کی ہوگی۔ اس مین شک نہین کہ اٹلی والے اگر فوجی بارکون پر
گولہ باری کرتے تو حق بجانب تھے بیز یہ بارکین قصبہ سے علیحدہ ہین اور سمندر سے صاف نظر
آتی ہین لہذا خاص قصبہ پر گولہ باری کرنا جس مین کچھ مکانات اور چند مسجدین ہین اٹلی والون
کی نہایت شرمناک حرکت تھی کیونکہ بین الاقوامی قاعدون کے بموجب غیر مسلح مقامات
کی گولہ باری ناجائز ہی پس زوارہ ایسا مقام ہونے کی وجہ سے مستثنیٰ ہونا چاہیے تھا
مگر اٹلی والون نے کہین اس قاعدہ کی پابندی نہین کی۔ شہر کی سڑکون پر چلتے پھرتے
مین نے جا بجا گولون کا اثر دیکھا کہ اُنکے پھٹنے سے کیا کیا نقصانات پہونچے ہین۔
موسی بے کے رہنے کا مکان جو شہر بھر مین ایک ہی دو منزلہ عمارت تھی اور بوجہ
اپنی بلندی کے آسانی سے نشانہ بن سکتی تھی گولے پڑنے سے بالکل شکست ہوگئی
تھی۔ مین سمجھتا ہون کہ تقریبًا بیس گولے اس مکان پر پھٹے ہونگے اُن مین سے دو
گولون کے خالی کارتوس قریب کی دوکان پر رکھے بھی تھے انپر گولون کا وزن یعنی ایک من
نو سیر اور مقام ساخت یعنی بریسیا لکھا ہوا تھا۔ علاوہ اس عمارت کے عدالتون کی عمارتون
اور چار دوکانون پر بھی گولے پڑے تھے نیز ایک مسجد کی چھت مین سوراخ ہوگیا تھا شہر
کے مدرسہ کو تو اسقدر صدمہ پہونچا تھا کہ بجز پتھرون کے ڈھیر کے اور کچھ نہین نظر آتا تھا۔

اس امر کا صحیح اندازہ نہین کیا جا سکا کہ گولہ باری سے فی الحقیقت کسقدر نقصان
ہوا کیونکہ اٹلی والون نے دفعةً حملہ کر دیا تھا مہذب قومونکی طرح حسب دستور اُنھون نے
اطلاع نہین دی بلکہ غریب عربون کے بے پناہ جھونپڑون پر گولے پھینکنا شروع کر دیے
مین نے سنا ہی کہ دو تین عورتین اور کچھ بچے شہر سے بھاگنے کی کوشش مین گولون سے
ضائع ہوگئے آخرکار ان سب کو رغدلین بھیجدیا گیا۔ مین اپنے سفر مین دو مرتبہ زوارہ گیا

دونون مرتبہ یہی دیکھا کہ شہر مین کاروبار دستور کے موافق ہوتا ہی اور کوئی جنگی جہاز دن کے حملہ کی پروا نہین کرتا۔ حال کے حملہ مین جو نقصان ہوا وہ یہ تھا کہ ایک حبشی لڑکا کھجورون کے درختون مین کھیل رہا تھا گولہ لگنے سے مر گیا۔

اٹلی والون نے اس بزدلانہ گولہ باری مین ہر قسم کے گولے چلائے ۶۔ انچھ قطر کے بڑے گولے سے لیکر گراب سے بھرے ہوے گولون۔ قلعہ شکن پھٹنے والے اور لوہے کے جہاز توڑنے والے گولون تک کے ٹکڑے وہان موجود تھے اور میری نظر سے گذرے اپنے سونے کے کمرے مین مجھے بہت بڑی بڑی گرابین ملین جنکا قد معمولی ساڑھے سات سیر والے گولہ کی گرابون سے سہ گونہ تھا۔ اگر بہت گھٹا کر اندازہ کیا جائے جب بھی کل حملون مین تخمیناً پانسو گولون سے کم اس چھوٹی سی بستی اور بارکون پر نہ برسے ہونگے۔ چنانچہ دوسرے حملہ کی بابت سنا گیا ہی کہ متواتر پانچ روز ۲۸ نومبر سے لیکر ۲ دسمبر تک گولے برستے رہے منجملہ اُنکے پہلے روز تو دس بجے سے تین بجے تک گولہ باری ہوئی پھر ۲۹ سے علی الصباح شروع ہوتی رہی۔

میری راے مین فوجی بارکون کو گولون سے سخت نقصان پہونچا تھا چنانچہ جس کمرہ مین مین ٹھہرا تھا اُسکا کل سامان غارت ہوگیا تھا ایک گولہ کھڑکی کے اندر سے ہوکر دیوار کے پار ہوگیا تھا اسوجہ سے کوئی چیز نہین بچی تھی اور باقی عمارت مین گولے اور گرابون سے چھوٹے بڑے ۵۳ سوراخ ہوگئے تھے۔ ایک گولہ کی رفتار البتہ عجیب و دلچسپ تھی پہلے یہ گولہ سپاہیون کی بارک کے کونے پر لگا وہان سے چل کر ایک کھجور کے درخت کو نصفا نصف پھاڑتا ہوا زمین پر گرا اور وہان سے اُچھل کر جس مکان مین ہم ٹھہرے تھے جا لگا جسکی وجہ سے بہت بڑی دراز پڑ گئی۔

ان روزمرہ کے حملون سے مین نے کسی ترک کو پریشان نہین پایا تاہم زوارہ اُس شخص کے ٹھہرنے کے قابل نہ تھا جسے آرام دامن سے رہنا مقصود ہو کیونکہ ہر وقت

یہی خیال لگا رہتا تھا کہ ساحل کی چوکی سے کوئی سپاہی یہ خبر دینے آتا ہوگا کہ اٹلی کا کوئی جنگی جہاز شہر کی جانب آرہا ہے۔ ایسے موقعوں پر یہ کیا جاتا ہے کہ سب لوگ کسی بالو کے ٹیکرے کی آڑ پکڑ لیتے ہین جو ساحل و رآبادی کے درمیان واقع ہین اور اس طریقہ سے خشکی پر مقابلہ کرنے کے لیے نہایت خوبی سے تیار ہو جاتے ہین۔ ان ٹیلونکے نیچے عرب اور ترک اُسوقت تک انتظار مین پڑے رہتے ہین جب تک جنگی جہاز اپنا گولہ بارود ضائع کرتے رہتے ہین یا تھوڑی دیکھ بھال کے بعد واپس جاتے ہین عرب اور ترکون کی حالت یہ ہے کہ سب ان گولون کو بہت حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین اکثر ایسا ہوا کہ یہ لوگ گولونکی زد پر ہوے اور اٹلی والون نے بالو کے ٹیکرون پر گولے اُتارے مگر ترک سپاہی ٹیکرون پر پڑے سویا کیے اور بڈھا افسر تو کھلے میدان مین پڑا سویا کیا اور گولون کی کچھ پروا نہ کی لیکن عرب نہین سوتے ہین بلکہ گھات مین بیٹھے رہتے ہین اور غنیم یعنی اپنے مکانات و نخلستان کے تباہ کرنے والون کو کوسا کرتے ہین۔ میری راے ہے کہ عربون کو اگر تعلیم دی جائے تو بہت نفیس سپاہی بن سکتے ہین یہ وہی لوگ ہین جنھون نے ۱۴ برس اُدھر عمدرمان[1] کے مقام پر ہمارے گولہ اور گولیون کی سخت بوچھار کا کھلے میدان مین مقابلہ کیا تھا۔ یہ لوگ نہایت پھرتیلے۔ خوبصورت۔ اور جفاکش ہوتے ہین اور ہر قسم کی سختیان محض اپنے بے برگ و بار میدانون اور ٹوٹی پھوٹی جھونپڑیان بچانے کے لیے اُٹھاتے ہین عربونکے ذکر کے ساتھ یہ بیان کرنا مناسب ہے کہ سب سے زیادہ حماقت آمیز خبر جو اٹلی والون نے پھیلا رکھی ہے وہ یہ ہے کہ عرب محض ترکون کے دباؤ سے لڑتے ہین۔ حقیقت مین کیا اچھا دباؤ ہے! علاوہ ترکون اور عربون کی تعداد کا مقابلہ کرنے کے اس خبر کی تردید یون ہو سکتی ہے کہ کسی عرب کے سامنے لفظ "ایطالین" کہدیا جائے تو اُسکی صورت دیکھ کر کوئی بھی ہو اُسکے

[1] عمدرمان سوڈان مین واقع ہے یہان پر سوڈانی فوج اور انگریزی و مصری فوج کے درمیان بہت بڑا معرکہ ہوا تھا۔ انگریزی فوج کے افسر اعلی لارڈ کچنر تھے ۱۲

دل سے یہ خیال جاتا رہیگا۔ مین نے سنا ہی کہ اٹلی والے بہ نسبت ترکی باقاعدہ سپاہیون کے عربون سے زیادہ ڈرتے ہین حقیقت یہ ہی کہ عربون کو بھی اُن سے سخت نفرت ہی مزید برآن جب سے اُنھون نے یہ ظالمانہ طریقہ اختیار کیا ہی کہ عقبہ[۱] اور زوارہ جیسے مقامات پر گولہ باری کرتے ہین اُس وقت سے عربون کے دل مین عداوت کالنقش فی الحجر کے ہو گئی ہی۔

زوارہ کے قیام مین اکثر ایسا ہوا کہ بوجہ بے بنیاد ہلچل کے بعض اوقات ہماری آنکھ سوتے سے کھل گئی لیکن ایک روز محمد نے دھڑسے صبح کے وقت دروازہ کھول کے کہا کہ "جنگی جہاز آ گئے" مین نے جلدی جلدی اپنے حواس درست کر کے کپڑے پہنے اور محمد سے کہا کہ "میرا صندوق وغیرہ مسجد مین جا کر رکھ آئے کیونکہ یہ کمرہ بالکل سامنے اور زد پر ہی اور اگر میرے بچھونے ضائع ہو گئے تو بڑی مصیبت کا سامنا ہوگا" باہر جا کر دیکھا کہ باقاعدہ سپاہی مقابلہ کے لیے تیار تھے یہ لوگ ٹیلون کی طرف بڑھ کر وہان گڑھون مین آڑ پکڑ کے بیٹھ گئے تھے۔ مین جھکے جھکے ٹیلے کی چوٹی پر پہونچا وہان سے جنگی جہاز کروزر (قسم کا) صاف نظر آتا تھا بلکہ جہازیون کی صورتین دکھائی دیتی تھین یہ جہاز تقریبًا پندرہ سو گز کے فاصلہ پر لنگر انداز ہوگا جس سے شہر کے مکانون اور کھجور کے درختون کو ہر طرح کا نقصان پہونچ سکتا تھا مگر اس طرف جہاز کو صدمہ پہونچانے کا کوئی سامان نہ تھا۔ اس واقعہ کے بعد مین نے اٹلی کے نامہ نگار کی دی ہوئی ایک خبر اخبار ٹیمس مین پڑھی کہ "اٹلی کے جنگی جہاز کی گولہ باری کا توپون سے جواب دیا گیا" یا تو یہ سفید جھوٹ ہی یا اٹلی والون کو ایک کھیل سے جو عربون کی بستیون مین عمومًا بچے کھیلتے ہین دھوکا ہوا وہ یہ کہ بارود زمین مین گڑھا کھود کر اُڑایا کرتے ہین۔ یہان مین نے چرخ سے اُتری ہوئی صرف ایک توپ دیکھی وہ بھی اُس زمانہ کی جبکہ اہل بربر اپنے جہازون پر سوار ہو کر سمندر مین ڈاکہ مارتے تھے۔ میری تمنا تھی کہ کاش ایک میدانی توپ زوارہ مین ہوتی جسکا ایک سچا نشانہ اُس کروزر کو سبق دیتا کہ

[۱] یہ مقام بحر احمر کے ساحل پر ینبوع بندرگاہ مدینۂ منورہ کے شمال مین واقع ہی ۱۲

جنگ ایسی آسان اور صرف ایک فریق کو صدمہ پہونچانے والی چیز نہین ہی۔

جب ہم بالو کے ٹیکرے پر پڑے ہوے انتظار مین تھے کہ کوئی نہ کوئی قابل دید بات دیکھنے مین آئیگی اور کسی نہ کسی طرح ہماری محنت ٹھکانے لگیگی نیز شش و پنج کی حالت بھی تھی کہ دیکھین سمندر کی جانب سے کیا واقعہ پیش آتا ہی اس اثنا مین بہت سے قصے جیسے عموماً فوجی کیمپ مین بیان کیے جاتے ہین سننے مین آئے منجملہ اُنکے لوگ کہتے تھے کہ ایطالی گولون سے گرابین ٹھنڈی ہوکر نکلتی تھین اور کسی کو نقصان نہین پہونچاتا تھا میرے نزدیک یہ غیر معمولی واقعہ نہین ہی کیونکہ گولہ اور اُسکے اندر کی گرابون کا زور ایک ہی ہوتا ہی جب گولہ نشانہ سے فاصلہ پر پھٹتا ہی تو گرابین ایسی کمزور ہوکر نکلتی ہین کہ چھتری سے اوکی جاسکتی ہین اکثر یہ دیکھا گیا ہی کہ سپاہیون کے تھیلون اور جیبون مین گرابین آکر گرین اور کوئی صدمہ نہین پہونچا گولہ باری سے نقصان نہ پہونچنے کے بہت سے قصے سننے مین آئے بیان کیا جاتا تھا کہ ایک مرتبہ صرف دو بکریان اور ایک سانپ ہلاک ہوا۔ ایک مرا ہوا سانپ ٹیلے کی چوٹی پر مین نے بھی دیکھا تھا لیکن مجھے شبہہ ہی کہ گولہ باری سے شاید ہی ہلاک ہوا ہو البتہ یہ ممکن ہی کہ دہشت سے مرگیا ہو۔ یہان کی فوج مین ایک البانی مسلمان سپاہی بڑا باتونی تھا۔ سلیو خاندان کی (روسی۔ بلغاری۔ رومانی وغیرہ) قریب قریب سب زبانین بولتا تھا۔ شہر بوکرسٹ کی بڑی تعریفین کرتا تھا اور اپنے بھائی کی قسمت پر جو شکاگو (امریکہ) کے کسی کارخانہ مین ایک گنّی روز پیدا کرتا ہی بڑا رشک کرتا تھا اُس نے مجھ سے انگریز سپاہیون کی خوراک اور تنخواہ کے متعلق بڑے اشتیاق سے سوالات کیے اور جب مین نے اُسکے ہم پلہ یعنی عون باشی (معمولی سپاہی) کی تنخواہ کے متعلق جو انگریزی فوج مین دی جاتی ہی حالات بیان کیے تو اُسے ایسی حیرت ہوئی کہ اپنی خندق سے ہاتھ باہر نکال کر میری طرف بڑھایا اور دیکھتا کا دیکھتا رہ گیا۔

ہلال احمر کی جماعت مع ڈاکٹر ٹلھیم روانہ ہوگئی لیکن مختلف وجوہات کی وجہ سے مین

تین روز اور ٹھہرا اور یہ زمانۂ قیام بڑی دلچسپی سے گذرا کیونکہ یہان کا نخلستان سمندر کے قریب واقع ہونے سے ایسا دلفریب و خوش منظر تھا کہ تمام طرابلس مین ایسی جگہ مین نے نہین دیکھی۔ مزید برآن کپتان حسن آفندی کا اخلاق تھا اُنھون نے مجھپر اور ایبٹ صاحب پر یہان تک مہربانی کی کہ اپنا نوکر جو سلانیک کا رہنے والا اور مسلمان تھا ہماری خدمت کے لیے مخصوص کر دیا۔ یہ شخص کم عمر تھا یونانی زبان مین باتین کرتا تھا اور کھانا خوب پکاتا تھا۔ اُسنے ہم کو نہایت لذیذ پلاؤ کھلایا اور ایک دن درمیان دیگر مرغ کے کباب کھلاتا تھا ترکی قہوہ تو ایسی اچھی بناتا تھا کہ اپنی نظیر نہین رکھتا ہو۔ میری روانگی کے ایک روز پہلے بیچارے حسن آفندی لرزہ مین مبتلا ہو گئے جب مین نے دیکھ لیا کہ اُنھین بخار نہین ہی تو شوربہ دینے کے لیے بازار سے مرغی خریدنے گیا۔ مین نے ایک مرغی گیارہ یا ساڑھے گیارہ آنے کو خریدی اور بارہ انڈے اور آدھ سیر مٹر تقریبًا سات آنہ کو ملے ان قیمتون سے ظاہر ہی کہ جو نرخ جنگ کے زمانہ مین عمومًا ہوتا ہی زوارہ مین نہ تھا۔ یہ سب چیزین مین نے ایک عرب چھوکرے کے ہاتھ بارک بھجوا دین اور مرغی چونکہ دُبلی تھی اسوجہ سے مین نے چھوکرے سے کہدیا کہ راستے مین مرغی کو مٹر خوب کھلائے تاکہ آخر وقت وہ سیر ہو کر دانہ کھالے۔ زوارہ مین کوئی ڈاکٹر نہ تھا کیونکہ پہلی مرتبہ گولہ باری کے بعد فوجی ڈاکٹر جو ایک یونانی ہی رغدلین کی طرف شہر چھوڑنے والون کے ہمراہ چلا گیا تھا۔ خیر کھانے سے فراغت کے بعد مین کھجور کے درختون کی طرف گویا رخصتی سیر کے لیے روانہ ہوا آفتاب دن بھر نہایت آب و تاب سے چمکنے کے بعد غروب ہو چکا تھا اور چارون طرف سناٹا چھایا تھا صرف کسی وقت جھینگر یا کسی کتّے کے بھونکنے کی آواز آجاتی تھی۔ آسمان پر مریخ سرخی لیے ہوے نہایت تیزی سے چمک رہا تھا۔ چاندنی ایسی شفاف تھی کہ روشنی ٹھنڈی بھی ہو جائے پر بھی سمندر سے بارکین بہت صاف نظر آسکتی تھین۔ مین ایک ٹیلہ پر چڑھ گیا مجھے دیکھتے ہی ایک پہرہ گیر نے ٹوکا۔ حقیقت یہ ہی کہ مین نے طرابلس کے کسی

کیمپ مین پہرہ کا ایسا اچھا قاعدہ نہین دیکھا جیساکہ موسی بے نے اپنے کیمپ کے اندر
انتظام کر رکھا ہی۔ سامنے اٹلی کا جنگی جہاز نظر پڑا جو لہرون کے ساتھ ہلنے مین دور سے
ایک مہیب جانور کی شکل معلوم ہوتا تھا۔ جب مین سیر سے واپس آیا تو مین نے سپہ سالار
کو سفارت عثمانیہ کا عطیہ خط دکھلایا جو وہان سے بغرض تقریب شناسائی عنایت ہوا تھا
اور سپہ سالار کا شکریہ ادا کرنے کے بعد اُسکی فوج کو کامیابی کی دعائین دیتا ہوا رخصت ہوا
جسنے رخصتی کے وقت مجھے گلے لگاکر پیار کرلیا۔

مسٹر ایبٹ صاحب۔ زید صاحب اور مین رات کو آٹھ بجے زوارہ سے عزیلات کی
طرف روانہ ہوے۔ اس سفر مین ہمارے ہمراہ دو ترکی افسر بھی تھے جنھون نے کل ہی سرحد کو
عبور کیا تھا۔ ایک اُن مین سے عارف بک نامے ۳۸ نمبر رسالہ کا کپتان تھا اور اپنی شتوخرنگ کی
لال وردی مین نہایت بھلا معلوم ہوتا تھا دوسرا عراق کا رہنے والا عربی النسل تھا اور
توپخانہ مین ملازم تھا۔ دونون کی ہمراہی سے سفر مین بہت لطف آیا خوش قسمتی سے آئندہ
چل کر مجھے عارف بے کی متعدد کارگذاریان دیکھنے کا اتفاق ہوا جسنے غنیم کے لشکر کی
دیکھ بھال و نقل و حرکت کی خبرین نہایت ہوشیاری سے حاصل کرکے اپنی فوج کی قابل
تعریف خدمت کی۔ رات بہت سہانی تھی ہمارے پاس اب گھوڑے تو رہے نہ تھے اور
باربرداری کے اونٹون پر بیٹھنے سے دم اُلجھتا تھا اسوجہ سے عزیلات تک بیس کوس کے
قریب پیدل چلے مگر بعض بعض مقام پر چلنے مین بہت تکلیف ہوئی خصوصاً عزیلات
کے قریب کوس بھر تک مصیبت کا سامنا رہا بڑے اونچے اونچے بالو کے ٹیلون پر چڑھنا
اُترنا پڑا جن مین پیر دھنسنے کی تکلیف مزید برآن تھی خیر کسی طرح عزیلات پہونچ گئے ۶ بجے
صبح کے قریب سونے کی نوبت آئی کیونکہ مین جاکر تین گھنٹے کے لیے چٹائیون پر پڑ رہے
ایسے مقامات کا سفر جہان منزل بمنزل چلنا ہو ہرگز رات کے وقت نہ کرنا چاہیے کیونکہ
آدمی کی صحت بالکل خراب ہو جاتی ہی دن کو اگر موقع ملے تو سونے کی کوشش کرنا چاہیے

مگر عربون کے سابقہ مین نیند کا آنا آسان بات نہین ہی - لندن مین جو لوگ ناچ کے جلسون سے ساڑھے چار بجے صبح کو واپس آتے ہین اُنھین کم سے کم سونے کا کمرہ ایسا ملتا ہی جس مین پردے کھینچکر اندھیرا کیا جا سکتا ہی اور تھوڑی بہت خاموشی رہ سکتی ہی لیکن آدمیون اور اونٹون کے مجمع مین لیٹ کر دن کی تیز روشنی مین سونا محال ہی -

عزیلات سے ہم دوپہر کے قبل نہ روانہ ہو سکے - ہمارے اونٹ بہت سست تھے ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ دو گھنٹے ہمین تلاش مین گذرے - ان اونٹون کی گردن پر عجیب طرح کے نشان تھے مین نے اس طرح کے نشانات اکثر مشرقی ممالک مین دیکھے ہین - یہ نشانات ایسی زبانون کے حرفون کے ہوتے ہین جن سے عربی سے کوئی تعلق نہین - مثلاً جزیرۂ سقوطرہ مین میری نظر سے جو نشانات گذرے وہ قدیم حمیاری[ف] زبان کے حروف کی شکل رکھتے تھے جیسے ہمارے یہان پرانے زمانہ مین چند متروک یونانی حروف کے چھاپہ سے گھوڑے داغے جاتے تھے - مین نے زوارہ مین عرب بچون کو اُسی قسم کے کھیل اور ویسی ہی شکلین بالو پر کھینچ کھینچ کر کھیلتے دیکھا جیسے کہ انگلستان کے ہر قریہ مین بچے کھینچ کر عموماً کھیلتے ہین - اور ایسی ہی شکلین مین نے سقوطرہ مین سمندر کے کنارے بنی ہوئی دیکھین غرض بچون کے بعض کھیل بہت قدیم ہین اور بعض بعض کھیل کی بولیان مثلاً "بتی" وغیرہ سنسکرت زبان کی معلوم ہوتی ہین مگر ہر ملک مین تھوڑی بہت الفاظ و نشانات کی شکل بدلی ہوئی ہی -

۶ - یلات سے لیکر رادیہ تک کا راستہ بہ نسبت زوارہ و عزیلات کے راستہ کے

ف حمیاری اور صالی ملک یمن کی رہنے والی قومون کے نام ہین یہ قومین ایک ہزار برس قبل مسیح آباد تھین اور ولادت حضرت مسیح و نیز بعد تک رہین لیکن وہ عروج جو پہلے تھا حضرت مسیح کی ولادت کے قرب زمانہ مین نہین رہا تھا آخر فنا ہو گیئن - انکی زبان سیمیٹک خاندان کی تھی جس مین عربی و عبرانی زبانین شامل ہین - ملک یمن مین اکثر کتبہ ان قومون کے زمانہ کے پتھرون پر کندہ موجود ہین - نیز یورپ کے عجائب خانون مین محفوظ ہین - مذہباً یہ قومین آفتاب پرست تھین ۱۲

بہت دلچسپ ہی زمین کی حالت یہ ہی کہ بلندی و پستی جا بجا ہی ریگستان کی طرح چٹیل میدان نہین ہی بلکہ تھوڑی تھوڑی دور پر خرمہ انجیر اور پھولدار درختون کے باغات واقع ہین۔ ۸ بجے شام کے قریب باغات دیکھکر کتون اور بارہ دو اسے کھیل کی آواز سن کر ہمین یہ خیال گذرا کہ منزل پر آ پہونچے لیکن دریافت کے بعد معلوم ہوا کہ یہ قصبہ سرمان نامے ہی اور یہان سے زاویہ ابھی تین گھنٹہ کا راستہ ہی۔ اس بستی سے آہ وزاری کی آوازین بہت زور زور سے آرہی تھین ہم نے وجہ دریافت کی تو معلوم ہوا کہ ایک عرب کے ماتم مین خلقت کا یہ حال ہی زن و مرد بچہ بوڑھا سب اُسکے واسطے روتے ہین یہ شخص لڑائی مین شہید ہوا تھا اب لوگ اُسکا جنازہ اُسکے وطن کو لائے ہین۔ ہم تھوڑی دیر سرمان کی پولیس کی چوکی مین ٹھہرے وہان اور باتین ہوتے ہوتے تپنچون کے متعلق گفتگو شروع ہوئی عارف بے نے اسٹفر کارخانہ کا آپ سے چلنے والا پستول جو کہ میرا تھا بہت پسند کیا اور مجھے اپنا کولٹ کارخانہ کا بڑی گولی کھانے والا پستول دکھایا۔ بعد ازان جب عارف بے اپنا تپنچہ جیب مین رکھنے لگے تو اتفاق سے گھوڑی پر ہاتھ پڑ گیا اور پستول سر ہو گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پتھر کے فرش مین میرے پیر سے ایک اُنگل کے فاصلہ پر بڑا سا سوراخ ہو گیا روشنی بجھ گئی اور ایک عرب لڑکی زور سے چیخ مار کر زمین پر گر پڑی مین نے جلدی سے دیا سلائی کھینچی تو معلوم ہوا کہ اُسکی ٹانگون پر پتھر کی کچھ کرچین اُڑکر لگی تھین باقی خوف کھا گئی تھی اندھیرے اور تپنچہ کی آواز نے اُسے دہلا دیا تھا خیر مین اور وہ دونون بچ گئے بہت غنیمت ہوا۔ اس واقعہ کے بعد گو ہم تھکے ہوے تھے لیکن آگے کی طرف روانہ ہوے سواد شہر سے گذر کر ایک دلدل مین ہوتے ہوے جس پر دھوان چھایا ہوا تھا سامنے کے نخلستان کی طرف بڑھے اُسوقت سمندر کے کنارے ایک ٹٹہری زور زور سے بول رہی تھی اُسکی آواز سے خوف زدہ ہوکر جھینگر آواز لگاتے ہوے اِدھر اُدھر پھر رہے تھے یہان ہم نے گڑھون مین لٹھین دیکھین جو ہمین دیکھ کر نہین بھڑکین دلدل کے پاس والا نخلستان بہت نفیس مقام ہی زمین نہایت شاداب ہے

اسوقت نخلستان کے درخت چاندنی سے ڈھکے ہوے تھے اور ایسی بھاری اور بلند قطار کے قطار لگے ہوے تھے کہ مجھے اگلے زمانہ کے مندرون کے ستون یاد آگئے مین نے اس سے پہلے اتنے بڑے خرمہ کے درخت کبھی نہین دیکھے تھے یہان کی زمین مین خوشبودار پھولون کے درخت۔ انجیر۔ شفتالو غرض سب پیدا ہوتا ہی کھیتون مین ہر طرف جو بویا ہوا تھا اندر سینیھڑ کی بڑی بڑی جھاڑیان اِدھر اُدھر اُگی ہوئی تھین جن مین سے غریب تھکے ہوے اونٹ حلق ترکرنے کے لیے مُنھ مارکر تھوڑے بہت پتے نوچ لیتے تھے مجھے تجربہ سے معلوم ہوا کہ ملک طرابلس کے شہرون اور گانؤن مین جسقدر کُتّے ہین کہین نہین پائے جاتے کیونکہ جہان ہم پہونچے ہزارون کتون نے ایک ساتھ بھونک بھونک کر آبادی سے باہر ہمارا استقبال کیا۔ بعدازان جب بستی کے اندر داخل ہوے تو یہ چھوٹے چھوٹے سفید کتے کچی دیوارون پر چڑھ کر گلا پھاڑ پھاڑ کے بھونکنے لگے۔ طرابلس مین کوئی ایسا جانور نہین ہوتا جسکا کتے شکار کرسکین لیکن پہرہ دینے کے واسطے یہ کتے بہت مفید ہین۔

ہم اپنی خوشی نہین بیان کرسکتے جسوقت ہمین زادیہ کی بوسیدہ کونک نظر پڑی۔ ہم نے وہان کے چوکیدار کو جو بیچارا تمام دن کا تھکا ماندا تھا مجبوراً جگا دیا اور اُس بیچارے نے ہمین آرام پہونچانے مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا ہمارے لیے چاے بنانے کو ایک پتیلی اور صاف پانی لے آیا جس سے بہتر کوئی شے تکان سفر رفع کرنے والی نہین ہو۔ یہان ہم نے دیکھا کہ مدرسہ کے علاوہ اور جتنی سرکاری عمارتین تھین سب خراب اور خستہ حالت مین تھین اور اس غریب ملک کے حسب حال تھین کیونکہ بہت زمانہ سے یہان کے انتظام اور دیگر اخراجات کا بار ترکی گورنمنٹ کے خزانہ پر پڑ رہا ہی۔

صبح کو جب ہم اُٹھے تو دیکھا کہ کونک کے احاطہ مین بڑا ہنگامہ مچا ہوا ہی معلوم ہوا کہ پانچسو عربون کی جمعیت اکٹھا ہوئی ہی اور نشاط بک کی فوج مین شامل ہونے کے لیے روانہ ہونے والی ہی مجھے قائم مقام کے قریب (حاکم ضلع) جو یہان کی فوج کے بھی اعلیٰ افسر

نقشهٔ بحـ



تھے کرسی دی گئی اور عربون کا گروہ مع باجے اور دو نشانون کے آتا ہوا نظر پڑا۔ مین نے اُٹھکر فوجی جھنڈے اور باجہ کی سلامی دی۔ باجہ بجانے والون مین ایک حبشی تھا جو بین بجا بجا کر خود اُسکی گتون پر ناچتا جاتا تھا اور کچھ نگڑیان بجانے والے تھے یہ سب مل کر باجہ کی آواز خوش آیند معلوم ہوتی تھی۔ ممالک مشرق مین موسیقی کے راگ اور دُھنین ہمارے اصولون سے مختلف طریقہ پر قائم کی گئی ہین کم سے کم ہمارے کانون کو یہ گانا اچھا نہین معلوم ہوتا اور یہی خیال میرا اُن طالب علمون کی بابت ہی جو مشرقی ممالک سے آتے ہین اور ہمارے یہان گانے کے جلسون مین شریک ہوتے ہین کہ اُنکے نزدیک ہمارے ملک کا گانا ایسا ہی ہوگا۔

یہان کے یمباشی (میجر) نے مجھ سے بیان کیا کہ صرف زاویہ کے گرد و نواح سے ایک ہزار عربون کی جمعیت جا چکی ہی بعد ازان اور مقامونکی تعداد بھی بیان کی خیر مین نے اس بات کو باور کر لیا کہ جو کچھ وہ بیان کرتا ہی اپنے نزدیک صحیح سمجھ کر کہتا ہی لیکن یہ خیال رکھنا چاہیے کہ ترکون مین جہان اور صفتین ہین وہان تعداد و شمار کی عدم صحت اُنکی خاص کمزوری بھی ہی دولت عثمانیہ مین آجتک سرکاری طور سے مردم شماری نہین ہوئی وہان ٹکس وصول کرنے کے رجسٹر ہین جن مین صرف گھرون کی تعداد لکھی ہی اور ہر گھر مین پانچ آدمیون کی تعداد فرض کر لی گئی ہی۔ اس خیالی مردم شماری کی اصلیت مجھے خود نہین معلوم ہی بلکہ مین نے ایک شخص سے سنا جسکا وطن ایشیاء کوچک مین ہی۔

زاویہ سے دن چڑھے تیز دھوپ مین ہم روانہ ہوے تھوڑی دور پر نیچی پہاڑیون کا سلسلہ ملا وہان ہم نے کھانا کھایا۔ کھانا کھانے کے بعد ہمین دو جانور اکسفورڈ کے عجائب خانہ کے واسطے مل گئے ایک اُن مین سے نہایت خوبصورت کالے اور سفید رنگ کی تتلی تھی اور ایک عجیب طرح کا موٹا موٹا مکروہ صورت کیڑا تھا جسکی ٹانگین چھوٹی چھوٹی تھین اور ہر وقت حرکت کیا کرتی تھین۔ اسکے بعد عربون کا ایک دستہ دفعۃً آ پہونچا انکو زاویہ کے سپہ سالار نے

رہمین ایطالیون سے بچانے کے لیے بھیجا تھا۔ یہ بیقاعدہ سپاہی نہایت بشاش نظر آتے تھے اور سب کے سب بجز ایک کے ماز ر یا مارٹینی ہنری قسم کی بندوقون سے مسلح تھے ان مین ایک افسر تھا جو ترتیب کے ساتھ چلنے کی تاکید کرتا رہتا تھا۔ یہ سپاہی بار بار چھوٹی چھوٹی چڑیون پر بندوق چلاتے تھے ایک نے دوسو گز کے فاصلہ سے ایک گدھ پر نشانہ لگایا جو ایک پہاڑی کی چوٹی پر بیٹھا تھا مگر کوئی جانور نہین گرا مین نے اُنکے افسر سے کہا کہ "سلطانی کارتوس اس طرح خالی کرنا اور مفت ضایع کرنا نہایت قابل افسوس ہی اگر یہی کارتوس اٹلی والون کے لیے محفوظ رکھے جائین تو نہایت مفید ہوگا" اُس افسر نے میری رائے سے اتفاق کرکے بندوق چلانے سے منع کر دیا جب اس سفر مین اطمینان نصیب ہوا آخر ہم بیرطرین پہونچے جہان رات بسر کرنا تھی یہان دیکھا کہ ایک اٹلی کا جہاز اپنی تیز برقی روشنی میدان مین ہم پر ڈال رہا ہی حتی کہ رفتہ رفتہ ہمارا مختصر قافلہ اُسکے دائرہ مین آگیا۔

جب ان بیچارے عربون کو مین نے روشنی کے احاطہ مین دیکھا تو مجھے بہت قلق ہوا یہ خیال آیا کہ ان غریبون کے لیے ہوائی جہاز برقی روشنیان میکسم قسم کی توپین جنگی جہاز اور دوسرے اقسام کے توپخانہ غرض سب سامان ہلاکت مہیا ہین لیکن ان جنگلی ریگستان کے رہنے والون مین جنگی پوشش بجز گودڑی کے اور کچھ نہین ہی اور اسلحہ مین بندوق کے سوا اور کوئی سامان نہین رکھتے ایک حقیقی صفت ہی یعنی موت کی مطلب پروا نہین کرتے اس لکھنے سے میرا یہ مطلب نہین ہی کہ مہذب قوم کے لوگ موت سے ڈرتے ہین کیونکہ اکثر حالتون مین موت انسان کے لیے بدترین مصیبت نہین ثابت ہوتی بلکہ میرا انشا یہ ہی کہ مہذب قومون کے لوگ اپنی زندگی اسواسطے عزیز رکھتے ہین کہ اُنکو لطف زندگی حاصل ہوتا ہے یعنی تعلیم و تربیت۔ سفر کرنے کے آرام دہ وسائل۔ بہت کم خرچ مین دل بہلانے کے سامان۔ جانی و مالی حفاظت کے قوانین۔ غرض تہذیب یافتہ ملکون مین یہ ایسے ذرائع موجود ہین جنکے سبب سے زندگی بسر کرنے مین روز بروز آسانیان اور اطمینان کی صورتین پیدا ہوتی جاتی ہین

اہل یورپ کی یہ حالت ہی کہ محض بہشت کی امید پر دنیا کی وہ سختیان جنکا علاج ممکن ہی برداشت کرنا نہین چاہتے حتی کہ غربا کوشش کرتے رہتے ہین کہ بہ نسبت حالت موجودہ کے زیادہ راحت و آرام کے ذریعہ پیدا کرین اور اُنکی سعی اس قسم کی ہوتی ہی کہ کامیابی کی حد تک پہونچانا چاہتے ہین اور چونکہ یہی وہ لوگ ہین جن مین سے فوج بھرتی کی جاتی ہی لہذا میرا خیال ہی کہ کچھ زمانہ مین اس بے جگری کے ساتھ حملے جیسے کہ عرب محض دوسری دنیا کی امید پر کرتے ہین اور خاردار تارونکے جال توڑتے خندقونکو پھاندتے توپونپر جا پڑتے ہین آئندہ مہذب قومین نہ کرسکینگی اور یہ خاصیتین مفقود ہوجائینگی۔ البتہ یہ ممکن ہی کہ اپنی شیطانی ایجادون یعنی اعلی درجہ کے ہتھیارون سے عرب جیسے حملہ آورون کا مقابلہ کرسکین۔ برخلاف اسکے طرابلس کے بادیہ نشین باشندونمین وہی بیدھڑک جنگ کرنیکے اوصاف موجود ہین جسکی وجہ یہ ہی کہ اُنکو دنیا مین زندگی بسر کرنا اسقدر دشوار ہی کہ موت کی تکلیف اُسکے مقابلہ مین آسان معلوم ہوتی ہی اسکے علاوہ وہ بہشت کی خیالی نعمتون کی امید مین مست ہی نہین رہتے بلکہ حقیقت مین اُنپر ایمان بھی رکھتے ہین

بیرطرین پہونچ کر ہم نے اپنا خیمہ بوجہ کونک کی گندگی کے اُسکے باہر بالو پر نصب کیا۔ کونک مین اسقدر مجمع تھا اور ایسی غلیظ ہو رہی تھی کہ ہم نے اس افواہ کی کہ "ایطالیہ کے طرفدار بدو ڈاکہ ڈالنے والے ہین" کچھ پرواہ نہین کی۔ ہمارا اسباب بوجہ شبنم کے تر ہوگیا تھا لیکن عربون نے اُس پر باران کوٹ اُڑھا دیے جو اُنھون نے اٹلی رسالہ کے مقتول سپاہیون کی لاشون سے اُتارے تھے۔ مین اس خیال کا حامی نہین ہون کہ مقتول کے کپڑے نہ اُتارنا چاہیے اگر دوسرون کو جو زندہ ہین جوتون اور کپڑون کی ضرورت ہو تو ان چیزون کے دفن کرنے مین کیا فائدہ حاصل ہوسکتا ہی۔

خیمہ وغیرہ نصب کرنے کے بعد ہم نے اس امید پر سونے کی تیاریان کین کہ کل چار گھنٹہ چلکر منزل مقصود پر پہونچ جائینگے اور ہمارے سفر کا خاتمہ ہوجائیگا صبح کو دیکھا کہ ہمارا خیمہ شبنم مین دُھل کر ایسا صاف ہوگیا تھا جیسے کسی باغ کا پھول اُوس پڑنے سے نکھر جاتا ہی۔

باب سوم
حالات جنگ

۲۷ ستمبر ۱۹۱۱ء کو سلطنت اٹلی کی جانب سے دولت علیۂ عثمانیہ کے پاس اس مضمون کا مراسلہ پہونچا کہ اگر ۲۴ گھنٹے مین شرائط منظور نہ کیے جائینگے تو دوستانہ تعلقات کا خاتمہ ہوجائیگا چنانچہ ۲۹ ستمبر ۱۹۱۱ء بعد گذرنے وقت مقررہ کے حالت جنگ پیدا ہوگئی۔ اور چار روز بعد اٹلی کے زبردست بیڑہ نے طرابلس پر گولہ باری شروع کردی۔ ترکون نے چند گولہ انداز شہر مین چھوڑ دیے تھے چنانچہ اُن سپاہیون نے اپنی کرپ توپون سے بیڑہ کا جواب دیا لیکن ان توپون کا توڑ زیادہ سے زیادہ ساڑھے پانچ میل تک تھا اسوجہ سے کوئی گولہ جہازون پر نہ پڑا جو سات میل کے فاصلہ پر تھے اور وہان سے بخوبی گولے اُتار سکتے تھے کیونکہ اُنپر سات میل توڑنگی توپین چڑھی ہوئی تھین چونکہ اٹلی کے بحری سپاہیون کو ترکون سے کوئی خطرہ نہ تھا اور نشانہ کے لیے بھی بہت نمایان چیزین یعنی قلعہ موجود تھے اسوجہ سے قلعہ پر تھوڑی بہت کامیابی کے ساتھ نشانہ بازی کی مشق کی اور آخر قلعون کو خاموش کردیا۔

گولہ باری کے قبل کل ترکی فوج متعینۂ طرابلس شہر سے ہٹالی گئی تھی مگر اتفاق سے اس فوج کے ہٹانے مین اسوجہ سے دیر ہوئی کہ قسطنطنیہ سے احکامات بذریعۂ تار بہت دیر مین وصول ہوے اسوجہ سے نشاط بک کو اپنا سامان درست کرنے کا بہت کم وقت ملا اوران چند گھنٹون مین نشاط بے نے جو کیا وہ حیرت انگیز کام تھا۔ فوج کو طرابلس سے ہٹاکر رات بسر کرنے کے لیے عزعیش روانہ کردیا وہان سے دوسرے روز عین زارہ تک ہٹادیا جو بہ نسبت اول الذکر کے ساحل سے زیادہ فاصلہ پر واقع ہے حسن اتفاق سے جہاز درنہ پر جو بندوقین ومیگزین کا سامان آیا تھا عربون مین تقسیم کیا جاچکا تھا مگر ساحل کے

مورچون پر بڑی توپین مع سامان چھوڑنا پڑین جو بعد کو اٹلی والون کے ہاتھ لگین اور نہایت فخر اور جوش کے ساتھ اُنپر قبضہ کر کے خوشیان منائی گئین علاوہ ان توپون کے کچھ میدانی چھوٹی توپین بھی چھوڑنا پڑین کیونکہ وقت پر سامان باربرداری نہ مل سکا میرے نزدیک نشاط بک نے نہایت دانائی کا کام کیا کہ اُسے جو ذریعے بہم پہونچ سکے اُن وسائل سے کل بندوقون کے کارتوس اپنے ہمراہ لے گیا۔

اب حملہ آور فوج کے اُترنے کے لیے راستہ صاف ہو گیا اور یکے بعد دیگرے توپخانے پلٹنین۔ رسالے اُترنا شروع ہو گئے اور رفتہ رفتہ قلعۂ سلطانیہ سے لیکر قلعۂ حمیدیہ[۱] تک دس میل کی لمبائی مین شہر کے سامنے اپنے مورچے اور خندقین تیار کر کے قابض ہو گئے اصل مین جنرل کانیوا (سپہ سالار اطالیہ) کا قصد اسقدر آگے بڑھنے کا نہ تھا بلکہ تجویز یہ تھی کہ شہر کی فصیل کے قریب خندقین کھود کر مورچے قائم کیے جائین۔ لیکن بو میلیانا کے کنوؤن پر قبضہ کرنا ناگزیر تھا کیونکہ پانی کی رسد کا اصل چشمہ وہی مقام ہی لہذا مجبوراً جنرل مذکور نے اپنے مورچے آگے بڑھا کر نخلستان کے اندر قائم کیے۔

ہر جنگ کا قاعدہ ہی کہ خواہ کیسے ہی دور دراز مقام پر جاری ہو یا اُسکے حالات غیر معلوم ہون مگر طلباء فنون جنگ کو اُس سے کچھ نہ کچھ سبق ضرور ملتا ہی اور معلومات مین اضافہ ہوتا ہی لہذا اس اصول کی بنا پر اہل برطانیہ کو ضرور اس جنگ کی طرف توجہ کرنا چاہیے گو وہ خارجہ تعلقات و قومی حفاظت کے مباحثون مین زیادہ دلچسپی نہین لیتے لیکن ایک امر اس جنگ مین ایسا واقع ہوا ہی جو اُنکی حالت سے بہت تعلق رکھتا ہی وہ یہ ہی کہ باوجود جملہ ضروری سامان کے اٹلی کی کل فوج ۲۳۔ اکتوبر تک خشکی پر نہ اُتر سکی یعنی اعلان جنگ کے ساڑھے تین ہفتہ بعد اٹلی والون نے اس کام سے فراغت پائی۔ ہماری حفاظت کا سارا مباحثہ اس بات کے فرض کرنے سے شروع ہوتا ہی کہ آیا حملہ آور فوج کی تعداد کسقدر ہوگی

[۱] و ۵۲ نقشہ جات کتاب ہذا ملاحظہ ہون ۱۲

ہمارے یہان دونون پارٹیون کی اپنے زمانۂ حکومت مین یعنی لبرل و کنسرویٹیو وزراء کی یہ
راے رہی کہ حملہ آور فوج کی تعداد زیادہ سے زیادہ ستر ہزار ہوسکتی ہی انھون نے یہ
راے ماہران جنگ کی صلاح و مشورہ کے بعد قائم کی اسی طرح لارڈ برسفورڈ انگلستان کے
مشہور امیر البحر نے ایک مضمون مطبوعۂ اخبار کانٹمپوریری ریویو مین نہایت شرح و بسط
کے ساتھ ثابت کیا ہی کہ مفروضہ حملہ آور کو باربرداری اور خشکی پر اُترنے مین بعقد عظیم دشواری
اور دقتین پیش آئینگی کہ سمندر اور خشکی کی جانب سے خفیف سا مقابلہ اُسکی فوج کو برباد کردیگا۔
چنانچہ اس مضمون کے جملہ قیاسات طرابلس مین اصل ثابت ہوگئے۔ کیونکہ اٹلی حملہ آور
قوم تھی جسے بمقابلہ ٹرکی کے بحری سیادت حاصل تھی اور باربرداری کے لیے سیکڑون
جہاز موجود تھے اس قوم کو طرابلس مین فوج اُتارنی تھی جو مقام سائراکیوز سے صرف
ایک دن چار گھنٹہ کی مسافت پر واقع تھا۔ حملہ آور فوج کی تعداد دو دستے یعنی ۲۵ ہزار
جوان تھے۔ اعلان جنگ ۲۸ ستمبر کو دیا گیا تھا اور ۲۹ سے بعد انقضاے میعاد مندرجۂ
اعلان جنگی حالت کا آغاز ہوگیا تھا باوجود ان تمام سب حالات و سامان و تقارب کے
۲۳-اکتوبر تک اس قلیل فوج کے اُتارنے مین وقت صرف ہوا۔ پس ان حالات کو دیکھ کر یہ
قیاس کیا جاسکتا ہی کہ جرمن کی ستر ہزار فوج کا جو سواحل برطانیہ پر حملہ آور ہو کیا حشر ہوگا
بعض لوگون کی راے ہی کہ انگلستان مین جبریہ فوجی خدمت کا قانون نافذ ہوجائے پس اس
مسئلہ کے حامیون کی جانب اشارہ کرتے ہوے مسٹر ہنڈ اڈیٹر فارٹ نائیٹلی ریویو نے
طنزاً نہایت معقول سوال کیا ہی کہ "بجاے ستر ہزار کے اگر جرمنی بوجہ اپنے جبریہ قانون کے
ایک لاکھ بیس ہزار باقاعدہ فوج انگلستان پر دفعتہً دھاوا کرنے کو بھیجدے تو بھی اُسکا
کیا حشر ہوگا؟"

فریقین جنگ کے درمیان پہلی مڈبھیڑ بمقام پریویزا بتاریخ ۱۰-اکتوبر واقع ہوئی
یہ ایک معمولی مُٹھ بھیڑ تھی ڈھائی سو ترک جوان محض اٹلی مورچون کی دیکھبھال کو آگے

بڑھے تھے مگر ایطالی اخبار اس واقعہ کی خبرین لکھنے مین آپ سے باہر ہو گئے اُنھون نے اس معمولی چھیڑ چھاڑ کو اس طرح بیان کیا گو یا کہ معرکہ جینا[۵۱] یا اسٹرلیٹز[۵۲] کی ایسی عظیم جنگین واقع ہوئی ہین - چنانچہ ایک جوشیلے اڈیٹر نے اپنے کل ساتھیون سے نمبر بڑھا دیا - یہ بیان کرتا ہی کہ "ترک جنگی تعداد تین سو ہوگی جیسے ہی حملہ آور ہوے کہ مین ایک کھجور کے درخت پہ چڑھ گیا لیکن دشمن نے اس زور شور سے آگ برسانا شروع کی کہ مجھے درخت سے نیچے آنا پڑا تاہم اٹلی والون کے خراش بھی نہین آئی" یہی نامہ نگار آگے چل کر لکھتا ہی کہ "کم سے کم نصف تعداد ترکی سپاہ کی مقتول یا مجروح ہوئی ہوگی" اور باوجود اس بات کے کہ جنگ کی صبحکو صرف ایک ترک سپاہی کی لاش میدان مین ملی تھی اس بات پر یقین رکھتا ہی کہ بقیۃ السیف یعنی ایک سو پچاس سپاہی فی کس ایک زخمی یا ایک مقتول اُٹھالے گیا - اصل یہ ہے کہ یورپ کے اخبار ایسے ناتجربہ کار اور جاہل نامہ نگارون کو بھیجکر جو خود کو جنگی نامہ نگار مشہور کرتے ہین اہل یورپ کے اخبار بینون کی سخت توہین کرتے ہین - جدید نامہ نگارونکا ایک نیا مذاق نہایت قابل افسوس ہی مین نے بعض باتصویر رسالون مین دیکھا ہی کہ خود نامہ نگار صاحب کی تصویرین مختلف ہیئتون مین کھنچی ہوئی چھپی ہین اور صفحہ کے صفحہ اس مہمل نقش و نگار سے بھرے ہین چنانچہ مین نے پورے صفحہ پر کھینچی ہوئی ایک نہایت حماقت آمیز قلمی تصویر ایک رسالہ مین دیکھی جس مین یہ دکھایا گیا تھا کہ جنگ کی حالت مین جبکہ آگ برس رہی تھی نامہ نگار صاحب گاڑی والے سے کرایہ پر جھگڑ رہے تھے بلکہ دست و گریبان تھے جس شخص کو جنگ کا ذرا بھی تجربہ ہی اُسے معلوم ہوگا کہ جسوقت ہوا مین گولیون کی آمد سے سنسناہٹ پیدا ہوتی ہی اُسوقت کوئی شخص خواہ نامہ نگار ہون یا گاڑی ہانکنے والے سیدھے تن کر نہین کھڑے ہوسکتے - متذکرہ بالا صاحب تصویر نے نہایت فخر و مباہات کے ساتھ تحریر کیا ہی

---

[۵۱] مقام جینا واقعۂ جرمنی مین نپولین نے جرمن فوج کو ۱۸۰۶ء مین بہت بڑی شکست دی تھی ۱۲

[۵۲] آسٹرلیٹز واقعۂ آسٹریا مین نپولین نے اہل آسٹریا و روسیون پر بڑی نمایان فتح حاصل کی تھی یہی فتح نپولین کے عروج کا باعث ہوئی ۱۲

کہ" مین جب میدان جنگ کی طرف جاتا ہون تو گاڑی پر سوار ہو کر جاتا ہون اور گاڑی والے

صرف اسقدر سوال کرنے پر چلنے کو تیار ہو جاتے ہین کہ" او میان گاڑی والے لڑائی پر چلوگے"

مجھے یقین ہو کہ بعض لوگ اس تحریر کو پڑھ کر بہت ہنستے ہونگے خصوصًا وہ لوگ جنھون نے

ان صاحب سے مل کر دریافت کیا ہوگا کہ جسوقت گولیان چلتی ہین اُسوقت کیا کیفیت معلوم

ہوتی ہو؟ لیکن معمولی عقل کا آدمی سمجھ سکتا ہو کہ طرابلس مین گاڑی بکرایہ کرنے اور میدان

جنگ تک کی اجرت دریافت کرنے کے لیے انسان کو عربی بولنے مین کسی قدر مہارت کی

ضرورت ہو اُسکے بعد گاڑی کرنے مین کامیابی ہوسکتی ہو۔ اصل یہ ہو کہ جن لوگون کو جنگ

کی اصلیت سے واقفیت ہوتی ہو وہ اس طرح بچون کے مانند ڈینگ نہین مارتے ہین

مثلاً مسٹر نبٹ برلے وسیپنگز رائٹ۔ ان لوگون کی تحریرون مین وقار اور متانت پائی جاتی

ہو جسکا وجود اُن مضامین کے اندر نہین ہو جو کہ جنگ طرابلس کے متعلق اٹلی والون کیطرف

سے حوالہ قلم کیے گئے ہین مین نے کسی اور جگہ تحریر کیا ہو کہ تعداد کے ظاہر کرنے مین کسقدر

مبالغہ سے کام لیا جاتا ہو اور رومہ سنٹرل نیوز کے نامہ نگارون نے تو اندھیر کر رکھا ہو

یعنی اُنھون نے ہر ترک سپاہی متعینہ طرابلس کو کئی کئی بار مار ڈالا ہو مطلب یہ ہو کہ مقتولین

کی تعداد اسقدر تحریر کی ہو کہ اگر تعداد سپاہ سے مقابلہ کیا جائے تو بہت زیادہ نکلیگی۔

مثال کے طور پر ایک اور واقعہ بیان کیا جاتا ہو۔ یعنی شروع ماہ نومبر مین اٹلی والون

نے بہت بڑی فوج لیکر اس غرض سے حملہ کیا کہ جو حصہ نخلستان اُن سے ۲۷۔ اکتوبر کی

لڑائی مین چھین گیا ہو پھر واپس لے لین۔ اس واقعہ کے بیان مین اہل ایطالیہ نے اسقدر مبالغہ

اور بیہودگی سے کام لیا کہ ایک نامہ نگار نے یہانتک لکھدیا ہو کہ" یہ پیشقدمی نہایت عظیم الشان

تھی اور بہت ہی سرعت و دلیری اور خوش نظمی کے ساتھ اختتام کو پہونچائی گئی سپاہیونکی

یہ کثرت تھی کہ زمین نہین نظر آتی تھی جس طرح بعض جگہ برسات مین چیونٹیون سے زمین سیاہ

ہوجاتی ہو جنگ کا نظارہ دیکھنے کے قابل تھا خصوصًا ہمارے سپاہیون کا طریق جنگ

ایسا تھا جیسے کہ آزمودہ کار بہادرون کا ہوا کرتا ہی" اس حملہ کی وہی شان تھی جو جاپانیون نے روسی فوج پر کسی زمانہ مین کیے تھے - سپاہی دو کی تعداد مین ساتھ ہو کر لڑتے تھے ایک شخص اپنی سنگین سے زمین مین گڈھا کھودتا تھا اور دوسرا اُسی وقت مین بندوق چلایا کرتا تھا جب گڈھا ضرورت کے موافق گہرا ہوجاتا تھا اُسوقت دونون ساتھی گڈھے مین بیٹھ کر نشانہ لگاتے تھے - آخر کار صبح کے تڑکے توپ بندوق چلنا موقوف ہوگئی اور شہر کی جانب سے "ایطالیہ زندہ باش" کے نعرے بلند ہونے لگے۔"

غرض اٹلی کے نامہ نگار اسی طرح کی کہانیان جیسی بچون کو بہلانے کے لیے بڑھیان کہا کرتی ہین اپنے اخبارون مین درج کرتے رہتے ہین مجھے حیرت ہی کہ زمانہ حال کے نامہ نگار اگر ایسا طرز تحریر معمولی چھیڑ چھاڑ یا ہشت مشت کے لیے اختیار کرینگے تو کسی بڑی لڑائی کے واقعات لکھنے مین کون الفاظ استعمال کرینگے - مین خیال کرتا ہون کہ جسوقت اہل ایطالیہ اپنی اور جاپانیون کی مثال ملاتے ہونگے اُسوقت جاپانی کسقدر ہنستے ہونگے - کہان وہ عظیم الشان حملے جنھون نے پورٹ آرتھر[۱] اور مکڈن[۲] کے مورچون کو گرد برد کر دیا اور یورپ کی نہایت باجبروت قوت کو ہلا دیا اور کہان مٹھی بھر بے قاعدہ عربون کے مقابلہ مین اس کثیر التعداد فوج کی بزدلانہ چھیڑ چھاڑ - مین ایطالیون سے پوچھنا چاہتا ہون کہ بھلا ایسی حالت مین جاپانیون نے کس دن گڈھے کھود کر اپنی جان بچائی تھی اور کب اپنا وقت ایسے فضولیات مین ضائع کیا تھا؟ پس خیال کرنے کی بات ہی کہ جاپانیون سے مثال ملانا اصلیت سے

---

۵۱ پورٹ آرتھر جزیرہ نمائے لاؤٹنگ ملک چین مین واقع ہی روسیون نے چینیون سے بجبر حاصل کر کے نہایت مستحکم کیا تھا ۱۹۰۵ء مین جاپانیون نے فتح کر لیا ۱۲

۵۲ مکڈن واقع منچوریا ملک چین یہان جاپانیون اور روسیون سے آخری فیصلہ کن جنگ ہوئی تھی اول الذکر نے عظیم فتح حاصل کی تھی - کہا جاتا ہی کہ دنیا کی کسی لڑائی مین مکڈن کے برابر فوج نہین جمع ہوئی ۱۲

۵۳ ۲ دسمبر تک ایطالیون کی فوج تعداد مین ایک لاکھ بیس ہزار ہوگئی تھی جسکی تفصیل حسب ذیل ہی - خاص طرابلس مین ۷۰ ہزار بنغازی مین ۲۵ ہزار درنہ مین ۱۵ ہزار اور خمس و طبرق مین پانچ پانچ ہزار ۱۲ (مصنف)

کسقدر دور رہی۔

ابتدائے جنگ کے زمانہ مین طرابلس کے اندر غیر معمولی بارش ہوئی چنانچہ کہا جاتا ہی
کہ اس ملک مین زمانہ گذرا کہ ایسا پانی کبھی نہین برسا تھا اس پرطرہ یہ ہوا کہ تخلیہ طرابلس کے
وقت عجلت اور پریشانی کی حالت مین ترک سپاہ اپنے ہمراہ بہت کم خیمہ لانے پائی گو تھوڑے
زمانہ کے بعد اُسے اونٹ کے بالون کے عربی خیمہ مل گئے لیکن اکثر اوقات بیچاری کو
مینھ برسنے کی حالت مین کھلا میدان نصیب ہوا اور بعض مرتبہ سخت طوفان خیز بارش مین
آسمان کے نیچے پڑی رہی۔ آگ روشن کرنے کا کیا ذکر غریب ترکون کو بھیگی وردی پہنے
پہنے اور گیلا کمل اوڑھے تر زمین پر رات بسر کرنا پڑی اسی بارش کا واقعہ ہی کہ ۱۳ نومبر کو وادی
مذنبین جو ایک نالہ ہی اس زور سے بہا کہ اپنے کنارے کاٹتا ہوا سمندر مین جا گرا اور اہل
ایطالیہ کی خندقون مین پانی بھر ہوا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک سپاہی ڈوب کر مر گیا اور بہتون
کی جان اسطرح بچی کہ اُنکے ساتھیون نے تختہ اور رسیان ڈالدین جنمین بعض لوگ مضبوطی
کے ساتھ تھامے رہے اور آخر رہائی پائی۔

۵ نومبر کو یہ واقعہ گذرا کہ سخت آندھی آئی اور آندھی کے ساتھ اُسی طرح زور سے پانی
آیا اندھیرے کی آڑ مین تھوڑے سے ترکون اور عربون نے نہایت ہوشیاری کے ساتھ
اٹلی کی چوکیون کو بومیلیانہ مین گھیر لیا۔ یہ حملہ دشمن پر اسقدر اچانک ہوا تھا کہ سر پر پاؤن
رکھکر اپنی خندقون کی طرف بھاگ نکلا کئی میدانی توپین اور بہت سا گولہ بارود ترکون
کے ہاتھ لگا۔

الغرض اس طرح کے بہت سے چھوٹے چھوٹے حملے اٹلی کے مورچون پر اکتوبر اور
نومبر کے مہینون مین ہوا کیے اکثر ایسا ہوا کہ جہان اٹلی والون نے کسی خالی مکان مین پناہ
لی کہ عربون نے اُسپر دھاوا کر دیا ایسی صورت مین یا تو اٹلی والے مکان چھوڑ بھاگتے تھے
یا دروازہ کے سامنے ایسی آڑ کر دیتے تھے جس سے راستہ رُک جاتا تھا مجھ سے ایک افسر

بیان کرتا تھا کہ ایسے موقع پر جب ہم دیکھتے تھے کہ دشمن تک پہونچنا محال ہی تو مکان کے سامنے ایک میدانی توپ لگا دیتے تھے اور قریب سے گولے مارنا شروع کرتے تھے یہان تک کہ راستہ پیدا ہوجاتا تھا اس درمیان مین عرب مکان کے قریب اوندھے پڑے رہتے تھے اور اُنکے سرون سے تھوڑی بلندی پر گولے سنسناتے ہوے مکان پر لگتے تھے اور دیوار ٹوٹ ٹوٹ کر اُنپر گرتی تھی بعض وقت معمولی اور بعض مرتبہ مہلک زخم بھی آجاتے تھے لیکن راستہ پاتے ہی عرب مکان کی طرف جھپٹ پڑتے تھے اور جو اٹلی کا سپاہی بھاگنے سے رہجاتا اُسکا خاتمہ کردیتے تھے چنانچہ اسی طرح صرف ایک مکان مین نو آدمی قتل ہوے" یہ بات آسانی سے سمجھ مین آسکتی ہی کہ ایطالیہ کے ناواقف اور ڈرپوک سپاہی جو کھجوروں کے گھنے درختون کے درمیان پہرہ کی چوکیون مین تعینات کیے گئے تھے ضرور ایسے دشمن سے ہمیشہ خوف زدہ رہتے ہونگے جسکا حال یہ ہو کہ یکایک خدا جانے کس طرف سے نکل کر زور شور سے نعرہ مارتا ہوا ٹوٹ پڑے۔ ظاہر ہی کہ تاریکی اور اُس مین یہ مہیب آوازین کیا اثر پیدا کرسکتی ہین۔ میرے نزدیک اس قسم کی جنگ بڑے سے بڑے باضابطہ اور دلیر سپاہیون کے چھکے چھڑا دیگی پس اٹلی کے پہرہ دینے والے سپاہیون نے بہت عاقلانہ روش اختیار کی یعنی یہ کہ اپنی چوکیان چھوڑ کر نو دو گیارہ بھاگ کھڑے ہوے کیونکہ اُس سپاہی کا انجام جسکے بھاگنے کا راستہ روکنے مین عرب کامیاب ہوجائین بجز جان دینے کے اور کیا ہوسکتا ہی۔ بعض مرتبہ ایسا ہوا کہ بھاگتے ہوے سپاہیون نے بندوقین پھینکدین یا اگر سب کارتوس خالی ہوگئے اور بھاگ بھی نہ سکے تو پھر تیلے عربون کو اپنی طرف خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے جھپٹتے دیکھ کر بعضون کو آخری تدبیر یہی سوجھی کہ کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ باآواز بلند پڑھنا شروع کرین اور بعضون پر یہ کیفیت طاری ہوئی کہ نہایت مایوسی اور اضطراب کی حالت مین چیخ کے ساتھ کلمہ نکل گیا۔

عربون کے شبخون بہت سخت ہوتے ہین۔ مجھے اس موقع پر مسٹر دلیرز کا قول یاد آیا

یعنی جب ہم عمدرمان کے مقام پر اپنے مربع دھسون کے اندر بالو پر پڑے ہوے تھے کہ اگر درویش لوگ اسوقت رات کو ہم پر حملہ کردین تو صبحکو کوئی آدمی زندہ نہ نظر آئے سارے میدان مین ہمارے گوشت کا قیمہ پڑا ہو۔ میرے نزدیک اُنکا قول بہت صحیح تھا اگر خلیفہ کی فوج انگریزی و مصری فوج پر اندھیرے مین حملہ کردیتی تو کوئی شبہہ نہین کہ باوجود توپ خانے جلد چلنے والی توپون اور جنگی کشتیون کی موجودگی کے کوئی شے ہمارے کمزور مورچونکو درویشون سے نہ بچا سکتی۔ جوش اور غصہ مین بھرے ہوے درویش سپاہی اگر ایک مرتبہ ہمارے مورچون کے اندر پہونچ جاتے تو بندوقین چلانا ناممکن ہو جاتا اور یہ ظاہر ہی کہ دست بدست لڑائی مین عربونکے بمقابلہ یورپ کے سپاہیون کی کوئی ہستی نہین ہی۔ لیکن خلیفہ کی مجنونانہ حماقت کی وجہ سے حملہ صبح پر اُٹھ رہا اسوجہ سے اُسکو فاش شکست نصیب ہوئی۔ مجھے کامل یقین ہی کہ جنگ امدوھ کی ایسی شکست ہم کو بھی رود نیل کے ساحل پر نصیب ہوتی اور بجز جنگی کشتیون کے ملاحون کے کوئی شخص یہ اندوہناک واقعہ بیان کرنے والا نہ باقی رہتا۔ اسوقت اُس فوج مین جو بنغازی کا محاصرہ کیے پڑی ہی ایک امیر سلیمان نامے ہنگری کا رہنے والا شامل ہی یہ شخص مقام عمدرمان مین بھی عربون کے ایک دستہ کا سردار تھا۔ مجھے اس بات کی تمنا رہ گئی کہ مین اُس سے مل کر اُس عظیم الشان جنگ کے حالات دریافت کرتا اور یہ پوچھتا کہ اُس ہولناک کشت وخون سے وہ کس طرح جانبر ہوا۔

مسٹر زورگ نامہ نگار اخبار ٹمپس متعینہ عساکر عثمانیہ سے ایک عرب نے ایطالی مورچون پر ایک حملہ کا واقعہ نہایت شرح وبسط سے بیان کیا تھا۔ مین بھی اُس عرب سے مقام زوارہ مین ملا۔ یہ بیچارہ اُن متواتر حملون کے زمانہ مین جو ایطالیون نے قلعۂ مصری پر کیے تھے ایک مرتبہ گولی لگنے سے تھوڑے زمانہ کے لیے بیکار ہو گیا تھا اور اپنے وطن یعنی زوارہ واپس آگیا تھا۔ اس عرب کا بیان دلچسپی سے خالی نہین ہی کیونکہ اُن ترکیبون کا پتہ چلتا ہی کہ دشمن کی چوکیون اور خندقون پر کس طرح متواتر چھاپے مارے جاتے تھے اور آخر شب

بتعداد کثیر مدد آجانے پر اور عمدہ موسم میسر ہونے کے بعد دشمن کو مجبوراً محض اپنی لاج رکھنے کے لیے کیونکر ۲۶ نومبر کو پیشقدمی کرنا پڑی - اس عرب کا سیدھا سادھا بیان حسب ذیل ہے اُسنے کہا کہ "اٹلی والے گڑھون مین چھپے بیٹھے تھے اور ہم پر ایسی حالت مین گولیان چلاتے تھے جبکہ ہم اُنھین دیکھ نہین سکتے تھے - خیر جب رات ہوگئی تو ترکی افسرون نے عربون کو بھی گڑھے کھودنے کی ہدایت کی اسکے بعد ایک روز صبح کے وقت عربون نے ایطالیون پر حملہ کردیا - لیکن اُنکی بڑی توپون سے جنکی آواز "پن پن" ہوتی ہے (یعنی میکسیم قسم کی توپ) بہت سے عرب ضائع ہوئے لیکن اسپر بھی عرب باز نہ آئے بلکہ ایطالیونکا پیچھا کرتے اور اُنکو دباتے چلے گئے آخرش ایطالی اپنے گڑھے چھوڑ بھاگے جب بھی پیچھا نہ چھوڑا ایطالیون کے گڑھون مین بندوقین کارتوسون کے بکس اور پن پن کرنے والی بڑی توپین عربون کے ہاتھ لگین مگر توپین وہین چھوڑ دی گئین کیونکہ اُنکا داغنا ہم کو معلوم نہین تھا" اس عرب نے نہایت فخر کے ساتھ مال غنیمت کی کئی چیزین دکھائین مین نے خود اُسکے پاس ایک بندوق تا ایسے اننر یا ٹھ کی بنی دیکھی اور جو چیزین کہ اُسنے کپتان ٹلھیم اور مسٹر زورگ کو دکھائی تھین منجملہ اُنکے ایک زنانہ پائجامہ تھا جسکا ایطالیون کی فوج مین پایا جانا البتہ ایک معمہ ہے -

۲۳ - اکتوبر والا عربون کا مشہور حملہ اصل مین نہایت معمولی واقعہ تھا اگر بجائے ایطالیہ کے انگریزی یا فرانسیسی فوج ہوتی تو اس طرح کا سامنے کا دھاوا روکنے مین کچھ بھی دقت نہ ہوتی مگر اٹلی والون نے بجاے مدافعت کے قتل عام کا بہانہ ٹھہرالیا - واقعہ یہ ہوا تھا کہ اُس روز صبح کے وقت عربون کی ایک مختصر جماعت نے جنکی تعداد دوسو سے زیادہ نہوگی حسب معمول ایطالی خندقون پر حملہ کیا اسی اثنا مین جبکہ اٹلی والے ان حملہ آورون کے جواب دینے مین شغول تھے چند گولیان اُنکی پشت کی طرف چلین اور چند سپاہی گرتے ہوے دکھائی دئیے اُسوقت اٹلی والون کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اُنپر پشت کی جانب سے حملہ ہوگیا حقیقت یہ ہے

کہ ایسا خیال بہادر سے بہادر فوج کو متوحش کر دیتا ہی مگر چونکہ حملہ آورون کی تعداد جنھون نے نخلستان یعنی پشت کی جانب سے دھاوا کیا تھا نہایت مبالغہ کے ساتھ بیان کی گئی ہی لہذا اصل مین کوئی خطرہ نہ تھا اگر جرمن اور انگریز تجربہ کارنامہ نگارون کے بیان پر اعتبار کیا جائے تو زیادہ سے زیادہ پانچسو نفر کی تعداد قیاس کی جا سکتی ہی میرے نزدیک اگر اٹلی والون کے حواس بجا رہتے تو اُنکے پاس اسقدر کثیر فوج تھی کہ بآسانی اس حملہ کو روک سکتی تھی مگر ہوا یہ کہ بدحواسی کی وجہ سے دو کمپنیان برساگلیاری[1] پلٹن کی محصور ہو گئین اور نہایت ثابت قدمی کے ساتھ لڑین آخر کل آدمی کام آ گئے اس معرکہ کے پیش آتے ہی ساری فوج مین ہل چل مچ گئی اگر نشاط بک کے پاس پانچہزار آدمی بھی ہوتے اور وہ اس تعداد سے اٹلی کی شکستہ صف بندی پر حملہ کر سکتا تو کوئی شبہہ نہین کہ اٹلی کی اُس فوج کا نام ونشان مٹ جاتا جو طرابلس کی قابض فوج کے نام سے موسوم ہو کر آئی تھی - اسی دن اٹلی والون کو دو پہر کے قریب ایک نئی مصیبت کا سامنا ہوا یعنی یہ کہ شہر کے عربون نے بھی بغاوت کر دی لیکن اسوقت تک اُنھون نے اپنی منتشر فوج جمع کر کے اپنی قوت سنبھال لی تھی اسوجہ سے اُن بقیۃ السیف عربون کو جنھون نے اُنکی فوج مین ہراس پیدا کر دیا تھا محض اپنی کثرت تعداد سے یا تو منتشر کر دیا یا قتل کر ڈالا -

متذکرۂ بالا واقعہ کے بعد نخلستان مین وہ ہولناک قتل عام شروع ہوا جسکا خاتمہ ۲۸ - اکتوبر کو جنرل کانیوا کے حکم پہونچنے پر ہوا کہ آئندہ قتل عام موقوف ہونا چاہیے - اس قتل عام کے متعلق یورپ کے اخبارون مین نہایت شرح وبسط کے ساتھ بحث ہو چکی ہی اسوجہ سے اس موقع پر مین قلم انداز کرنا چاہتا ہون گو مین نے بعض بعض مقامات پر ان مباحث کا حوالہ بر بناء قوانین جنگ دیا ہی مگر مین صرف ایک شخص کے چشم دید حالات اضافہ کر کے اس بحث کو ختم کرتا ہون کیونکہ اس شخص کی صداقت کا مجھے کامل یقین ہی یعنی مجھ سے

---

[1] اٹالیون کی بہت مشہور پلٹن ہی ۱۲

منجملہ تین ممبران پارلیمنٹ عثمانیہ منجانب طرابلس کے ایک نے بیان کیا کہ اُسنے خود اپنی آنکھ سے چار عورتون اور تین بچون کو ایک رسی مین بندھا ہوا دیکھا جنکی گردنون پر گہرے زخم لگا لگا کر قتل کیا گیا تھا۔ یہ ممبر نہایت قابل اور تعلیم یافتہ شخص ہی اُسنے یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد یہ کہا کہ "اگر اٹلی والون سے ایسی حرکتین نہ سرزد ہوتین تو مین اُنکی بحیثیت ایک دشمن کے عزت کرتا مگر ایسی فوج کی کون شخص عزت کرسکتا ہی جو خود کو باقاعدہ پکارے اور پھر ایسے شرمناک اور سفاکانہ مظالم کی مرتکب ہو"

ایطالی سپہ سالار نے عجیب وغریب حجتین اپنے مظالم کو حق بجانب ٹھہرانے مین پیش کی تھین اُسکے خیال کے بموجب کل نخلستان کی عرب آبادی ایطالیہ کے کسی اعلان کی وجہ سے جسکو غالبًا ۹۹ فی صدی نے دیکھا بھی نہ ہوگا ایک دم سے اپنے مذہب و ملک و خلیفہ کی حمایت سے نکل کر ایطالی رعایا بن گئی جس طرح کہ جادو کے کھیل سے انسان بھیڑ بکری بنادیے جاتے ہین وہی صورت ان عربون کی تصور کی گئی میرے نزدیک خوے بدرا بہانہ بسیار کا مضمون ہی اگر حقیقتًہ اہل ایطالیہ کی یہ راے ہی تو اُنکی حماقت اور اصل حالات سے ناواقفیت کا مزید ثبوت ہی جسکی اور مثالین اگر ابتداے جنگ سے اُنکے افعال پر غور کیا جائے تو بہت سی ملتی ہین۔ بہرحال اگر جنرل کنیوا اور اُسکے ماتحت افسرون کو یقین آگیا تھا کہ اس وسیع نخلستان کے باشندون نے اپنی بندوقین حوالہ کردی ہین اور اطاعت قبول کرلی ہی تو واقعات مورخہ ۲۳۔ اکتوبر نے اُنکی آنکھین کھولدین اور اُنکے خیال کے بموجب اُنکے واسطے باعث اشتعال طبع ہوے۔ میرے نزدیک اس بغاوت کے فرو کرنیکا مناسب طریقہ یہ تھا کہ جن لوگون نے بعد اطاعت قبول کرنے کے ہتھیار اُٹھائے تھے اُنکو بعد ثبوت سزا دینی چاہیے تھی جن لوگون پر شبہ تھا اُنھین جلاوطن کردیتا کافی تھا اور کل عربون سے بجبر ہتھیار لے لینا چاہیے تھے اگر یہ طریقے اختیار کیے جاتے تو ہر شخص اُنکو قرین انصاف تصور کرتا اور گنجائش اعتراض کی نہ رہتی۔ لیکن جنرل کانیوا نے جو وحشیانہ حرکات اور

بڑا امتیاز قتل و غارت اپنی فوج سے چار روز تک کرایا اُسکے لیے کوئی معقول عذر نہین پیش کیا جا سکتا - اس شخص کا نام اسلامی دنیا اور طرابلس مین خونریزی اور سفاکی کے لیے ہمیشہ مشہور رہیگا اور نسلاً بعد نسلاً اُسپر ہمیشہ پھٹکار پڑتی رہیگی - اہل ایطالیہ کے فوجی کارنامون مین فتوحات یون ہی بہت کم نظر آتے ہین لیکن کم سے کم یہ امر امکان پذیر تھا کہ ایطالیہ کے سپاہی بزدلانہ اور وحشیانہ قتل و غارت کے الزام سے بری رہتے اور اُنکے نام کے ساتھ یہ بدنما دھبہ نہ لگتا -

۲۶ - اکتوبر کا واقعہ یہ ہی کہ عربون کی چھوٹی چھوٹی ٹکڑیون نے اٹلی کے کل مورچون پر حملہ کیا - لیکن ایک مقام پر یعنی رسالہ بارک کے قریب پچھم جانب زمانۂ قدیم کی طرح خوب دست بدست گھمسان لڑائی ہوئی یہان تک کہ دونون فریق ایسے خلط ملط ہو گئے کہ دوست دشمن کی تمیز باقی نہ رہی تمام دن اسی شور و شغب مین گذر گیا رات کو بیچارے ایطالی سپاہی تمام دن کے خستہ اپنی خندقون مین پڑ رہے - یکایک ڈھائی سو عرب مجاہدین بالو پر گھسلتے گھسلتے ان خندقون تک پہونچ گئے اور مستان خواب ایطالی سپاہیون پر ٹوٹ پڑے عربون نے اپنے خنجرون سے بہتون کو مارا اکثر سپاہی اُسوقت بیدار ہوے جبکہ موت نے اُنھین پھر سلا دیا اس طرح ایطالی فوج کا حلقہ شکست ہو گیا اور حملہ آور عرب نخلستان کے اندر پہونچ گئے اور وہان اپنی ترتیب درست کرنے کے بعد ایطالی نمبر ۸۴ پلٹن پر نشانہ بازی شروع کردی ایک کمپنی کے نصف آدمی کام آگئے اور ہر طرف مردون کے چھوٹے چھوٹے ڈھیر نظر آنے لگے - آخر کار حملہ آورون کی پیش قدمی روکی گئی اٹلی والون نے اُنکے مقابلہ کے لیے نمبر ۸۲ پلٹن کے پانچسو جوان اور نمبر چار و چالیس پلٹن کے چار سو جوان مع میکسم توپون و دو توپ خانے میدانی و بحری توپون کے بھیجدیے اور یہ سارا لشکر صرف ڈھائی سو آدمیون کو پسپا کرنے کے لیے میدان جنگ مین موجود ہوا عربون کو بوجہ دشمن کی کثرت کے اس حملہ سے بہت نقصان پہونچا اور خیال ہوتا ہے

کہ ان جانبازون مین سے شاید چند ہی بچ کر عین زارہ پہونچے ہونگے بعض ان مین سے نخلستان کے اندر سے نہ نکل سکے اور اپنے گھرون مین جہان تک وہ جان پر کھیل کر پہونچے تھے جا چھپے مسٹر ایشمیڈ بارٹلٹ بیان کرتے ہین کہ نخلستان کے قریب چند مکانون مین تیس عرب محصور ہو کر بیٹھ رہے تھے لیکن ۲۸ تک اُن مکانون پر اٹلی والے قبضہ نہ پا سکے آخرکار اُس روز سُرنگ لگا کر اُن مکانون کو اڑا دیا۔ اس رات کو دیگر ہولناک واقعات کے ماسوا اور ایک اتفاق پیش آیا یعنی ایک ایطالی توپ خانہ نے گراب بھرے ہوے گولے مجمع مین مارنا شروع کیے جس مین دوست دشمن سب گتھے ہوے لڑ رہے تھے اس واقعہ نے اُس شب کی اندوہناک خونریزی مین اور اضافہ کر دیا۔ غرض رسالہ کی بارکون اور سمندر کے درمیان دو ہزار کے قریب پیدل فوج جس مین نصف پلٹن ۱۱ نمبر برساگلیاری کی بھی شامل تھی توپخانہ سمیت تمام دن عربون کی چھوٹی چھوٹی جماعتون کا مقابلہ کرتی رہی بعض مرتبہ اسقدر قریب سے جنگ ہوتی تھی کہ گرابون کے گولے جو توپ کے منھ سے نکلتے ہی پھٹتے ہین دو سو گز کے فاصلہ سے مارے جاتے تھے۔ حقیقۃً اگر ایطالیون نے اس قسم کے گولے اتنی دور سے چلائے جیسا کہ بیان کیا جاتا ہی تو یہ واقعہ زمانہ حال کے جنگی کمالات مین شمار کیا جائیگا۔ غور کرنے کے قابل یہ امر ہی کہ یہ سب حوادثات صرف عربون کی ایک مختصر جماعت کی بدولت جنکی تعداد تین سو نفر سے کم ہو گی ظہور مین آئے اب مین یہ سوال کرتا ہون کہ اُس روز کیا نتیجہ ہوگا جبکہ نشاط ایک پانچہزار عرب جوان ایطالی مورچون پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کریگا یا اُس حالت مین کیا ہوتا اگر نخلستان مین تین روز تک اور بغاوت نہ ہوتی بلکہ ۲۶ تاریخ کی فتح کے بعد نخلستان کے عرب ہتھیار اُٹھاتے۔

کانیوا اور اُسکے مشیرون پر ۲۶ تاریخ کے واقعات کا بہت گہرا اثر پڑا اور ایسا رعب طاری ہوا کہ سرکاری طور پر ایطالی فوج کا حلقہ بوجہ غیر مدفون لاشون کے سڑنے و بدبو دینے کے کم کیے جانیکا اعلان کیا گیا یعنے یہ کہ ایطالی مورچے شہر سے اور قریب کر لیے جائینگے

اصل مین یہ بہانہ بھی ویسا ہی ہی جیسا کہ ایشیائے کوچک اور ملک عرب کے اندر فوج
اُتارنے مین ناکامی کے وقت کیا گیا تھا اُسوقت ایطالیون نے بیان کیا تھا کہ "ہم اِس
غرض سے مقامات متذکرۂ بالا پر فوج نہین اُتارتے ہین کہ ہم کو دول یورپ کے حفظ مراتب
کا بہت خیال ہی اور اُنکو ہم رنجیدہ کرنا نہین چاہتے" خیر اس بیان کی سچائی ظاہر ہے
لیکن یہ مین کہونگا کہ سلطان المعظم کی فوج کو اس سے زیادہ خوشی اور کسی بات مین نہ ہو گی
یعنی اگر اٹلی والے اپنی فوج اُنکے ملک مین اُتار دین یہ مین یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہون کہ
اُن مین سے شاید چند آدمی اپنے گھر واپس جا سکین۔

الغرض بموجب اعلان متذکرۂ بالا کے فوجی حلقہ کم کر دیا گیا۔ یورپ کی طرف
حلقۂ مصری کے سامنے سے سمندر تک جتنی خندقین تھین سب چھوڑ دی گئین اور پُرانی
خندقون سے دو تین میل شہر کے قریب نئی خندقین اور نئے حصص بنائے گئے جنگی قاعدہ
کی رو سے میری سمجھ مین نہین آتا کہ یہ حرکت کیون کی گئی ایطالیون کے ہٹنے کا صرف یہی
مطلب نکل سکتا ہی کہ اُنھون نے ڈھائی سو آدمیون کے مقابل مین شکست تسلیم کر لی
چنانچہ پیچھے ہٹنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایطالی سپاہیون کے دلون مین خوف وہراس پیدا ہو گیا
بلکہ اچھی طرح جڑ پکڑ گیا اور عساکرِ عثمانیہ کے دلون مین جرأت وہمت پیدا ہو گئی۔ اور خرابی
یہ ہوئی کہ ایطالیون کے قبضہ مین پہلے ہی زمین کیا تھی اب اور دائرۂ جنگ کم ہو گیا اور
ایطالی بیس ہزار فوج کی قیامگاہ وسعت مین کم ہو گئی درحالیکہ اُسکے درمیان ہیضہ کی
وارداتین ہو رہی تھین۔

شروع نومبر مین اٹلی والون کو قلعۂ حمیدیہ کے قریب ساحل کی جانب ایک
اور شکست نصیب ہوئی جزیرۂ سسلی سے تازہ کمک منگوائی گئی تھی جن مین نمبر ۹۳ پلٹن
بھی شامل تھی آخر اس فوج نے بیڑہ کی پناہ مین شرا شط کے قریب جہازون سے اُترنا
شروع کیا چونکہ عرب بھی تاک مین بیٹھے تھے پس اپنے بہادر حملہ آورون کا نہایت مناسب

خبر مقدم کیا صرف دو سو آدمی خشکی پر آنے پائے تھے کہ عربون نے حملہ کر دیا - اس ہلہ کے
واقعات کچھ تو ایطالی قیدیون کی زبانی کچھ ترکی سرکاری مراسلات سے دریافت ہوسے
معلوم ہوا کہ دو سو ایطالی سپاہی جو خشکی تک پہونچے تھے عربون مین گھر گئے اور ناامیدی
کی حالت مین تھوڑی دیر تک لڑا کیے آخر عرب انپر جھپٹ پڑے اور سب کو کاٹ کر رکھدیا
منجملہ اُنکے پانچ نفر خدا جانے کس طرح بچ نکلے اور قید کر کے جبل غاریان بھیجدیے گئے مین نے
سنا کہ انکو ترکون کے بھیس مین یہان تک پہونچایا گیا مجھ سے اور اُن قیدیون سے بڑے
دن کے روز ملاقات ہوئی تھی -

۷ نومبر تک اٹلی والون کے پاس طرابلس مین تازہ مدد آگئی اور اسوقت تک جنرل
فرگونی کے پاس تیس ہزار سپاہی جنگ مین شریک ہونے کے قابل جمع ہو گئے لیکن بوجہ
بارش کے تمام خندقین پانی سے بھر گئی تھین بند وقچیون کے لیے جو گڑھے کھودے گئے
تھے پانی سے پر ہو گئے تھے اور میگزین کی گاڑیون کا چار قدم چلنا دشوار تھا اسوجہ سے
۲۶ نومبر تک کوئی پیشقدمی عمل مین نہ آئی آخر کار یہ ٹڈی دل آگے بڑھا اور ۲۶ - اکتوبر
یعنی اس واقعہ کے ایک ماہ پہلے جو نخلستان کا مشرقی حصہ اٹلی کی فوج اپنی گھبراہٹ
مین چھوڑ بھاگی تھی اسکو پھر فتح کرنے کی دل مین ٹھانی ایک دستہ فوج کا عین زارہ کی
طرف ترکون کے مقابلے کے لیے بڑھا تاکہ ترکی فوج متعینہ عین زارہ نخلستان کی عرب جماعتون
کی مدد نہ کر سکے پورب کی جانب رسالہ بارکون سے لیکر سمندر کے کنارے تک تین پلٹنین
اور دو رسالے مع بارہ ضرب میدانی توپون اور دو ضلع کوہی توپخانون کے ایک حلقہ باندھکر
آگے بڑھے اور محض بوجہ کثرت کے عربون کی متفرق جماعتون کو جو نخلستان کے مختلف
حصون پر قابض تھین پیچھے ہٹا دیا - اٹلی والون کی پیشقدمی کا مقابلہ نہایت ثابت قدمی
کے ساتھ چاول چاول زمین پر کیا گیا اور گو عرب پیچھے ہٹ گئے مگر اسوقت جبکہ ایطالی
فوج مین ایک سو بیس سپاہیون کو نشانہ بنا چکے - الغرض ۲۶ کی شام تک اٹلی والون نے

اپنے پرلسنے موا جون تک قبضہ حاصل کر لیا جنھین انکو چھوڑنا ہی نہ تھا اور اب اُنکے حلقہ کے اندر رسالہ بارکین مدرسہ زراعت اور قصبۂ شراشط آگیا لیکن اسوقت تک نہ تو ایطالی فوج نے ہینی پر قبضہ پایا نہ قلعۂ مصری فتح کیا مگر ایک عمارت پر جو قلعۂ مصری کے بالکل قریب تھی قبضہ پا گئے اور چند روز دونون فریق ایک دوسرے سے نہایت قریب مقابلہ مین اڑے رہے۔

اٹلی والون نے ۲۶ نومبر کی لڑائی کے بعد بموجب اپنے بیان کے چند لاشین ایسی پائین جنکی ہیئت بگاڑی گئی تھی اور بعض ایسی لاشین ملین جو دفن کرنے مین کچھ کھلی رہ گئی تھین انھین لاشون کے متعلق ایطالیون نے فوراً راے قائم کر لی کہ ایطالی قیدی زندہ دفن کر دیے گئے تھے۔ حالانکہ ان مشاہدات سے یہ نتیجہ ہرگز نہین نکل سکتا کیونکہ یہ ممکن ہی کہ ترکون نے بخیال حفظ صحت ان لاشونکو دفن کر دیا ہو اور جنگ کی حالت مین یہ ظاہر ہی کہ تجہیز و تکفین مین کسقدر عجلت سے کام لیا جاتا ہی جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہی کہ دفن کے قواعد پر عمل نہین ہو سکتا۔ مثلاً مقام بلمانٹ کا جی مین بوئرون کی لاشین اسطرح دفن ملین جن مین سے بعضون کے سر اور بعض کے پیر نکلے رہ گئے تھے۔ ایطالیون کی راے کی تردید مین ایک مضمون نگار نے اخبار ریلیکوڈ مین خوب لکھا ہی کہ ایطالیون کا بیان بالکل جھوٹ ہی کیونکہ طرابلس مین شدید اور تیز دھوپ کی وجہ سے ایک ماہ کامل کوئی لاش مسلم نہین رہ سکتی پس کسی طرح ایطالی مردون کے چہرے ایسی حالت مین نہ ہونگے جن سے اُن شدائد کے آثار معلوم ہو سکین جو زندہ دفن کیے ہوے مردہ کے چہرے یا کھلی ہوئی لاشون کے معائنہ سے ظاہر ہو سکتے ہین۔ تاہم یہ قیاس مین آ سکتا ہی کہ بعض لاشون کے ساتھ ممکن ہی کہ ایسی حرکتین عمل مین آئی ہون لیکن یہ کام ترکی سپاہیون کا نہین ہی کیونکہ سلطان المعظم کی فوج بھر مین کوئی شخص ایسا نہین ہی جس مین اس قسم کی وحشیانہ حرکتین ہون۔ البتہ یہ فعل عربون کا ہوگا جسے کوئی شخص اچھا نہین کہہ سکتا لیکن جس طریقہ سے کہ ایطالیہ نے

حاشرات مجائی ہی اور جن الفاظ مین اظہار نفرت کیا ہی اُن سے ظاہر ہوتا ہی کہ یہ قصے بنائے
ہوسے ہین اور اس شور وشغب مین صاف بناوٹ کی بو آتی ہی۔ میرے خیال مین وہ قوم
جو کہ چار ہزار نفوس کا قتل بلا امتیاز زن ومرد وصغار وکبار جائز ٹھہرائے اور اپنے عیسائی
سپاہیون کو ان افعال کے ارتکاب مین حق بجانب جانے اُس قوم کو کوئی حق نہین
ہی کہ وہ غریب اور جاہل عربون کو محض چند لاشون کی حیثیت بگاڑنے پر الزام دے
اس واقعہ کے بعد یعنی عربون سے طرابلس کے پچھم جانب نخلستان خالی
کرانے کے بعد اٹلی والون کی کچھ ہمت بڑھی اس لیے اُنھون نے ۲۶ دسمبر کو مزید فتوحات
حاصل کرنے کے خیال سے بہ نسبت سابق اور زیادہ تعداد کے ساتھ پیشقدمی شروع
کی چنانچہ اُس روز طلوع آفتاب سے پہلے عین زارہ وہ بگرعربی مورچون پر بحری توپون
سے نہایت سخت اور لگاتار گولہ باری کی بعد ازان ایطالی فوج کے تین مسلم دستہ اُس
روز کی جنگ مین حصہ لینے کے لیے آگے بڑھے۔ ایک دستہ سیدی مصری مین کمک ہونچانے
کی ضروریات کے لیے تعینات کیا گیا دوسرا دستہ تمام دن عربون سے سخت جنگ کرتا
رہا عربون نے ترکی کیمپ کے پورب جانب سے کئی بار سخت حملے کیے جسکا نتیجہ یہ
ہوا کہ شام ہوتے ہوتے ایطالیون کو اُنکے مورچون تک مار بھگایا۔ ایطالیون کے
داہنے بازو کی طرف سے پندرہ ہزار جوانون کا ایک مسلم دستہ اس غرض سے آگے بڑھا
کہ عین زارہ کے بائین جانب والے کمزور مورچون کو توڑ دے۔ واضح رہے کہ عین زارہ
پر حملون کی بابت جتنی خبرین مشہور کی گئی ہین نیز یہ کہ برساگلیاری پلٹن کے دلیرانہ حملون
سے میدانی توپون پر قبضہ حاصل کیا گیا یہ سب کی سب قابل مضحکہ اور بنائی ہوئی محض
جھوٹ داستانین ہین۔ نیز یہ بھی بالکل جھوٹ ہی کہ عین زارہ مین آٹھ ہزار فوج کو شکست
دیکر بھگا دیا گیا میرا قول تو یہ ہی کہ اگر آٹھ ہزار کیا آٹھ ہزار کے نصف بھی ہوتے تو وہ
بخوشی دشمن کی آمد کا انتظار کرتے بلکہ پندرہ ہزار ایطالیون کی پیشوائی کچھ آگے بڑھ کر

عمل مین لاتے غرض جب ترکی سپہ سالار نے دیکھا کہ اُسکے بائین بازو کی جانب کثیر تعداد فوج کی بڑھ رہی ہی اور رفتہ رفتہ یہ لشکر اُسکی پشت پر پہونچکر راستہ روک دیگا تو اُسنے بلحاظ اپنی قلت تعداد کے یہ مناسب جانا کہ پیچھے ہٹ جائے پس اسی بنا پر اُسنے واپسی کا حکم دیدیا اور ترکی فوج ۴ بجے شام سے اپنے موجودہ مورچون کی طرف نہایت اطمینان سے ہٹنا شروع ہوئی جسوقت نشاط بک کا حکم اُسکے داہنے بازو کی طرف عربون کو بھیجا تو اُنھون نے نہایت کبیدہ ہوکر مخالفت کی کیونکہ یہ ریگستان کے رہنے والے جنگجو اسوقت تک ایطالیون سے پسپانہ ہوے تھے بلکہ دشمن کو ہمیشہ نیچا دکھاتے رہے تھے لہذا ایسے دشمن کے مقابلہ مین پیٹھ پھیر کر جانا اُنھین بہت گران گذر رہا تھا آخر بہت رد و قدح کے بعد یہ لوگ بھی ہٹ گئے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ ایطالیونکو پسماندہ توپون پر قبضہ کرنے مین ہمیشہ بڑی خوشی ہوتی ہی چنانچہ جب ترکون نے طرابلس مین چند توپین چھوڑدی تھین تو اُنکی تصویرین بالتکرار ہفتون تک چھپی تھین اور توپون پر قبضہ پانے کی داستانین مدتون تک بیان ہوئی تھین اُسی طرح اس موقع پر بھی ترکون نے آٹھ میدانی توپین چھوڑ دین اور ویسی ہی خوشی منائی گئی اصل مین توپین نہ لیجانے کا سبب یہ تھا کہ ان توپون کا گولہ بارود ترکون کے پاس چُک گیا تھا نیز یہ سبب بھی تھا کہ توپون کا بالو مین لیجانا محال تھا کیونکہ طرابلس کی زمین پر ساڑھے سات سیر گولہ والی توپ کو اُنیس گھوڑے کھینچتے ہین اور ایک توپ کو جیج پر چڑھانے اور موقع پر نصب کرنے کے لیے سیکڑون آدمیون کی ضرورت پڑتی ہی۔

عین زارہ چھوڑنے کے پہلے متذکرۂ بالا توپون کو ترکون نے بیکار کردیا تھا اس لیے وہ دشمن کے کام نہین آسکتین تعجب ہی کہ اس موقع پر پندرہ ہزار ایطالیونکی فوج موجود تھی مگر باوجود کثرت کے اس لشکر نے رمق برابر ترکون کا تعاقب یا اُنکے راستہ روکنے کی کوشش نہین کی میرا یہ سوال ہی کہ آخر ایطالیون کا رسالہ کیا کرتا رہا؟

کیا ایسی حالت مین بجز ایطالیون کے اور کوئی یورپ کی فوج دشمن کو ہاتھ سے نکل جانے دیتی اور اپنے سوارون سے یلہ کرکے ترکون کے ہٹنے کے وقت مشکلات اور دشواریان نہ پیدا کرتی لیکن متذکرۂ بالا طریقہ اختیار کرنے کے بجاے یہ پندرہ ہزار سورما سپاہی خالی ترکی کیمپ مین بھر ہوے۔ اور پس ماندہ توپین کچھ چارپائیان اور دیگر معمولی سامان پر قبضہ کر لیا۔ ترکون کو خوب حال معلوم تھا کہ اُنکے حملہ آور کس پتہ کے انسان ہین اسوجہ سے وہ نہایت آہستہ آہستہ اور اطمینان کے ساتھ اپنے موجودہ مقام کی طرف روانہ ہوے اور صحیح سلامت پہونچ گئے کچھ حصہ فوج کا مع افسران اسٹاف آدھی رات تک چل کر آخر تش عزیزیہ پہونچ گیا۔

ترکون کے ہٹنے کا سبب یہ ہی کہ نشاطایک کو نہ بوجہ خوف کے بلکہ مجبوراً اپنی جگہ چھوڑنا پڑی یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ ترکون کی نقل و حرکت محض دشمن کی کثرت کے باعث عمل مین آئی جسنے نشاطایک کے بائین بازو پر کثیر التعداد فوج لیکر دباؤ ڈالا تھا بلکہ ان اسباب کے علاوہ ایک اور قوی وجہ یہ طریقہ اختیار کرنے کی تھی صورت معاملات یون تھی کہ اگر ایطالی فوج متذکرۂ بالا قسم کا دباؤ نہ بھی ڈالتی جب بھی ایک نہ ایک دن ترکی فوج اندرون صحرا مین خود ہٹ کر پڑاؤ ڈالتی۔ کیونکہ عربون مین یہ صفت تو ضرور ہی کہ وہ ہمیشہ دشمن کے قریب پہونچنے کی کوشش کرتے ہین تاکہ دست بدست جنگ کا موقع ہاتھ آجاے مگر ساتھ ہی اسکے وہ ابھی تک گولون کی آتشباری کے عادی نہین ہوے تھے جنکے متواتر پھٹنے سے سارا کیمپ نمونۂ دوزخ بنا رہتا تھا مین یہ نہین کہتا کہ عرب جان کے خوف سے گولہ باری سے ڈرتے تھے مگر چونکہ گولے پھٹنے کی آواز بہ نسبت اُن زخمون کے جو گولون سے پہونچتے ہین زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہی اس لیے ہر وقت ہوا کا تموج اور کان پھوڑنے والی آوازین عربون کو پریشان اور خوف زدہ رکھتی تھین مزید بران جب کوئی قلعہ شکن گولہ آکر پھٹتا تھا تو بالو کے ڈل بادل تمام میدان مین چھا جاتے تھے

پس یہ سب کیفیتین باعث اضطراب تھین ہین نے خود عربون کو گھبرا گھبرا کر ۱۲- انچھ قطر کا
گولہ پھٹنے کا حال بیان کرتے سنا اور بڑے بڑے گرا ہے جوان گولون کے پھٹنے سے
بالومین پڑ گئے تھے دکھاتے اور بتلاتے دیکھا- یہ حالت دیکھکر مجھے خیال آیا کہ اصل
مین ان گولون نے کسی کو نقصان نہین پہونچایا- لہذا غریب بدوون کو محض ڈرانے
کیلئے اسقدر صرف کثیر برداشت کرنا عقلمندی کا فعل نہین ہی- اب جس مقام پر ترک ہین
یہ موقع بحری توپون کی زد سے محفوظ ہی لیکن یہ خیال کرنا چاہیے کہ وہ دشمن سے منھ
موڑنے کے لیے یہان آپڑے ہین کیونکہ حملۂ خندق بنی عشیر سے ثابت ہوچکا ہی کہ وہ
دشمن کے مقابلہ کے لیے بلا لحاظ کثرت وقلت کس قدر مستعد ہین- نیز ترکی چوکیان بھی
شہر طرابلس کے بہت قریب ہین اُنکی قربت ۲۰ جنوری کے واقعہ سے ظاہر ہوتی ہے
جبکہ ترکون نے موضع غرغریش پر حملہ کیا تھا اور اٹلی والون کو پچاس نفر کے نقصان کے
ساتھ موضع مذکور کے بیرونی نیم تعمیر کردہ دُھسون سے پسپا کردیا تھا-

۷ دسمبر کا واقعہ ہی کہ ترکی مستقر مین اٹلی والون کی پیشقدمی کی خبر پہونچی یہ بھی
معلوم ہوا کہ دشمن ترکون کے داہنے بازو کی جانب بڑھ رہا ہی- یہ خبر پہونچتے ہی نشاط
بک بھمراہی افسران اسٹاف صنعت بنی آدم کی جانب روانہ ہوگئے وہان پہونچکر اس خبر کو
صحیح پایا- معلوم یہ ہوا کہ سورج نکلتے ہی ایک ایطالی دستہ قلعۂ حرف سی کی خندقون سے
باہر نکلا اور غرغریش والی سڑک پر مغرب کی جانب رُخ کیے ہوے آگے بڑھا- اس
دستہ مین جو دیکھ بھال کے لیے تیار ہوکر نکلا تھا ۵۰ نمبر والی پلٹن اور کچھ حصہ ۳۷ نمبر کی
پلٹن کا چار سو سوار اور خچرون کا ایک توپ خانہ شامل تھا یہ دستہ نہایت احتیاط کے
ساتھ آگے بڑھا اور آخر سنسور پہونچ گیا جہان پر صرف ایک ترکی چوکی تھی جس مین چار
جوان پہرہ کے لیے مقرر تھے یہ لوگ ایطالیون کو آتے دیکھکر اپنی جگہ سے ہٹ گئے اور
اُنھون نے قبضہ کرتے ہی تارکاٹ ڈالا اور تار گھر کو مسمار کردیا ان تارون کے کٹنے سے

زوارہ کے ساتھ سلسلۂ نامہ و پیام منقطع ہو گیا لیکن بعد کو مجھے معلوم ہوا کہ پھر تار کی مرمت ہو گئی چنانچہ زاویہ مین میرا اُس شخص کا ساتھ ہوا جو مرمت کرنے والے کو دس پاؤنڈ (ڈیڑھ سو روپیہ) اجرت دینے جاتا تھا - میری رائے مین اٹلی والوں کے سوا اور کوئی فوج دنیا مین ایسی نہین ہے جسے سنسور جیسے غیر محفوظ نزدیک اور فوجی کاروائی کے لحاظ سے آسان مقام پر دو مہینے تک حملہ کرنے کی جرأت نہ ہو - خیر اس سے فراغت پاکر اٹلی والے ڈرتے ڈرتے سنسور کے دکھن طرف بڑھے تھوڑی دور گئے ہونگے کہ یکایک ترکی باقاعدہ سپاہیون کی ایک چوکی سے سامنا ہو گیا جس مین چھ بیس نفر سپاہی موجود تھے منجملہ اُنکے ایک شخص ایطالیون کے آنے کی اطلاع پاتے ہی صنعت بنی آدم کی طرف اس حملہ کی خبر کرنے کو روانہ ہو گیا تھا باقی اُنیس آدمی اپنی جگہہ پر جمے رہے اور دشمن کو زد پر آتے دیکھ کر بندوق بازی آغاز کر دی مگر دشمن مع سازو سامان پیچھے ہٹ گیا - مین اس واقعہ کے روز ترکی کیمپ مین موجود تھا اور مین نے تمام افسرون اور سپاہیون کو اٹلی والون کے انتہاے بودے پن پر ہنستے اور مضحکہ اُڑاتے دیکھا - وہ کہتے تھے "ہمین امید تھی کہ ایطالی صنعت بنی آدم پر حملہ کرینگے اور ہم کو بیحد اشتیاق تھا کہ لڑنے کا موقع ہاتھ آئیگا مگر ایسی قسمت کہان!" مین نے اس حملہ کی کارگذاری صرف یہ دیکھی کہ نجمرون کے توپ خانہ سے ۱۵ گولے ترکی کیمپ پر چلائے گئے جو کیمپ سے ایکہزار گز کے فاصلہ پر پھٹا کیے اور اسی طرح بیکار ضائع کیے گئے شام کو معلوم ہوا کہ ایطالی والون نے سنسور بھی خالی کر دیا اور اپنے پرانے مورچون پر خندقون کی پناہ مین جا چھپے - اخبار مارننگ پوسٹ کا نامہ نگار مقیم مالٹہ اس مہم کے متعلق نہایت مضحکہ انگیز بحث کرتا ہے وہ لکھتا ہے کہ "اس دیکھ بھال والی مہم کا یہ نتیجہ ہوگا کہ آئندہ طرابلس کی پچھیم جانب سے ہتھیار و دیگر سامان جنگ کا خفیہ طور سے پہونچنا بند ہو جائیگا" لیکن نامہ نگار مذکور یہ نہین سمجھا سکا کہ سنسور تک آکر واپس جانے اور بیدرہ گولہ

چلانے سے یہ نتیجہ کیونکر نکل سکتا ہے۔
ایطالیون کے جواب مین ترکون نے بھی ۱۶ دسمبر کو عربون کی ایک معقول جمعیت مقام صنعت بنی آدم مین جمع کی میرے خیال مین غالبًا یہ مہم طرابلس پر حملہ کرنے کے لیے تیار کی گئی تھی لیکن ترکون اور عربون کو انتظار نہین کرنا پڑا نہ ایطالیون کی تلاش مین جستجو کرنا پڑی کیونکہ ۱۹ دسمبر کو دشمن نے ترکون کے بائین بازو کی طرف جدید پیشقدمی کثیر فوج لیکر شروع کی۔ ۴ دسمبر سے یعنی جب سے کہ ایطالیون نے ترکون کے بائین بازو کو دبایا تھا اور ترک عزیزیہ مین ہٹ آئے تھے دشمن کا یہ عالم تھا جیسے ساون کے اندھون کو ہرا ہرا سوجھتا ہی یعنی ایطالیون کو فتح کے خواب نظر آتے تھے۔ ایطالی افسر اور نامہ نگار نہایت فخر و مباہات کے ساتھ ہوا باندھتے تھے کہ اب ہمین اسوقت تک جنگ کرنے کی ضرورت نہ پڑیگی جب تک کہ جبل غاریان پر ہمارا قبضہ نہ ہوجائیگا۔ چنانچہ اس خیال کے بموجب انھون نے عین زارہ کو بہت محفوظ کرلیا تھا۔ تختون کی متوازی دیوارین بناکر درمیان کی جگہ ریت اور کنکرون سے بھر دی تھی اور سابق عثمانی کیمپ کی حفاظت کے لیے چودہ ہزار جوانون کی جمعیت یعنی ایک مسلم دستہ (ڈویزن) فوج کا متعین کردیا تھا قبل واقعۂ جنگ بیان کرنے کے ایطالیون کی کوتاہ اندیشی ظاہر کردینا مناسب ہی یعنی اگر موسم کی خرابی کی وجہ سے ہوائی جہازون سے ایک ہفتہ تک کام نہین لیا جاسکتا تھا مگر انکی جگہ پر سوارون سے کام لینا چاہیے تھا اور ایطالی رسالہ فوج کا فرض تھا کہ اصل واقعات اور حالات کی خبر رکھتی اسکو معلوم رہنا چاہیے تھا کہ جس فوج نے ۴ دسمبر کو نہایت سخت مقابلہ کیا تھا وہ ابھی تک صحیح و سالم موجود ہی بلکہ علاوہ محفوظ ہونے کے تعداد مین بھی ترقی کی گئی ہے۔ نیز اس فوج کا دائرہ کارزار بہت وسیع ہوگیا ہی جسکا مرکز عین زارہ سے صرف پندرہ میل کے فاصلہ پر واقع ہی۔ برعکس اسکے ایطالیون کا قیاس تھا کہ چند کمزور فوجی چوکیان جو ترکون نے عزیزیہ اور عین زارہ کے درمیان قائم

کر رکھی ہین اُنسے کسی شدید مخالفت یا مقابلہ کی امید نہین ہی مگر اُنکا قیاس بالکل غلط ثابت ہوا اور اُنکو اس قیاس کی بدولت اچانک صدمہ برداشت کرنا پڑا - ایطالی اس جنگ کی بنا یہ بیان کرتے ہین کہ ۱۸ تاریخ جانچ عرب ترہونہ کے قرب وجوار کے رہنے والے عین زارہ آئے اور اُنھون نے ایطالیون سے فریاد کی کہ اندرون ملک سے بدو جو آتے ہین وہ اُنکو لوٹ لیتے ہین اور طرح طرح کی زیادتیان کرتے ہین لہذا ایطالی اُنکی حمایت کرین اور بدوون سے نجات دلوائین - مجھے اس قصہ کی اصلیت نہین معلوم ہوسکی ممکن ہی کہ یہ عرب ترکونکے جاسوس ہون جو ایطالیونکو اپنے دام مین گرفتار کرنے گئے ہون یا واقعی ایطالیوں سے مدد طلب کرنے گئے ہون بہرحال جنگ ختم ہونیکے شام کیوقت ان عربون سے تین شخصونکی لاشین گولیوں سے چھلنی پائی گئین معلوم ہوا کہ ان تینون آدمیون نے راستہ بتانے کی خدمت اپنے سر لی تھی اُنکی حالت سے ثابت ہوتا تھا کہ ایطالیون کو جب اُنکے فریب کا یقین ہوگیا تو ان عربون کو گولی ماردی گئی - بہرحال ان عربون کے بیان پر تھوڑی فوج بماتحتی کرنل فارا بیر طوبر اس کی جانب بدو لٹیرون کے مقابلہ کے واسطے روانہ ہوئی اور سورج نکلنے کے پہلے تین پلٹنین پیادون کی ایک رسالہ تین خچرون کی توپین و متعدد میکسم قسم کی توپین عین زارہ سے باہر نکلین - اس فوج کے پیادہ سپاہیون کے حصہ مین ۱۱ نمبر برسا گلیاری پلٹن بھی شامل تھی جسکی باربرداری کی گاڑی جو غنیمت مین آئی تھی مین نے عزیزیہ مین خود دیکھی - یہ فوج ایسی بُری گھڑی چلی تھی کہ ابتدا سے اسکو طرح طرح کے مشکلات کا سامنا رہا - ترہونہ کو جو راستہ گیا ہی اُسکا نشان بالو پر بہت خفیف جا بجا معلوم ہوتا ہی اس سبب سے یہ لوگ اکثر راستہ بھول گئے اور کئی مرتبہ راستہ کی تلاش مین آگے بڑھ کر پلٹے جسکے باعث سے راستہ کٹنا دشوار ہوگیا - اس اثنا مین ترکون کو بمقام فندق بنی عشیر ایطالیون کی پیشقدمی معلوم ہوگئی اور جو عرب اس مقام کی حفاظت کے لیے متعین تھے اُنکی مدد کے لیے اور جوان دوسری چوکی سے جو ۵ میل کے فاصلہ پر تھی بھیج دیے گئے - پس جیسے ہی عربون نے ایطالیون کو آتے دیکھا اُسی وقت سے

پریشان کرنا شروع کیا جدھر رُخ دیکھا اُس جانب بالو کے ٹیلون مین اِدھر سے اُچک کر اُدھر جا پہونچے اور جہان زد پائی دشمن کو نشانۂ بندوق بنایا جسوقت سے دن نکلا اُسوقت سے ان حملون کے تواتر اور شدت مین ترقی ہوتی گئی اور ایطالی سپاہی کام آتے گئے لیکن اُنکو دشمن کی ایسی مجتمعہ قوت کے مقابلہ کی کوئی تدبیر نہ بن پڑی نہ بوجہ دشمن کی پوشیدگی کے کوئی بدلہ لے سکے۔ جب فندق بنی عشیر تھوڑی دور رہگیا تو کرنل فارا نے کسی سبب سے یعنی میرے نزدیک ترکی کیمپ واقعۂ مقام مذکور کے بازو پر حملہ کرنے کے لیے اپنی فوج کو یکایک اپنی بائین جانب مُڑنے کا حکم دیا لیکن اُسوقت تک عربون اور چند ترک سپاہیون کے متواتر حملون اور قدر اندازی نے اطالیون کے حواس بگاڑ دیے تھے اسواسطے اب وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگے پھر تھوڑی دیر کے بعد ٹھہر گئے اور آخر کار پسپا ہونے لگے لیکن اب ایک نئی مشکل پیش آئی یعنی یہ کہ ایطالیون نے وقت اور فاصلہ اور سمت کا صحیح اندازہ کرنے مین غلطی کی تھی کیونکہ ملک طرابلس کے اندر عموماً اس زمانہ مین آفتاب ساڑھے چار بجے غروب ہوجاتا ہے اور گھنٹہ بھر کے اندر سب مقامات مین تاریکی چھا جاتی ہے چاندنی کا زمانہ بھی نہ تھا نہ اور کوئی روشنی تھی بجز گاہ گاہ افق کی جانب بجلی کی چمک یا بندوق دغنے کی لپک کے لہذا اس تاریکی کی بدولت اٹلی والے بالکل راستہ سے بھٹک گئے۔ اس حالت سے ترکی فوج کے سردار نے بہت فائدہ اُٹھایا اُسنے اپنے عرب مددگارون کو چھوٹی چھوٹی ٹکڑیون مین تقسیم کر کے دشمن کے دونون بازو اور پشت کی جانب سے گھیر لیا۔ اب ایطالی چارون طرف سے نرغہ مین آگئے اور عربون نے اللہ اکبر کے نعرے مار کر حملہ شروع کر دیا آخر کار تکبیرون کی دل ہلا دینے والی صدا سے جو توپون کی گرج تلوارون کی جھنکار اور بندوقون کی آواز سے بھی بلند تھی ایطالیون کو حواس باختہ کر دیا اور وہ بھاگ نکلے لیکن اُنکے سردار یعنی کرنل فارا نے بڑی جوانمردی سے اپنے حواس درست رکھے اور اپنی اور اپنے افسرون کی جان توڑ کوششون سے اپنی فوج کو منتشر نہین ہونے دیا یہان تک کہ ہٹتے ہٹتے ایک ٹیکرے پر سب سے کے

ساتھ جا پہونچا اور وہان رات بسر کرنے کی غرض سے خندقین کھودلین اور اپنی توپون کو گھوڑے کھلوا کر موقع سے نصب کر دیا۔

باوجود اس انتظام کے ایطالیون کی حالت خطرناک تھی۔ ساٹھ نفر فازانی عرب ایطالیون کے بائین طرف سے چکر لگا کر پشت کی جانب جا پڑے تھے اور سمت شمال سے سلسلۂ آمد و رفت منقطع کر دیا تھا دوسری جماعت عربون کی اس ٹیکرے کو جنوب کی طرف گھیرے پڑی تھی۔ میرے نزدیک عرب مجاہدین مین سب سے زیادہ ہوشیار چالاک اور جنگجو فازان کے رہنے والے ہین یہ لوگ نہایت چالاکی سے نقل و حرکت کرتے اور لڑتے ہین غرض نصف شب تک ایطالی ہر طرف سے گھر گئے اور اُنکو بجز ایک جانب کے اور کوئی راستہ نکلنے کا نہ رہا جسے عربون نے اپنی غلطی سے کھلا رہنے دیا تھا۔ اس راستہ کا پتہ دشمن کو عجیب طرح چلا سنا جاتا ہی کہ برساگلیاری پلٹن کا ایک چھوٹے درجہ کا افسر جسوقت کہ فوج روانہ ہوئی ہی شہر یعنی طرابلس مین کچھ کام سے بغرض خرید و فروخت گیا تھا اور وقت پر عین زارہ واپس نہ آسکا تھا جسوقت واپس آیا اور اپنی پلٹن کو نہ پایا تو افسوس کی حالت مین صحرا کی طرف اپنے ہمراہیون کی تلاش مین تنہا روانہ ہوا۔ آخر چلتے چلتے بندوق کی آواز پر کان لگاتے لگاتے اُس نوجوان افسر کو اپنی فوج کا پتہ چل گیا۔ اسوقت اندھیرا ہوگیا تھا لیکن حُسن اتفاق سے یہ افسر اُسی طرف سے اپنی فوج مین جا پہونچا جس طرف کہ پچھم جانب راستہ کھلا ہوا تھا۔ اس افسر کی آمد ایطالیون کے لیے بہت غنیمت ہو گئی کیونکہ اُسوقت تک کرنل فارا اور دیگر افسرون کو خیال تھا کہ اُنکو عرب مجاہدین اور ترک پیادہ فوج نے چارون طرف سے گھیر لیا ہی یہ حالت دیکھ کر اس بہادر اور منچلے افسر نے بغرض مدد لانے کے عین زارہ واپسی کا قصد کیا لیکن روانگی کے بعد صرف تین چار فرلانگ مسافت طی کی ہوگی کہ ایک عرب کی گولی سے اُسکا گھوڑا کام آگیا کسی نہ کسی طرح دوڑتا ہوا پھر اپنی

سلہ فازان کو طرابلس کا ایک صوبہ ہی اور جانب جنوب واقع ہی ۱۲

فوج مین آملا اور دوسرا گھوڑا لیکر اس کھلے راستہ سے عین زارہ کی طرف صحیح سلامت
چلدیا جب عین زارہ آدھی دور رہ گیا تو اندھیرے مین پتھرون پر ٹھوکر کھاکر گھوڑا گر پڑا اور
ٹانگ ٹوٹ گئی اسوقت یہ شخص پیدل روانہ ہوا آخر کار اپنی پلٹن برساگلیاری کی ایک چوکی
سے گھوڑا لیکر اس وحشتناک خبر کو عین زارہ تک پہونچایا میرے نزدیک اس بہادر
افسر کو نشان جسارت جس طرح ہمارے یہان وکٹوریہ کراس ہے (صلیب وکٹوریا) اور
اٹلی مین جو نشان اس عزت کے مساوی ہو عطا کرنا چاہیے۔ لیکن اس اثنا مین اُس پہاڑی
پر جس پر اٹلی والے محصور تھے اور حالت خراب ہو گئی تھی زخمیون اور مردون کا ڈھیر لگا تھا
اسپر بھی عربون کے حملے ہر طرف سے ہو رہے تھے نہ اٹلی والون کو راستہ کی خبر تھی نہ توپخانہ
کی جسکے استعمال کا انکو بہت شوق ہے مگر اسوقت کام مین نہین لایا جا سکتا تھا لہذا اُنکی حالت
نہایت نازک اور مایوسانہ ہو گئی تھی پس وہ فوج جو طرابلس سے صبح کے وقت عربون کی
گوشمالی کے واسطے روانہ ہوئی تھی اپنی جان لیکے بے سر و پا بھاگ کھڑی ہوئی یعنی جو فوج فاتح
بننے گئی تھی بھگوڑی ثابت ہوئی۔ کرنل فارا نے جنگ کے واسطے بہت عمدہ موقع تجویز کیا
تھا [illegible] کا سامان بھی کرلیا تھا اور میکسیم (جلد چلنے والی کلدار توپین) توپون
کے چلانے کے لیے میدان بھی اچھا مل گیا تھا لیکن انکی فوج اُکتا گئی تھی لہذا اس بہادر
کرنل کو خلاف اپنے ارادہ یعنی صبح تک قیام کرنے کے واقعات سے مجبور ہو کر جگہ چھوڑنا
پڑی کیونکہ سپاہیون کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ قدم اُکھڑ چکے تھے اور عین زارہ کی جانب
بھگدڑ شروع ہو گئی تھی لہذا کرنل نے بھی واپسی کا حکم دیدیا مگر اس واپسی مین آگے چل کر
بھگدڑ مچ گئی اور اطالی سپاہی صحرا کے اندر تاریکی مین بھاگتے ہوئے شمال کی جانب روانہ ہوئے
کرنل فارا کے باقی سپاہیون سے صبح کے وقت اس ملکی فوج سے مڈبھیڑ ہوئی جو عین زارہ
سے روانہ کی گئی تھی اور آخر چھ گھنٹہ کے بعد وہ بھی منزل پر جا پہونچے۔
اس شکست مین اطالیون کے نقصان کا اندازہ کرنا بہت مشکل ہے۔ مجھے موجودہ

زمانہ کی جنگون مین سے کسی مین تعداد مقتولین ومجروحین کی نسبت اسقدر غلط بیانی کا تجربہ نہین ہوا جسقدر آج طرابلس مین کی جاتی ہی اور عمداً کی جاتی ہی- ترک افسر اس امر مین ایک طرح سے مجبور ہین کیونکہ بعض موقعون پر اُنھین محض عربون کی خبرون پر اعتبار کرنا پڑتا ہی اور عربون کی فطرت ہی کہ وہ اپنے بیان مین نہایت مبالغہ سے کام لیتے ہین اسقدر کہ اُنکی باتین سنکر انسان کی نیچے کی سانس نیچے اور اوپر کی اوپر رہجاتی ہی- مثلاً ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہی کہ ۲۶ دسمبر کو ایک عرب عزیزیہ مین یہ خبر لیکر آیا کہ وہ بھراہی ایک جندرمہ کے (پولیس کا سپاہی) اس غرض سے بھیجا گیا ہی کہ قصبۂ خمس کے چھِن جانے کی خبر کرنے اور یہ کہ پولیس والے کے پاس ایک مراسلہ بھی ہی جس مین متذکرہ بالا حالات درج ہین پولیس کا سوار اسوجہ سے پیچھے رہ گیا کہ اُسکا گھوڑا لنگ کرنے لگا تھا مگر اُسنے مراسلہ عرب کو نہین دیا- دوسرے روز پولیس کا سوار آیا لیکن اُسکے پاس کوئی مراسلہ نہ تھا اور سارا قصہ بقول فتحی بک کے "عربون کی داستان بافی" ثابت ہوئی- پس جس موقع پر مسلمانون کی فتح اور اطالیون کی شکست کا بیان بحوالہ کسی عرب راوی کے کیا جائے تو سمجھ لینا چاہیے کہ اُس مین بہت کچھ نمک مرچ لگایا گیا ہی- تاہم اس جنگ کے متعلق مجھے صحیح حالات معلوم کرنے کا موقع ملا کیونکہ مین مقام جنگ سے بہت قریب ٹھہرا تھا اور دوسرے روز مین نے ترک افسرون سے اس پیرایہ جنگ اور اطالیون کی شکست کے حالات دریافت کیے جنکو دشمن کے نقصان کا صحت کے ساتھ اندازہ کرنے کا موقع ملا تھا اُنکے بیان کے بموجب یہ دریافت ہوا کہ بہت سے اطالی پیادہ سپاہی اور توپچی کام آئے اور یہ تو مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ عرب لوگ دوسو بندوقین اور کچھ میگزین کیمپ مین لائے علاوہ اسکے ڈھیر کے ڈھیر جوتون اور اطالی ٹوپیون کے جو غالبًا یا تو میدان جنگ مین پڑے ملے ہونگے یا کچھ لاشون سے اُتارے گئے ہونگے بازار مین فروخت کے لیے رکھے گئے تھے منجملہ مال غنیمت کے ڈاکٹری اوزارون کا ایک بکس بھی تھا جنکی قیمت میرے نزدیک ایک سو پچاس پونڈ (یعنی دو ہزار

روپیہ سے زائد) ہو گی مگر ایک عرب نے اُسے چند فرانک کے عوض فروخت کرڈالا۔
اس معرکہ کے متعلق ایطالیون نے مشہور کیا ہو کہ ترک اور عربون کا بہت شدید نقصان
ہوا یعنی یہ کہ اُنکے نقصان سے بدرجہا زیادہ مگر اصلیت یہ ہو کہ صرف گیارہ آدمی مارے
گئے اور چالیس زخمی ہوے جو عزیزیہ کے شفاخانہ مین علاج کے لیے بھیجدیے گئے
مقتولین ومجروحین مین زیادہ تعداد بہادران فازان کی تھی جو ایطالیون سے ۳۰۰ یا ۴۰۰ گز
فاصلہ پر کڑے تھے۔ زخمیون مین میرا نوکر محمد نامے بھی تھا جو میرے ساتھ مدنائین سے
عزیزیہ تک آیا تھا۔ یہ شخص بہ حیثیت ایک ملازم کے بیکار ثابت ہوا تھا بلکہ مکلف تھا
لیکن عرب مجاہدین کے پہلو بہ پہلو جنگ مین حصہ لیکر اُسنے اپنی پچھلی برائیون کا بدل حاصل
کرلیا اور میرے دل مین بھی اُسکی گونہ عزت پیدا ہو گئی۔ اس شخص نے نہایت خوبی کے ساتھ
جنگ مین حصہ لیا کیونکہ وہ ٹیونس مین صافی فوج کے اندر رہچکا تھا دلیر بھی تھا اور گھوڑے
پر خوب بیٹھتا تھا۔ جب مین اُسکی عیادت کے لیے اسپتال گیا تو اُسنے اپنے واقعات
نہایت شرح وبسط کے ساتھ بیان کیے کہ کس طور سے وہ ایطالیون کے قریب سو گز کے
فاصلہ کے اندر پہونچ گیا اور ایک ایطالی کو جو سیدھا کھڑا ہوا تھا غالباً کوئی افسر ہو گا نشانۂ
بندوق بنایا اسکے بعد ہی اُسکی ران مین گولی لگی لیکن ہڈی بچگئی اور وہ زمین پر آرہا۔ محمد
بہت خوش نظر آتا تھا اور کہتا تھا کہ وہ چند روز مین صحت یاب ہو کر ٹیونس واپس جائیگا
مجھے اُسکی یہ حالت یعنی ایک زخمی سپاہی کی حیثیت بہ نسبت ایک ڈینگ باز اور بے تمیز
رہنما کے اچھی معلوم ہوئی حقیقت یہ ہو کہ اُسکو انگریز اور امریکہ کے سیاحون نے بالکل
خراب کردیا ہو ورنہ فی نفسہ وہ بُرا آدمی نہین ہو۔ اُسے ایطالی چھوٹے قد کی گولی لگنے سے
کچھ زیادہ ایذا نہ تھی اس لیے ہم اُسکو مذاق کی سوجھتی تھی اُسی کے پاس والی چارپائی پر ایک
زخمی ترک افسر تھا جسکے پھیپھڑون کے اندر سے گولی ہو کر نکل گئی تھی۔ ان دونون زخمیون
مین زیادہ تر قابل لحاظ دونون کی حالت تھی ایک طرف ترک افسر خاموشی اور باوقار

استقلال کے ساتھ اپنی تکالیف کو برداشت کرتا تھا دوسری جانب اس شخص کی مکلف
چھلبازی سے طبیعت کو تنفر ہوتا تھا۔ قابل ذکر یہ بات ہی کہ محمد باوجود زخمی ہونے کے
اپنا حصۂ مال غنیمت یعنی ایک ایطالی بندوق اور ایک سیاہ چمڑے والا تھیلا میدان جنگ سے
اُڑا لایا تھا۔ اس تھیلہ کے اندر ساٹھ عدد کارتوس بنڈلون مین بندھے ہوے ملے جنپر
سُولینا ائٹ کیپوا لکھا ہوا تھا۔

الغرض ۱۹ دسمبر کی لڑائی کے وہ واقعات ہین جو اوپر بیان کیے گئے اگر یہ مان لیا
جائے کہ پانچ نفر عرب جو عین زارہ گئے تھے وہ محض ایطالیون کو اپنے دام مین لانے
گئے تھے تو یہ ماننا پڑیگا کہ آجتک کوئی فوجی چال اسقدر کامیاب نہین ہوئی جیسے کہ یہ اور
کبھی کسی فوج نے اس آسانی سے دھوکھا نہین کھایا جیساکہ ایطالیون نے۔ کرنل فارا
کے بقیۃ السیف صرف اسوجہ سے صحیح سلامت نکل گئے کہ عربون کے پاس میگزین ختم ہوگیا
تھا ورنہ ایک بھی بچ کر نہ جاتا۔ عربون مین بڑی کمبختی یہ ہی کہ وہ کارتوس بہت ضائع کرتے
ہین ہر شخص اپنی من مانی جنگ کرتا ہی اور کسی شخص کو باحتیاط اور موقع سے کارتوس خالی
کرنے کی عادت نہین ہی۔ ایطالی بیان کرتے ہین کہ آدھی رات کے قریب بندوق چلنا
موقوف ہوگئی اس خاموشی کا سبب صرف یہ تھا کہ عربون نے سب کارتوس خالی کرڈالے
تھے اور اُسوقت تک اُنکے پاس کچھ باقی نہین رہ گیا تھا۔ غرض اس ہزیمت نے ایطالیون
کو اچھی طرح سبق دیا ہوگا اور اب وہ سمجھ گئے ہونگے کہ صحرا کے اندر بڑھنے کا آئندہ کیا نتیجہ ہوگا

اس سخت ہزیمت کو ایطالیون نے نہایت معمولی واقعہ دکھایا ہی اور اپنے کثیر
نقصانات کو پوشیدہ کرنے کی کوشش کی ہی برخلاف اسکے ترکون اور عربون کا نقصان
پانچسو سے لیکر ایک ہزار نفوس تک بیان کیا ہی۔ مجھے حیرت یہ ہی کہ مسٹر ہنٹ برلے کا ایسا
تجربہ کار اور محتاط نامہ نگار اپنے مضمون مین مندرجۂ بالا نقصانات اور تعداد درج کرے
مگر مین وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہون کہ کل بیانات غلط اور نہایت مبالغہ آمیز ہین۔ اگر

کوئی شخص ان بیانات کو غور سے پڑھے تو صاف معلوم ہو جائیگا کہ کرنل فارا کی شکست نے ایطالی فوجی حلقہ مین بہت گہرا اثر کیا۔ اس مین شک نہین کہ اُس افسر نے جس طرح کی فوج اُسکے پاس تھی اُسکو دیکھتے ہوے بہت بڑی ہمت سے کام لیا اور کم سے کم اسقدر کامیابی حاصل کی کہ کچھ حصہ اپنی فوج کا نہایت خطرہ سے نکال لایا اور اس کارگذاری کے انعام مین اُسکا درجہ بڑھا دیا گیا لیکن وہ جنرل جو ایطالی دستہ متعینہ عین زارہ کا سردار تھا موقوف کر دیا گیا۔

میری راے مین وہ ایطالی سپاہی نہایت خوش نصیب تھے جو اُس ہولناک شب کو عربون کی گولیون اور خنجرون سے بچ رہے اور پھر اپنی بحری توپون اور خندقون کی پناہ مین جا پہونچے۔ انجیل مقدس کی ایک آیت مین یہ حکم دیا گیا ہی کہ "جو شخص جنگ کرنے جائے اُسے چاہیے کہ پہلے اپنے نقصانات کا اندازہ کرلے" لیکن ایطالیون نے اس حکم کے بالکل خلاف کیا اور میرے نزدیک آجتک کسی قوم نے اس حکم سے ایسی سرتابی نہین کی جیسی کہ ایطالیون سے ظہور مین آئی۔

اب مین راستون کا ذکر کرتا ہون یعنی سرحد ٹیونس سے لیکر ترکی کیمپ تک دو راستے گئے ہین ایک جنوب سے آیا ہی اور ایک شمال سے جنوبی سڑک جس حیثیت کی ہے ٹیونس سے نکل کر مقام وصیبت مین آملی ہی اور وہان سے نالوط اور غاریان ہوتی ہوئی عزیزیہ تک چلی آئی ہی۔ اس سڑک پر بہ نسبت شمالی راستہ کے جو بنی غردان ہوکر آیا ہی چکر پڑتا ہی اور راستہ مین تین روز زیادہ صرف ہوتے ہین گو اس راہ مین نفع یہ ہی کہ ایطالیون سے کسی قسم کا خوف نہین ہی۔ علاوہ نفع کے اس راہ مین خوبی یہ ہی کہ شمالی سڑک کی طرح غیر دلچسپ اور ویران وسنسان نہین ہی بلکہ جبلستان کے اندر ہوکر گذرنے سے راہ مین پہاڑیان اور چشمے اور درخت بہت ملتے ہین مگر ایسی باتون کا خیال جنگ کی حالت مین بہت کم کیا جاتا ہی اسوجہ سے یہ راستہ کام مین نہین آتا۔ مین نے اوپر ایطالیون سے خوف کا ذکر کیا ہے

حالانکہ واقعہ یہ ہی کہ عثمانیون کو چند روز کے تجربہ مین معلوم ہو گیا کہ اُنکو شمالی راستہ یعنے ساحلی سڑک پر بھی دشمن سے کچھ خوف نہ کرنا چاہیے کیونکہ شمالی راہ ساحل سے چند سو گز کے فاصلہ پر میلون سمندر کے کنارے چلی گئی ہی اور ایطالی جنگی جہاز بلا خوف مزاحمت چکر لگایا کرتے ہین اسپر بھی ہر روز قافلہ کے قافلہ اس راستہ سے گذرا کرتے ہین اور فوجون کی آمد و رفت و نقل و حرکت اِدھر سے اُدھر لگی رہتی ہو لیکن کوئی مزاحمت نہین کرتا ایطالیون کے کروزر روڈسٹرائر قسم کے جنگی جہازات پہرہ دیتے رہتے ہین اور یہ کرشمے اُنکی زد کے اندر ہوتے رہتے ہین پس ایطالیون کی ناقابلیت کا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہو سکتا ہی۔ اس حرکت پر ایطالی اس سے زیادہ نا ملائم الفاظ کے مستحق ہین تعجب کی بات ہی کہ یورپ کا اعلی درجہ کا ایک جنگی بیڑہ ایسے دشمن کے ساتھ معرکہ آرا ہو جو مقابلةً تعداد مین صفر ہو جب بھی وہ قافلون کو نہایت بزدلی اور خاموشی کے ساتھ اپنی آنکھون کے سامنے کھلے میدانون مین گذرنے دے اور کوئی کوشش اس امر کی جو اُسکی قوت اور شان سے مناسبت رکھتی ہو نہ کرے جسکی وجہ سے یہ سلسلۂ آمد و رفت منقطع ہو جائے

مین نے ان جنگی جہازون کی کارروائیان بچشم خود دیکھی ہین اور مجھے یہ بات نہین بھولی ہی کہ ان جہازون نے ساحل کی جانب سیکڑون گولے پھینکے ہین۔ چنانچہ عزیلات سے بوقمیش تک تمام ساحل گولون کے ٹکڑون اور گراپون سے چھلنی پڑا ہی مگر معلوم ہوتا ہی کہ سب ضائع ہوے۔ اس حالت کو اخبار ٹیمس کے قابل نامہ نگار نے جو میرے ساتھ کیمپ واقعہ عزیزیہ مین تھے ذیل کے الفاظ مین خوب ظاہر کیا ہی اور میرے نزدیک ذرہ برابر مبالغہ نہین کیا ہی۔ لکھتے ہین کہ "ساحل کیا ہی بلکہ بم کے گولون اور گراپون کی نمائشگاہ ہی۔ معائنہ سے معلوم ہوتا ہی کہ بحری توپون سے مسلسل گولہ باری. بحری کارگذاریون کا تماشا دکھانے کے لیے کی گئی ہو"

میرا تجربہ یہ ہو کہ کسی شخص کو خشکی پر اس طرح کی حماقت آمیز گولہ باری کی خس برابر پرواہ

نہ تھی کیونکہ کوئی نشانہ ٹھیک نہین پڑتا تھا اور نہ کوئی آدمی ضائع ہوتا تھا طرابلس کے
لوگ یہ کر سکتے تھے کہ ٹیونس کی جانب سرحدی چوکیون سے گذرنے کے بعد تھوڑا پھیر کھا کر
راستہ اختیار کرتے اور اس طریقہ سے ایطالی جنگی جہازون کی زد اور بیڑہ والون کی نظر سے
اوجھل رہتے مگر مین نے دیکھا کسی شخص کو اس قسم کی احتیاط کا خیال بھی نہین تھا
کیفیت یہ تھی کہ ساربان گولون کے ادھر ادھر گرنے پر ہنستے تھے اور ترکی افسر گولہ باری
پر اس خیال سے بہت مسرور ہوتے تھے کہ جسقدر گولے داغے جاتے ہین دھوئین اور
آواز کے ساتھ اٹلی کا خزانہ خالی ہوتا جاتا ہی۔

نصف دسمبر تک اسی قسم کی نشانہ بازی دور سے جاری رہی مگر ایطالیونکو واضح
رہے کہ اس طریقہ مین صرف روپیہ کا نقصان تھا جان کا ضرر نہ تھا۔ ایطالیونکے نزدیک
عربون سے بھی کسی قسم کا خوف نہ تھا گو یہ تجربہ ہو چکا تھا کہ عزیلات کے مقام پر وہ محض
دشمن سے قریب ہونے کے لیے کمر کمر پانی مین اُتر آئے تھے بہر حال ۵ دسمبر کو ایطالیون
کی رگ حمیت جوش مین آئی اور دو جنگی جہاز مقام سیدی سعید مین عین مقبرہ کے سامنے
لا کھڑے کیے۔ مقام سیدی سعید سرحد ٹیونس سے پچیس میل کے فاصلہ پر ہی اور یہان پر
اُن بزرگ کی درگاہ ہی جنکے نام سے یہ مقام موسوم ہی ان بزرگ کو تمام طرابلس والے
مانتے ہین اور اس ویران وصحرائی جگہ پر یہ درگاہ بہت خوشنما اور اُسکا منظر بہت دل آویز
معلوم ہوتا ہی۔ صورت یہ ہی کہ اس وسیع درگاہ کا شفاف اور سفید رنگ کا عظیم گنبد
ایک بالو کے ٹیلہ کے پیچھے نظر آتا ہی اور اُسکے دامن مین کچھ باغات اور ایک چشمہ میٹھے پانی
کا واقع ہی۔ جب یہ جہاز لنگر انداز ہو چکے تو اُن مین سے ایک کشتی پر سوار ہو کر لوگ خشکی پر
اُترے لیکن ایک عرب عورت جو درگاہ کے قریب کھڑی تھی یہ سب کرشمے دیکھ رہی تھی جیسے
ہی اُسنے کافرون کو آتے دیکھا چلا چلا کر اُن کسانون کو جو قریب کے کھیتون مین کام کر رہے
تھے مطلع کر دیا۔ ان عربون نے نہایت پھرتی کے ساتھ اپنی مارز بندوقین سنبھالین

کچھ لوگون کو اور ساتھ لیکر چھوٹی سی جمعیت تیار کر لی اور جنگ کے لیے ہو گئے بڑھے لیکن ایطالیون نے اُنکے آنے کا انتظار نہین کیا بلکہ فوراً اپنی کشتی مین بیٹھ کر جہازون پر جا پہونچے اور جہاز چند گولے بالو کے ٹیلون کی جانب چلا کر چلتے ہوے۔

دوسرے روز پانچ بجے صبح کے وقت پھر دو ایطالی کروزر (تیز رفتار زرہ پوش جہاز) اُسی مقام پر آئے اور خشکی کے قریب لنگر انداز ہوے۔ عرب لوگ اُسوقت ہوشیار تھے لیکن بموجب ہدایات میجر موسی بے سردار عساکر متعینۂ زوارہ چھپے بیٹھے رہے کیونکہ میجر موصوف نے یہ حکم دے رکھا تھا کہ اگر ایطالی آئین تو عربون کو چاہیے کہ بالو کے ٹیلون کی آڑ مین چھپ کر بیٹھ جائین اور ایطالیون کو خشکی پر اُترنے دین بلکہ تھوڑی دور آگے بڑھنے دین اُسکے بعد بندوقین چلائین چنانچہ عربون نے ویسا ہی کیا۔ مین اُسوقت موجود تھا جسوقت یہ عرب بالو کے ٹیلون مین چھپے پڑے ہوے دشمن کا انتظار کر رہے تھے حالت اُنکی یہ تھی کہ اُنکی آنکھین بوجہ اشتیاق کے چمک رہی تھین اور دل و جان سے تمنا کر رہے تھے کہ اٹلی والے خشکی پر آئین اور اُنھین جنگ کا موقع ملے۔ عربون کی کیفیت دیکھکر مجھے ملک ناروے مین اپنے شکار کے واقعات یاد آ گئے اور اپنا شکاری کتا جسکا نام ڈک ہی بہت یاد آیا خصوصاً وہ کیفیت جبکہ چڑیون کے انتظار کی حالت مین وہ بلا اطلاع آجاتا تہا اور جب کوئی بطخ سر پر اُڑتی ہوئی پانی مین جا گرتی ہی اور ڈک بیچین ہوکر پانی مین کودنا چاہتا ہی اور مجھے بجبر روکنا پڑتا ہی۔ غرض موسی بک کی تعلیم نے چونکہ عربون کو کسی قدر باقاعدہ بنا دیا تھا اسی سبب سے وہ ٹیلون پر چھپے پڑے رہے لیکن اُنکی انگلیون مین بندوق چلانے کے شوق کی وجہ سے کھجلی ہو رہی تھی اتنے مین ایطالیون کی پہلی ٹکڑی آ گئی اسکے ساتھ ایک افسر تھا اور سپاہی خندق کھودنے کے اوزار ہاتھ مین لیے تھے اسکے بعد چھوٹا آگبوٹ جسپر یہ لوگ سوار ہوکر آئے تھے تین بار جہازون تک آیا گیا اور تین کشتیان بھر کر آدمی خشکی پر اُتارے میرے نزدیک کل ڈیڑھ سو آدمی ہونگے یہ جمعیت

نہایت احتیاط سے آگے بڑھی ایک افسر سب کے آگے تھا اور بار بار ٹھہر ٹھہر کر دوربین سے چارون طرف میدان اور پہاڑیون کا معائنہ کرتا جاتا تھا یہانتک کہ یہ لوگ ٹیلون پر جہان عرب تھے چڑھنے لگے اسوقت عربون نے فیر کرنا شروع کیا افسر کے ایک گولی لگی اور گھٹنون کے بھل آ رہا دوسری گولی اور لگی اور اُسکا خاتمہ ہوگیا۔ اس افسر کے کام آنے کا اثر ایطالیون پر عجیب پڑا یہ ڈیڑھ سو آدمی کنارے کی طرف نہایت بدحواس اور بے ترتیبی کی حالت مین دُم دبا کر بھاگے اور ۴۳ نفر عرب اُنکے تعاقب مین دوڑے کیونکہ اب عربون کو روکنا ناممکن تھا اخیر ان بحری سپاہیون نے یہ کیا کہ اپنے افسر اور چھ نفر مقتول یا مجروح سپاہیون کو اُٹھالے گئے لیکن ۵۰ عدد بیلچے و پھاؤڑے اور ۳۰۰ کارتوس نیز بہت سی ٹوپیان خشکی پر چھوڑ گئے اس معرکہ مین صرف ایک عرب زخمی ہوا جسکے ایک گال مین گولی لگ کر دوسرے گال سے نکل گئی تھی اور جبڑے کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔

الغرض یہ ایطالیون کی پہلی کوشش تھی اور غالبًا اخیر بھی ہو کیونکہ اسوقت تک پھر اُنھون نے شمال کے راستہ سے ترکی کیمپ تک کی آمد و رفت روکنے کی کوئی کوشش نہین کی برخلاف اسکے عربون پر اس کامیابی کا نہایت عمدہ اثر پڑا۔

ہم لوگون کو طبروق و درنہ و بنغازی و خمس کی لڑائیون کا صحیح حال دریافت کرنے مین بہت دقت ہوئی لیکن یہ معلوم ہوا کہ ان مقامات پر متواتر لڑائیان ہوئین اور ہوتی رہتی ہین سنا گیا ہی کہ انور بے نے جو شروع سے عساکر عثمانیہ متعینہ بنغازی کا سپہ سالار ہی عربون کی بہت بڑی جمعیت فراہم کر لی ہی۔ ایطالیون نے دو مسلم دستے ان مقامات پر معین کر رکھے ہین لیکن یہ بات ظاہر ہی کہ وہان بھی اُنکی فوج محصور ہی اور حملہ آور بجز شہر یا جہان تک بحری توپون سے اُنھین مدد مل سکتی ہی آگے نہین بڑھ سکتے ہین۔ عربون کا بھی نقصان بوجہ اسکے کہ وہ ایطالیون کی خندقون پر نہایت سخت حملہ کرتے رہتے ہین بہت ہوا کیونکہ دشمن آڑ مین رہتا ہی اور وہ کھلے میدان مین چنانچہ ایک سخت

معرکہ کی بابت معلوم ہوا کہ انور بے کی فوج مین سو آدمی کام آئے بخلاف اس کے اگر ایطالیون کے پیغامات پر جو روم تک بہت سی تحریفون کے بعد پہونچتے ہین غور کیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہی کہ صوبہ سرنیکا پر قبضہ حاصل کرنے کی یہ صورت ہی کہ چند شہرون کی شہرپناہ کے حدود تک ایطالی اپنا دخل کر سکے ہین باقی کی ہوس ہی ہوس ہی- اور یہ کہ ایطالیون کے نقصانات کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی ہی- مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہی کہ عثمانی حکامون کی ہمتین بوجہ اُن کامیابیون کے جو سرنیکا مین حاصل ہوئی ہین و نیز بسبب اپنی فوج کی جرأت اور استقلال کے بہت بڑھ گئی ہین- اور ایک واقعہ سے جسکی نسبت مین خود شہادت دیسکتا ہون یعنی ایک سو نفر ایطالی قیدی مع ایک میدانی توپ کے ترک اور عربون کے ہاتھ آنا صاف ظاہر کرتا ہی کہ حملہ آورونکی بنغازی کی جانب اطمینانی حالت نہین ہی- قبل جو خبرین پندرہ دسمبر کی جنگ کی بابت خمس سے آئی تھین وہ ایک دوسرے کی متضاد اور بے سر دپا تھین لیکن بعد کو جب سرکاری مراسلے مستقر مین پہونچے تو معلوم ہوا کہ دو ہزار ایطالی سپاہی خمس کے جانب مغرب خشکی پر اُترے تھے اور اُنکے ساتھ قلعہ بند ایطالیون نے بھی شہرپناہ سے نکل کر حملہ کر دیا تھا- اسکے جواب مین ترک اور عربون کی مختصر ٹکڑی نے بھی حملہ کیا اور آخر ایطالیون کو سخت نقصان کے ساتھ اُنکی خندقون تک پسپا کر دیا-

مین نے زوارہ پر ایطالی گولہ باری کا حال اور مقام پر بیان کیا ہی- لہذا یہان قلم انداز کیا جاتا ہی-

باب چہارم

ترکی کیمپ کے حالات

جب ہم ترکی کیمپ کی جانب سفر کر رہے تھے تو ہم کو جبل زاویہ جسکے دامن مین عزیزیہ واقع ہی دور سے دکھائی دیتا تھا اس پہاڑ کی شکل کسی قلعہ کے بالا حصار کی ایسی ہی اور یہ معلوم ہوتا ہی کہ اس وسیع صحرا مین بہت بڑا قلعہ بنا ہوا ہی جب ہم عزیزیہ پہونچے تو ہمین دیکھ کر تعجب ہوا کہ بجائے ویرانی کے نہایت چہل پہل ہی ایک وسیع میدان مین سیکڑون عرب ادھر ادھر بیٹھے ہوے اور آپس مین باتین کرتے نظر آئے بعض اُن مین سے سپاہیون اور افسرون کے ہاتھ خرید فروخت مین مشغول تھے وہان دیکھنے سے معلوم ہوا کہ سلطانی فوج کے لیے اشیاے خورونوش کی مطلق کمی نہین ہی۔ نیز ہر طرف ہم نے دیکھا کہ بورے کے بورے اور ٹوکرے کے ٹوکرے پیاز۔ آلو اور خربوزہ۔ زیتون۔ انڈے۔ چاول۔ بھیڑ بکری کے گوشت نمک نارنگیان اور روٹیون سے بھرے رکھے ہین وہان ہم نے مرغیان بھی بکتے دیکھین مگر تیار نہ تھین لیکن قہوہ کا بازار مین نام و نشان نہ تھا۔ شکر اور جلانے کی لکڑی اور تمباکو بازار مین بکتی تھی مگر مہنگی تھی تاہم کسی چیز کے دام ایسے نہ تھے جس سے قحط کا گمان ہوتا۔ مثلاً آلو دو آنہ کے ڈیڑھ سیر مل سکتے تھے اور انڈے آٹھ آنہ درجن بکری کا گوشت آٹھ آنہ فی سیر بکتا تھا خواہ معمولی گوشت ہو خواہ گردن کا عمدہ گوشت ہو البتہ روٹیان بہ نسبت طرابلس کے دیگر مقامات کے مہنگی تھین یعنی چھوٹی چھوٹی پتلی گول روٹیان جو کہ عموماً فی روٹی مین چار پیسے کو بکتی ہین یہان تقریباً دو آنہ کو ملتی تھین الغرض میرے نزدیک جہان تک لڑائی کا تعلق اشیاے خورونوش سے ہی۔ یہ جنگ طرابلس کے اندرونی حصۂ ملک مین برسون جاری رہ سکتی ہی۔ برخلاف اسکے اگر اٹلی والے اپنی فوج کو اندرون ملک مین بڑھانا چاہین تو انکو رسد سمندر کے ذریعہ سے لانا ہوگی اور صحرا مین لیجانے کے لیے نامحدود مشکلات کا

سامنا کرنا پڑیگا۔

سوق یعنی بازار کے جنوب کی طرف کونک (سرکاری مکان) واقع ہی جیسا کہ عموماً ہر جگہ پایا جاتا ہی یہ کونکین احاطہ کے شکل کی وسط آبادی مین ہوتی ہین اور ہر جگہ کی طرح یہان بھی عربون اور اونٹون سے بھری تھی اور نہایت گندی تھی۔ اس کونک کی دوسری منزل پر جانے کے لیے چوڑا زینہ بنا ہوا تھا اس زینہ مین جابجا جھالیان کٹی ہوئی تھین جنکی زد بہت دور تک صحرا مین تھی یہ زینہ چند کمرون کی طرف گیا تھا جس مین بہت معمولی سامان رکھا ہوا تھا۔

مین نے دیکھا کہ ترکی افسر مقام عزیزیہ مین نہایت تکلیف سے بسر کرتے تھے لیکن مین نے کسی شخص کی زبان سے کوئی شکایت نہین سنی۔ ہر شخص نہایت خوش اور جوش مین نظر آتا تھا مجھے خیال آیا کہ انگریزی فوج مین بحالت جنگ جو آسائش فوج کو پہونچائی جاتی ہی اُس سے اور عزیزیہ کی حالت سے زمین آسمان کا فرق ہی یہان اس بوسیدہ کونک مین ایک کمرہ ہی جس مین سپہ سالار اور فتحی بے اور جاوید بے سوتے ہین اسی کمرہ مین مراسلات لکھے جاتے ہین اور یہین سے روزانہ احکامات جاری ہوتے ہین اسی مقام پر فوجی عدالت کا اجلاس ہوتا ہی اور یہین عربون کے وفد سے ملاقات کی جاتی ہی اور پھر اسی مقام پر ترکی افسر کھانا کھاتے ہین میرے خیال مین اگر تکلیف کو کوئی شخص شکل دیکھنا چاہے تو اس چھوٹے سے کمرہ کو جاکر دیکھ لے۔

کرنل نشاط بے جتنے غیر ملک کے لوگ تھے اُن سے نہایت اخلاق سے پیش آتے تھے چنانچہ میرے ساتھ بھی اُسی طرح پیش آئے اس شخص کو ابتداے جنگ سے جو مشکلات پیش آئے ہین میرے نزدیک اُنکے خیال سے دوسرا سپہ سالار گھبرا اُٹھیگا۔ اُسنے غیر معمولی قابلیت کے ساتھ ابتداے جنگ کی گولہ باری کے زمانہ مین اپنی فوج کو صحیح وسلامت نکالا اور میرے نزدیک یہ فوجی چال بہت مناسب تھی کیونکہ یہ ترکیب نہایت نفیس ہی کہ ایطالیون کو

بیر تو براس کے مقام تک چالاکی سے بلا کر سخت شکست دی جائے بہ نسبت اسکے کہ اپنی فوج کو غیر محدود زمانہ تک بحری توپون کا نشانہ بننے کے لیے چھوڑ دیا جائے۔ سپہ سالار اور اُسکے مددگار فتحی بے نے نہایت قابلیت اور کامیابی کے ساتھ اپنی مختلف الالوان فوج مین یکجہتی پیدا کر دی ہو اور سب سے بڑا اور مشکل کام یہ کیا ہو کہ بیقاعدہ عربون کو تھوڑا بہت قواعد دان بنا دیا ہو یہان ہر ترکی افسر فرانسیسی زبان سمجھتا ہو خصوصًا فتحی بے جو حال مین سفارت پیرس سے بدل کر آئے ہین فرانسیسی زبان مین نہایت روانی کے ساتھ گفتگو کرتے ہین لیکن اپنے کتے کے ساتھ بلقان کی ولیسی زبان مین باتین کرتے ہین۔

ہماری خوش قسمتی سے یہان پر بہت سے نامہ نگار موجود تھے مثلاً مسٹر ٹلھیم اور گیز لوورٹ جنکا او پر مین ذکر کر آیا ہون علاوہ انکے یہان مسٹر سنیگزرائٹ اور مسٹر آسلر ملے جنکی وجہ سے بہت لطف آیا جب مین اُن سے رخصت ہوا اُسوقت مجھے اُنکے چھوٹنے کا بہت رنج تھا۔ مسٹر آسلر سے بہت دلچسپی ہوتی تھی کیونکہ وہ مراکش کے واقعات دیکھے ہوے آرہے تھے۔ مسٹر سنیگزرائٹ کا عربون پر بہت اثر تھا مین نے دیکھا کہ روز عرب شیخون کا مجمع اُنکے خیمہ مین ہوتا تھا اور شیخ برونی جو عربون کی جانب سے مشہور ممبر پارلیمنٹ ہی اور بنجملہ شیوخ عرب ہی سب کے شمول ہین اُن سے ملنے آتا تھا اس سے ظاہر ہوتا ہو کہ ان لوگون کے دلون مین اس انگریز کی کس قدر وقعت اور عظمت تھی۔ مسٹر سنیگزرائٹ طبیعتًا نہایت خلیق آدمی ہین اور چونکہ اُنکے چہرے پر ڈاڑھی ہو جسکو عرب بہت مستحسن جانتے ہین اور نشان بزرگی و عظمت سمجھتے ہین اس سبب سے انکا اثر اور زیادہ پڑتا تھا مسٹر سنیگزرائٹ کے ہمراہ سلیم نامے ایک دوغلا عرب عدن کا رہنے والا تھا یہ شخص دن کو ترجمان کا کام کرتا تھا اور شب کو نہایت سلیقہ ور باورچی کی خدمت بجالاتا تھا۔

اس کونک کے او رکمرون مین ہلال احمر کے ڈاکٹر مع کپتان ٹلھیم اور دیگر ترکی اسٹاف افسران رہتے تھے جسوقت مین پہونچا ہون اُس زمانہ مین فتحی بے موجود نہ تھے لیکن مسٹر

مانٹیگو جو میرے پہونچنے کے وقت جبل غاریان کو جارہے تھے اپنے ہمراہ وہ خط جو مین فتحی بے کے نام تعارف کے لیے لایا تھا لیتے گئے اور پہونچا دینے کا وعدہ کیا مسٹر مانٹیگو سابق مین انگریزی پلٹن موسومہ روائل فیوزیلیرز مین افسری کے عہدہ پر مامور تھے لیکن اس جنگ مین شرکت کی وجہ سے موقوف کردیے گئے مجھے فتحی بے کے جیسے قابل افسر سے ملنے کا بیحد اشتیاق تھا یہ وہ بے مثل شخص ہی کہ جسکی ہمت اور قابلیت پر ترکون کی موجودہ مدافعانہ جنگ کا دارومدار ہی۔ اس سے پہلے مجھے کبھی مسٹر مانٹیگو سے ملنے کا اتفاق نہین ہوا تھا اس لیے آج مل کر اور تھوڑی دیر باتین کرکے بیحد خوشی ہوئی اُسوقت وہ بہت سخت پیچش مین مبتلا تھے یہی سبب سے اُنکو مجبورًا عرب بیقاعدہ فوج سے جدا ہونا پڑا لیکن باوجود اس مختصر زمانہ کے جو انھون نے جنگ مین بسر کیا تھا اُنکو بہت سے عمدہ اور دلچسپ موقع جنگ مین شریک ہونے کے ملے۔ مسٹر مانٹیگو کو بوجہ ناتجربہ کاری کے یا بوجہ اسکے کہ وہ اپنا عہدہ چھپانا نہ پسند کرتے ہون طرابلس پہونچنے مین بہت دقتین اُٹھانا پڑین یعنی چونکہ بعہدہ سکنڈ لفٹننٹ روائل فیوزیلیرز کی ساتوین ریزرو پلٹن مین مامور تھے اس لیے وہ مقام سفاکس مین روک لیے گئے اور نو روز تک وہین پڑے رہے لیکن آخرکار ایک چھوٹی کشتی مین بیٹھ کر بہت سے خطرات کا سامنا کرنے کے بعد ساحل طرابلس تک پہونچ گئے جب وہ پہونچے تو ترک افسرون نے اُنکے ساتھ نہایت عمدہ برتاؤ کیا گو بلحاظ ایک سپاہی کے اُنکا عدم وجود برابر تھا کیونکہ بوجہ زبان نہ جاننے کے نہ توکسی فوج کو لڑا سکتے تھے اور نہ دوسرے افسرون کا حکم سمجھ سکتے تھے تاہم کپتان امین آفندی جو عربی دستہ واقع سوق الجمعہ کے سپاہ سالار تھے مسٹر مانٹیگو کو اپنے ہمراہ لیتے گئے یہان اُنکو بہت سی چھوٹی چھوٹی لڑائیون مین جو روزمرہ ہفتون تک ابتداے جنگ کے زمانہ مین نخلستان کے اندر ہوتی رہین شرکت کا موقع ملا جب مین اُنسے ملا ہون تو وہ ایک افسر کی وردی پہنے اور تلوار لگائے ہوے تھے یہ وردی کسی طرح مقام زوارہ مین

اُنکے ہاتھ آگئی تھی مین نے مذاقاً مسٹر مانٹیگو کی وردی کی طرف اشارہ کیا جو بجا شکست
ہو گئی تھی جسکا جواب اُنھون نے نہایت متانت سے یہ دیا کہ یہ حالت بعید از قیاس نہین
ہی کیونکہ اُنھون نے گیارہ لڑائیون مین اسے پہنا ہی مسٹر مانٹیگو کی بابت سنا جاتا ہی
کہ اُنھون نے نخلستان مین ایطالی چوکیون پر جو مکانون کے اندر واقع ہین نہایت
جرات سے حملے کیے تھے۔

مسٹر مانٹیگو نہایت کمسن آدمی ہین اسوجہ سے میرے خیال مین رات کی سردی اور
دن کی محنت نے اُنکی صحت پر بہت اثر کیا اور بہت دنون تک اسپتال واقع سوق الجمعہ
مین علاج کرتے رہے بعد ازان ترک ڈاکٹرون نے جنکو عموماً اُنکے علاج کا بڑا خیال
تھا عزیزیہ مین بلا لیا اور یہان اُنکی خدمت کے لیے دو سپاہی مقرر کر دیے اور ایک کمرہ
رہنے کو دیا جب مین پہونچا ہون تب اُنکو عزیزیہ سے غاریان کی طرف ہٹانے والے تھے
کیونکہ غاریان کی آب و ہوا بہت اچھی ہی اور ڈاکٹرون کا خیال تھا کہ وہان پہونچکر اُنکو بالکل
صحت ہو جائیگی مجھے امید ہی کہ مسٹر مانٹیگو اپنے ترک دوستون کے بہت مشکور ہونگے
کیونکہ بعض موقعون پر اُنھون نے اپنے زخمی افسرون کے آرام کا خیال بمقابلہ مسٹر
مانٹیگو کے نہین کیا اور باوجود اسکے کہ یہ انگریز تھے اور ترکون کے ہمقوم نہ تھے لیکن اُنکے
ساتھ انتہا سے مہربانی سے پیش آئے میرے نزدیک مسٹر مانٹیگو دنیا کی کسی قوم کے ہاتھ
سے یہ آرام و آسائش اور یہ خاطرداری نصیب نہ ہوتی جس گاڑی پر مسٹر مانٹیگو جبل غاریان
گئے تھے اُس مین تین گھوڑے لگے ہوے تھے یہ گاڑی غنیمت مین ایطالیون سے ہاتھ
آئی تھی اور مین نے خود دیکھا کہ اسپر یہ الفاظ لکھے ہوے تھے "نمبر ۱۱ رجمنٹ برسا گلیاری
ٹی- ایس- الپائن کی گاڑی" مجھے یہ گاڑی دیکھکر خیال آیا کہ واقعی جبل الپائن پر چلنے والی
گاڑی کے لیے شمالی افریقہ کا ریگستان کس قدر موزون ہی مسٹر مانٹیگو سے ملکر مجھے
معلوم ہوا کہ اُنکو اپنی آئندہ حالت کے متعلق بہت پریشانی ہی اور مجھے اُنکی ناواقفیت سے

کسی قدر تعجب ہوا اُنھین یہ نہین معلوم تھا کہ بموجب قواعد مروجۂ انگلستان کل افسر خواہ کسی قسم کی فوج کے ہون کسی غیر قوم کی جنگ مین شرکت سے ممنوع ہین بلکہ جس ملک مین جنگ کے آثار پائے جائین وہان بھی جانے کی ممانعت ہی- چنانچہ جب سے ترکی اور اٹلی کے درمیان جنگ چھڑی ہی اُسوقت سے کسی افسر کو اٹلی ہوکر مالطہ یا ہندوستان جانے کی اجازت نہین دی گئی مجھکو یہ معلوم ہوچکا تھا کہ مسٹر مانٹیگو اپنے عہدہ سے برطرف کردیے گئے ہین لیکن مین نے بوجہ اُنکی بیماری اور کمزوری کے یہ خبر بڑ نہین سنائی بلکہ اشارتًا اس قسم کی مثالون پر اکتفا کی کہ "بہت سے نامی افسر ایسے گذرے ہین کہ جنھون نے قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی کرکے غیر ملک کی فوجون کے ساتھ جنگ مین شرکت کی اور تھوڑے دنون کے بعد اُنکی خطا معاف ہوکر جگہ مل گئی" مسٹر مانٹیگو کی نسبت بہت کچھ نامہ و پیام درمیان انگریزی اور ترکی وزارت جنگ کے ہوا آخرکار استنبول مین یہ فیصلہ کرلیا گیا کہ "اگر مسٹر مانٹیگو کو انگریز برطرف کردینگے تو اُنکو ترکی فوج مین جگہ دی جائیگی" علاوہ اور خدمات کے مسٹر مانٹیگو نے طرابلس مین ترکی افسرون کی اصلی خدمت یہ کی کہ ایطالیون کی وحشیانہ حرکتون کے آثار جو اُنھون نے اکتوبر کے قتل عام مین کی تھین بچشم خود دیکھے- میرے نزدیک اُنکا بیان نہایت سچا اور صحیح ہی اور ایسے صاف گو نامہ نگارون کی جیسے کہ مسٹر میک کالگ اور اخبار لوکل اینز یگر کے نامہ نگار ہین تصدیق کرتا ہی- کرسمس سے ایک ہفتہ پہلے مسٹر مانٹیگو غاریان سے واپس آئے اور انگلستان کی طرف روانہ ہوگئے مجھ سے کہتے تھے کہ اُنکا مقصد انگلستان جانے سے یہ ہی کہ انگریزون کو ایطالی مظالم کی مخالفت کی طرف توجہ دلائین- اور اُنکو یقین تھا کہ وہ انگریزون کو بھڑکانے مین کامیاب ہونگے لیکن مین نے اُن سے بیان کردیا تھا کہ مسٹر اسٹیڈ اور مسٹر میک کالگ وغیرہ دیگر اشخاص نے اس قسم کی کوشش مین کسی قدر کامیابی حاصل کرلی ہی لیکن آجکل کی یہ حالت ہی کہ تازہ واقعات اسقدر جلد اور تواتر کے ساتھ ظہور مین آتے ہین کہ جمہور انگلستان

کو یاد بھی نہ ہوگا کہ گذشتہ اکتوبر مین کیسے اندوہناک حادثات گذر چکے ہین - مین یہ نہین کہہ سکتا کہ مسٹر مانٹیگو سلطانی فوج مین ملازمت کر لینگے یا طرابلس واپس آئینگے لیکن یہ ضرور ہی کہ زمانہ اُنکو جان گیا ہی اور مجھے امید ہی کہ کسی روز وہ حسب خواہش اپنے کسی اعلیٰ فوجی عہدہ پر پہونچ جائینگے -

کونک[1] واقع عزیزیہ کے سامنے ایک عمارت تھی جسے عارضی طور سے اسپتال بنالیا تھا اور اس عمارت کے قریب انجمن ہلال احمر کے خیمہ نصب تھے اس انجمن کے ڈاکٹرون کا طرابلس پہونچنا ترکی فوج کے لیے خدا کی رحمت سے کم نہین ہی مجھے اکثر ترکی سول اور فوجی ڈاکٹرون سے ملنے کا اتفاق ہوا مین نے تقریبًا سب کو نہایت خلیق پایا اور اُنکی ہمراہی مین نہایت دلچسپی حاصل ہوئی میرے نزدیک دنیا کے ہر حصہ مین ڈاکٹرون سے زیادہ کسی کی باتون مین دلچسپی نہین ہوتی کیونکہ اُنکا پیشہ ایسا ہی جسکی وجہ سے ہر شخص کے دل مین اُنکا خوف اور عزت ہوتی ہی اس لیے اس خطرناک پیشہ والون کو باتین کرنے والے بہت مل جاتے ہین مجھے جو حالات ان ڈاکٹرون سے معلوم ہوے وہ دلچسپی سے خالی نہین ہین مثلاً اُنھون نے عرب زخمیون کی بابت کہا کہ بعض لوگون نے عمل جراحی کے وقت کلوروفارم سونگھنے سے قطعًا انکار کردیا وہ کہتے تھے کہ لوگون نے بلا بیہوشی کی دوا سونگھے ہوے اپنے ہاتھ اور ٹانگین کٹوالین یہ باتین غالبًا اہل یورپ کو یقین نہ آئینگی کیونکہ اُنپر جسمانی اور روحانی تکالیف کا بہت زیادہ اثر ہوتا ہی - کہا جاتا ہی کہ ایک غریب عورت کے پہلو مین ایطالیون نے گولی ماردی تھی پس گولی نکالتے وقت بہت گہرا نشتر دیا گیا اور دیر تک عمل جراحی ہوتا رہا لیکن اُس عورت نے بغیر کلوروفارم سونگھے ہوے یا آثار تکلیف ظاہر کیے ہوے نشتر لے لیا -

---

[1] کونک کا ذکر اس کتاب مین اکثر مقامات پر آیا ہی لہذا جاننا چاہیے کہ بڑے شہرون اور قصبون مین سرکاری عمارتین جو سرا اور نیز حکام وغیرہ کے ٹھہرنے کا کام دیتی ہین کونک کہلاتی ہین - ان عمارتون مین فوج و دیگر سامان مثل کارتوس وغیرہ جمع کیا جاتا ہی اور ضرورت کے وقت قلعہ کا کام بھی دیسکتی ہین کونک کی وہی حیثیت ہی جو کسی زمانہ مین ہمارے ملک مین گڑھی کی تھی -

موجودہ زمانہ کی جنگون مین عموماً لوگ گولیون سے زیادہ زخمی ہوتے ہین لیکن ترک اور عرب فوج مین زیادہ تر گرابون اور گولہ کے ٹکڑون کے زخم پائے گئے پس اس واقعہ سے دو نتیجہ نکلتے ہین اول یہ کہ ایطالی جنگ کی حالت مین میدانی اور بحری توپین زیادہ تعداد مین استعمال کرتے ہین دوم یہ کہ اُنکی پیادہ فوج کی نشانہ بازی بذریعۂ بندوق بے اثر ثابت ہوتی ہی کیونکہ ایطالی سپاہی اسقدر سامنے ہونا بھی پسند نہین کرتے جس قدر خندقون مین بیٹھکر شست باندھنے کے لیے درکار ہی۔

عین زارہ کے قیام مین جیسا کہ اُسکے نام سے ظاہر ہوتا ہی چشمون سے پانی لیا جاتا تھا لیکن جب سے فوجی مرکز عزیزیہ ہو گیا ہی اُسوقت سے صرف دو کنوین واقعۂ عزیزیہ آب رسانی کا ذریعہ رہ گئے ہین جن مین سے ایک کی حالت یہ ہی کہ دن بھر پانی کھینچنے سے خالی ہو جاتا ہی اور شب کو پھر بھر جاتا ہی ان کنوون کا پانی نہایت میلا اور خراب ہوتا ہی اور نہایت تعجب انگیز یہ امر ہی کہ کوئی بیماری نہین پھیلتی۔ سنا گیا ہی کہ ہمارے آنے کے پہلے بعض موتین ہیضہ سے ہوئی تھین مگر آجکل کوئی بیماری نہین ہی تاہم دسوین دسمبر کو ایک ترکی افسر عفت بے نامی کا جنازہ میرے خیمہ کے پاس سے گذرا جس کے ساتھ بہت سے سپاہی اور افسر تھے اور پہاڑی والے قبرستان مین دفن کرنے لیے جاتے تھے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ بیچارہ تپ محرقہ مین فوت ہوا گو اس بیماری مین یہ پہلی موت تھی لیکن اس واقعہ کی خبر سے ہمارے کیمپ مین تشویش پھیل گئی غنیمت ہوا کہ اسکے بعد پھر کوئی واقعہ نہین ہوا۔ آجکل کی فوجون مین اکثر ٹائیفائڈ قسم کا بخار بہت رائج رہتا ہی چنانچہ ٹرانسوال کی لڑائی مین جسقدر آدمی بوئرون کی گولیون سے ہلاک ہوے اُسی قدر اس بخار سے مرے۔ ہوتا یہ ہی کہ اس بخار کے کیڑے جسم کے اندر بذریعۂ ماکولات و مشروبات پہونچتے ہین اور اگر کوئی شخص اپنی طبیعت پر جبر کرے اور ذرا احتیاط سے کام لے تو اس بیماری سے بچنا ممکن ہی اس لیے مین نے اپنے یہان یہ سخت انتظام کر رکھا تھا

کہ پانی کی ایک بوتل جس مین پرمیگنیٹ آف پوٹاش گھُلا ہوتا تھا رکھی رہتی تھی اس پانی سے دوسری بوتل خوب دھوکر اُس مین جوش کیا ہوا پانی بھرا جاتا تھا اور اُس مین تین ٹکیان سوڈیم ایسڈ سلفیڈ کی ڈال کر ٹھنڈا کر لیا جاتا تھا اور پینے کے کام آتا تھا- اس دوا کا خاصہ ہی کہ کنوین کے پانی کا میل بالکل چھانٹ دیتی ہی- ٹرانسوال کی لڑائی مین جوش کیے ہوے پانی کا استعمال ناممکن تھا کیونکہ جب کبھی موقع بھی ملتا تھا تو وہ عجیب وغریب سامان جو کہ جاپانیون کے ساتھ کوریا اور منچوریا مین تھا ہمارے پاس موجود نہ تھا مزید دقت یہ تھی کہ سپاہی پیاس ضبط کرتے پر قادر نہ تھے اور جوش کیے ہوے پانی کے قواعد کے سخت خلاف تھے اس لیے تپ محرقہ کی دبا کسی طرح کم نہ کی جا سکی مین نے خود دیکھا ہی کہ دھوپ مین چلنے کے بعد سپاہی اپنی صفون سے جدا ہو گئے اور ایک نالہ کی طرف جھپٹ کر اُسکا گندہ پانی پینے لگے جس مین مرا اونٹ پڑا ہوا تھا وہ سپاہی جو سرحدی چوکیون پر معین تھے اور اُنکو اس انتظام کی فرصت بھی تھی وہان بھی اس امر کی پابندی کے لیے کہ ہر سپاہی جوش کیا ہوا پانی پیے سخت نگرانی کی ضرورت پڑتی تھی- مزید برآن اگر بفرض محال کسی کیمپ کے اندر پانی کا انتظام بھی ہو جائے جب بھی مکھیون کا کوئی انسداد نہین ہو سکتا یہ مخلوق جسکا وجود ہر جگہ پایا جاتا ہی انسان کے جان کی دشمن ہی اسلیے مکھیون کو طرفۃ العین مین کام تمام کر دینے والی بلا کہنا بہت صحیح ہی مین نے بعض جگہ کیمپون مین مکھیون کی اسقدر کثرت دیکھی ہی کہ خیمہ کے خیمہ اُن سے سیاہ رہتے تھے-

بہر حال ہمارے کیمپ مین ضروری انتظام صفائی کا ہونا چاہیے تھا بعض بعض مقام پر کیمپ کی حالت یہ تھی کہ ایک کرنل نے نہایت غصہ مین کہا کہ یہان اصطبل کی طرح گندگی رہتی ہی اصل یہ ہی کہ معمولی انتظام بھی صفائی کا نہ تھا عربون کی یہ حالت تھی کہ میلے چیتھڑے لگائے ہوے مرد وعورت و بچے سب جا بجا پڑے رہتے تھے میلا پانی اور مکھیون کی کثرت ہر جگہ پائی جاتی تھی حقیقت یہ ہی کہ پیچش ہیضہ اور ٹائیفائڈ بخار پھیلنے

کے لیے اس سے موزون اور کوئی جگہ نہین ہوسکتی تھی لیکن یہ معلوم ہوتا ہی کہ ان بہادرون پر جو اپنے وطن اور اسلام کی حفاظت کے لیے جانین دے رہے ہین خدا کی نیک نظر ہی اس سبب سے بیماریون کی وجہ سے بہت کم موتین ہوتی ہین اور جو ہوئین بھی تو بہت فصل کے ساتھ وقوع مین آئین۔

گیارہ دسمبر کے دن جرمن ڈاکٹر صاحب وارد ہوے اُنکی حالت وہی تھی کہ اپنی خوش فعلیون سے باز نہین آتے تھے چاہے کسی کو دلچسپی ہو یا نہ ہو۔ دریافت کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ درصل سند یافتہ ڈاکٹر نہین ہین بلکہ طبی طالب علم ہین جو طرابلس مین محض اس غرض سے آئے ہیے کہ ترکون سے چار ہزار فرنک ماہوار تنخواہ وصول کرین لیکن ان بیچارہ کی یہ امید بر نہین آئی کیونکہ ترکون نے دو ہی ہفتہ کے بعد اُنکو جواب دیدیا اس پر بہت خفا ہوکے اپنے گھر واپس گئے اسی زمانہ مین ایک شخص احمد بن سلمی نامے لاشون اور زخمیون کو اُٹھانے والی فوج تیار کرتا تھا یہ شخص نہایت ذہین اور طباع ہی اور ملک ٹیونس مین سوق بلج جو سفاکس کے قریب واقع ہو رہتا ہی اس فوج کو مفصلۂ ذیل طریقہ سے تیار کرتے تھے۔ مین نے دیکھا کہ دس عرب پھٹے پرانے اور میلے کپڑون کی وردیان پہنے ہوے آئے اور صف باندھ کر کھڑے ہو گئے بعد اُسکے اُنکو اپنا کام شروع کرنے کا حکم دیا گیا اُنکو بتلایا گیا کہ آدمی کو اُٹھا کر چارپائی پر کیونکر لٹانا چاہیے ایک آدمی اُن مین سے زمین پر لیٹ گیا اور اُسے امتحاناً اُٹھانے لگے وغیرہ۔ زیادہ تر قت یہ پائی گئی کہ یہان کے لوگ دل سے اپنے کام کو نہین سیکھتے ہین کیونکہ اُس شخص سے لیکر جو کہ مردہ بنا تھا ہر آدمی برابر ہنستا جاتا تھا۔ سوڈانیون کی حالت ان لوگون کے بالکل خلاف ہی کیونکہ اُنکو مین نے دیکھا کہ قواعد کرنے سے نہایت مسرور ہوتے ہین اور اُسکو محض دل لگی نہین سمجھتے بلکہ عموماً سوڈانی صفین باندھ کر چلنے اور نشانہ بازی کرنے سے اسقدر خوش ہوتے ہین کہ جب قواعد کا وقت ختم ہو جاتا ہی اُسکے بعد خود جمع ہو کر ایک دوسرے کو قواعد کی

مشق کراتے ہین۔

دسوین اور گیارھوین دسمبر کو علاوہ عفت بے کے چھ عرب اور فوت ہوے جو میرے خیمہ سے پچاس گز کے فاصلہ پر پہاڑی کے اوپر قبرستان مین دفن کیے گئے یہ عرب گذشتہ جنگ کے زخمون سے ہلاک ہوے تھے عرب اور ترک جو عام طور سے شربا صرف پانی پیتے ہین ایسا ہی کاری زخم لگے تو مرتے ہین ورنہ اکثر اچھے ہو جاتے ہین ایک عرب کی نسبت میرا تجربہ ہی کہ وہ سات گولیان کھاکر عزیزیہ تک ۲۰ میل کے فاصلہ سے پیدل چلا آیا اور اچھا ہونے کے بعد اُسنے جبل غاریان کے اسپتال جانے سے انکار کیا بلکہ اس امر پر اصرار کرتا رہا کہ اُسکو مقام جنگ پر بھیجدیا جائے۔

یہان اس ریگستانی کمپ مین نہایت سادگی کے ساتھ تجہیز و تکفین کی رسم ادا کی جاتی تھی اور اُس قسم کے موثر رسوم نہین برتے جاتے تھے جنکا عموماً ہماری فوج مین بحالت جنگ رواج ہی یہان جنازہ کے ساتھ جو لوگ ہوتے تھے وہ صفین باندھکر نہین چلتے تھے نہ دفن کرنے کے بعد بندوقین سر کی جاتی تھین نہ رخصتی بگل بجائے جاتے تھے لیکن اُس افسر کے جنازہ کے ساتھ کسی قدر اہتمام تھا جسکا اثر دل پر پڑتا تھا کیمپ مین کوئی امام مقرر نہ تھا لیکن ایک عرب نے وہ آیات قرآنی جو دفن کے وقت پڑھی جاتی ہین تلاوت کین اور اُسکے بعد یہ بیان کیا کہ "یہ شخص گھر بار اور اپنے بال بچون سے دور اپنے بادشاہ کی خدمت اور اسلام کی حمایت مین ظالم اور کافر دشمن کے مقابلہ مین فوت ہوا ہی لہذا ایسے آدمی کو ضرور بہشت مین جگہ ملیگی پس حاضرین کو چاہیے جو کہ اسوقت اُسکا ماتم کرنے قبر کے گرد کھڑے ہین کہ وہ بھی جائین اور یہ شرف حاصل کرین" حضور رسول کریم کا تعلیم کیا ہوا یہ عجیب و غریب مذہب جو کہ کرورون بندگان خدا کو زندگی اور موت کے وقت آئندہ حیات ابدی کے آسرے سے خوش رکھتا ہی بغیر مشنریون کی امداد کے ہر سال ممالک افریقہ مین پھیلتا جاتا ہی کئی صدیان گذرین جب شمالی افریقہ مین

اس مذہب نے اپنا قدم جمایا تھا اب ہم دیکھتے ہین کہ اُسکی حمایت مین مشرقی اور مغربی افریقیہ کے باشندے آتے جاتے ہین حقیقۃً اگر یہ مسئلہ صحیح ہی کہ وہی لوگ دنیا مین زندگی کے مشکلات کا مقابلہ کرسکتے ہین جن مین کہ اس مقابلہ کی قوت ہوتی ہی اور اگر یہی مسئلہ مذاہب کی حیات وممات کے موقع پر چسپان سمجھا جائے تو میرے نزدیک ممالک افریقیہ اور ایشیا مین عیسائیت بہ نسبت اسلام کے بہت کمزور ثابت ہوگی۔ مثلاً مین یہ کہنا چاہتا ہون کہ کارتھیج اور اسکندریہ کے گرجاگھر جو کسی زمانہ مین عیسائیت کا مرکز تھے اور جنکا حال بہت سے مصنفین نے لکھا ہی نیز وانڈال[1] اور اُنکے فاتحون کا مذہب و نیز دیگر فاتحان کے مذاہب جو اُنکی فوجون کے ہمراہ آئے تھے آج اسلام کے سامنے بے نام ونشان نظر آتے ہین۔

جبل زاویہ کی چوٹی پر ایک درگاہ بنی ہوئی ہی درگاہ سے میدان کی طرف بہت دور تک نظر جاتی ہی میدان مین اگر دشمن ہو تو اس مقام سے نہایت آسانی کے ساتھ مقابلہ کیا جاسکتا ہی یا اگر کوئی دشمن آسمان مین اُڑتا ہوا آئے جب بھی بہت خوبی سے نشانہ بنایا جاسکتا ہی ایطالیون کو ہوائی جہازون سے بہت مدد ملی لیکن اس وقت تک اُنھون نے عزیزیہ کی طرف آنے کی جرأت نہین کی تھی آخر کار ۲ دسمبر کو ایک ہوائی جہاز جسکی شکل بڑے گِدھ کے مانند دور سے نظر آتی تھی کیمپ کی طرف بہت فاصلہ سے آتا دکھائی دیا جہاز چلانے والا صاف نظر آتا تھا اور جہاز کے سفید گلٹ کیے ہوئے پرزے دھوپ مین خوب جھلکتے تھے لیکن یہ جہاز عین کیمپ کے اوپر نہین آیا اور دو ہزار گز کی بلندی سے نیچے نہین اُترا اگر قریب آتا تو ضرور اُسپر نشانہ بازی کی جاتی جہاز کے آنے کی یہ صورت ہوئی کہ جس طرح چڑیا اُڑتی ہوئی سر کے اوپر سے نکل جاتی ہی اسی طور سے وہ بھی نکل گیا مجھے اس اُڑتے ہوئے جہاز کو دیکھ کر خیال آیا کہ اگر قریب ہوتا تو چڑیونکی طرح شکار بھی

[1] وانڈال ایک قوم کا نام ہی۔

کیا جاتا اگر اسپر گولیان چلائی جاتین اور ایک بار ٹوٹ کر زمین پر آ رہتا تو کیا تماشا ہوتا ہو
وغیرہ مین قصہ لکھا ہی کہ دیوتا سمندر مین بڑی مچھلیان پکڑا کرتے تھے ایک دریائی درندے
کا کانٹے سے شکار کیا تھا میرے خیال مین ہوائی جہازون کا شکار بھی دیوتاؤن کے
کھیلنے کے قابل ہی - ایک موقع پر ایک ہوائی جہاز کے پرون مین گولیان لگی تھین
لیکن ایسا نقصان نہین پہونچا کہ بیکار ہو جاتا میری تمنا تھی کہ ہمارے یہان کے جہاز ران
اپنے جہاز لیکر یہان چلے آتے اور اس بہادر فوج کا جو اپنے ملک کی حفاظت نہایت
جانفروشی کے ساتھ کر رہی ہی اور طرح طرح کی مشکلات مین گرفتار ہی ساتھ دیتے میرے
نزدیک اُن مین سے بعض لوگ ایسے ضرور ہونگے جو محض بخیال تجربہ اور نام و نمود حاصل
کرنے کے آنے پر تیار ہو جاتینگے کیونکہ یہان اُنکو جدید تجربے صحرا مین اڑنے سے حاصل
ہونگے و نیز ہندوستان و مصر کے ہزارون مسلمان اُنکے ممنون منت ہو جاتینگے میرے خیال
مین اُنکا یہان آنا اُنکی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کیونکہ زندگی مین تجربہ کسی قدر خطرات
برداشت کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہی اور اسی سبب سے حوادثات زندگی دلچسپ ہو جاتے
ہین مزید برآن ترکون کا ساتھ جو کہ خود بہت شوقین شکاری ہین خالی از لطف نہ ہوگا
علاوہ اسکے اُنکے خدمات کے عوض مین بہت کافی معاوضہ بھی دیا جائیگا ان باتونکو دیکھتے
ہوے میرے نزدیک ولایت کے میدانون مین تضییع اوقات کرنے سے یہان آنا بدرجہا
بہتر ہے -

ایطالیون کو اپنے ہوائی جہازون سے اکثر موقعون پر بہت عمدہ مدد ملی اُنھون نے
جہازون کے ذریعہ سے ترکی فوج کی تقسیم اور عربون کے جمع ہونے کے حالات معلوم کیے
اکثر لڑائیون مین غبارون کا استعمال اس غرض سے کیا گیا کہ دشمن کی طرف بم کے گولے
پھینکے جائین مگر اسوقت تک جنگ کا یہ طریقہ غیر مؤثر ثابت ہوا ایک مرتبہ ایطالیون نے
ترکی اسپتال واقع سوق الجمعہ پر ہوائی جہازون سے بم پھینکے تھے اور گولے خیمون کے

اندر گر کر پھٹے تھے لیکن بقول ایک بوڑھے ترکی ڈاکٹر کے کہ گولے کے ٹکڑے ہر طرف اُڑ اُڑ کر لگے مگر خدا کے فضل سے کوئی زخمی نہین ہوا۔ ایطالیون کی یہ حرکت نہایت قابل نفرین ہی کیونکہ اسپتال پر ہلال احمر کا جھنڈا نصب تھا جو یقینی ہوائی جہاز ران کو صاف نظر آتا ہوگا پس ایسی صورت مین یہ عذر کہ غلطی سے ایسا کیا گیا ناقابل سماعت ہی مین نے اس بات پر اس سبب سے زیادہ زور دیا ہی کہ اکثر سفید جھنڈے اور نشان صلیب احمر کے غلط استعمال اور بے حرمتی کا الزام فریقین جنگ مین سے کسی پر اخبار دنین لگایا جاتا ہی اور اکثر اس مضمون پر بہت کچھ بیہودہ بکواس رہتی ہی۔ اسی طرح ٹرانسوال کی لڑائی کے زمانہ مین بعض انگریزی اور نوآبادیون کے اخبارات نے بوئرون کو بہت سخت سست لکھا تھا اور یہ شرمناک جنگ یعنی گالی گلوج بہت دنون تک جاری رہی تھی مجھے اس بات سے انکار نہین ہی کہ بوئرون نے بعض موقع پر عمداً زخمیون کی گاڑی پر گولیان چلائی ہونگی یا دم لینے کے لیے سفید جھنڈا بلند کر دیا ہوگا یا غالباً دھوکا دینے کے لیے ایسا کیا ہوگا کیونکہ ہر فوج مین سنگدل اور ناشائستہ لوگون کی کمی نہین ہی لیکن بہادر بوئرون پر جو ہر طرح سے سپاہی ہونے کی حیثیت سے ہمارے مدمقابل ہین اس قسم کا عام الزام نہایت بیجا اور غیر منصفانہ ہی کیونکہ اگر غور کیا جائے تو یہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ موجودہ جنگون مین سفید جھنڈا یا صلیب احمر کا نشان کتنا بڑا ہوتا ہی بعض حماقت آمیز تحریرون سے لوگون کو یہ خیال ہوگا کہ یہ جھنڈے اتنے بڑے ہوتے ہین جیسے کہ کوئی مکان اور ایسے پیش نظر ہوتے ہین جس طرح کسی مسجد یا کلیسا کے مینا حالانکہ موجودہ زمانہ کی جنگ کا قاعدہ ہی کہ بہت وسیع حصہ ملک مین پھیلی ہوتی ہی اور سفید جھنڈا چونکہ کسی سپاہی کے ہمراہ نہین ہوتا اس سبب سے موقع کے وقت یا تو سفید رومال کا بنا لیا جاتا ہی یا کرتے کا کپڑا پھاڑ کر بندوق کے منھ پر باندھ کے بلند کر دیا جاتا ہی پس اس قسم کا سفید جھنڈا جو متذکرۂ بالا طریقون سے بہم پہونچایا جاتا ہی جنگ کی ہلچل یا دھوین یا

زمین کی پستی و بلندی یا بوجہ فریقین جنگ کے درمیان بعد مسافت کے جو آجکل کی
لڑائیون مین بسبب دور پر توڑ کرنے والی بندوقون اور توپون کے لازمی ہے اگر نہ دکھائی
دے تو کوئی تعجب کی بات نہین ہے مثلاً مین دو واقعہ بیان کرتا ہون جبکہ ٹرانسوال مین
دو موقعون پر سفید جھنڈا ہتھیار رکھدینے کے نشان کے طور پر بلند کیا گیا تھا ایک مرتبہ
مقام نکلسنز نیک مین ایک چھوٹے افسر نے یہ خیال کر کے کہ اُسکے ماتحت جو چند نفوس
سے زیادہ نہ تھے چارون طرف سے گھر گئے ہین سفید جھنڈا بلند کر دیا تھا حالانکہ اُسکے
گرد اُسکی اپنی فوج کے بارہ سو آدمی چارون طرف چھپے بیٹھے تھے اسی طرح اسپین کوپ
کے مقام پر جہان ہماری فوج بوئرون کے مقابلہ مین نہایت بہادری سے لڑ رہی تھی
کسی شخص نے خندقون سے سفید جھنڈا بلند کر دیا اسے دیکھ کر بوئرون نے فیر کرنا بند
کر دیا اور انگریزون کے مورچہ کی طرف بڑھے جب ایک کرنل نے یہ دیکھا تو خندق کے
اوپر چڑھ کر باواز بلند کہا کہ مین ہرگز ہتھیار نہ رکھونگا لہذا بوئرون کو واپس جانا چاہیئے
یہ سن کر بوئر اپنی پہاڑیون مین واپس چلے گئے جب بوئر واپس ہوے تو انگریزون نے
اُن پر بندوقین چلائین اور کئی آدمی ضائع ہوے حقیقت یہ ہے کہ ہماری فوج مین سے
جن سپاہیون نے ان واپس جانے والے بوئرون پر گولیان چلائی تھین درحالیکہ ہتھیار
رکھنے کا وعدہ کر کے مکر چکے تھے نہایت نالائق اور بزدلانہ حرکت کی اور اُنکی یہ حرکت ہرگز
قابل معافی نہین ہے لیکن اس واقعہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ یہ چھوٹا سا سفید چیتھڑا
انگریزی فوج مین بھی چند آدمیون نے دیکھا تھا لہذا جب کسی فوج پر یہ الزام لگایا جاوے
کہ اُسنے زخمیون کی گاڑی پر گولہ باری کی تو یہ خیال رکھنا چاہیے کہ تین ہزار یا پانچ ہزار گز
کے فاصلہ پر بڑا سے بڑا جھنڈا بہت قوت دار دوربین کے ذریعہ سے ایک نقطہ سے زیادہ
واضح نہین معلوم ہو سکتا اور اگر کافی روشنی نہ ہو تو بالکل تمیز نہین کی جا سکتی میرے ایک
دوست نے پارلیمنٹ مین مسٹر ہارکورٹ سے سوال کیا تھا کہ وہ پارلیمنٹ کا جھنڈا

موجودہ نشان سے بڑا ہوا کر کیون نہین لگواتے اسلئے جواب مین سامعین کو موجودہ نشان
کی لمبائی اور چوڑائی کا حال سن کر بہت استعجاب ہوا تھا خصوصاً اس بات کو خیال
کر کے کہ یہ جھنڈا سڑک سے کسقدر چھوٹا نظر آتا ہی۔

عزیزیہ مین ہلال احمر کے خیمہ بہت دور تک پہاڑی کے نشیب مین نصب تھے
اور اُس عمارت کے قریب واقع تھے جس مین کہ اسپتال تھا پس اس وسیع کیمپ مین
جس مین کہ عرب اور مختلف قسم کے جانورون کا مجمع تھا فوجی اور سول ڈاکٹرون کو
بہت کام کرنا پڑتا تھا اور کسی وقت فرصت نہین ملتی تھی۔ چونکہ مجھے یقین ہی کہ کوئی شخص
مجھپر ترکون کی مخالفت کا الزام نہ لگائیگا لہذا مین چند باتین ترکی ڈاکٹرون کے
انتظام کے متعلق کہنا چاہتا ہون اور دوستانہ مشورہ دینا چاہتا ہون۔ مین سول
ڈاکٹرون کی بہت عزت کرتا ہون جنکا ایثار نفس نہایت قابل تعریف ہی مجھے معلوم ہی
کہ اُن مین سے ایک صاحب نے محض یہان اپنے خدمات کی انجام دہی کے شوق
مین اپنی شادی نہین کی اور چلے آئے اور بہت ایسے ہین جو اپنے فوائد کا لحاظ نہ
کر کے اپنا مطب چھوڑ کر یہان کام کرتے ہین لیکن باوجود ان سب باتون کے خواہ
فوجی ڈاکٹر ہون یا صلیب احمر کے ڈاکٹر ہون کسی نے کیمپ کا انتظام اچھا نہین کیا
مجھے ہمیشہ اس بات سے استعجاب رہا کہ ترک جو طبیعتاً دنیا کی صفائی پسند و نفیس مزاج
قومون مین ہین کیونکر اس طرح کی غلاظت کو روا رکھتے ہین حالانکہ یہ کہا جاسکتا ہی کہ
عزیزیہ کا کیمپ ایسا مقام ہے کہ جہان عربون کی آمد و رفت مع اپنے جانورون کے
جو سب کے سب میلے ہوتے ہین برابر لگی رہتی ہی تاہم کمپ کی موجودہ حالت مین
ترقی ہوسکتی ہی اور یہ ممکن ہی کہ معمولی صفائی کا انتظام کیا جاسکے اور ضروری قواعد
حفظان صحت کا لحاظ رکھا جائے پس ایسا نہ کرنے کے لیے کوئی معقول عذر نہین کیا
جاسکتا یہان کی زمین بہت آسانی سے کھودی جاسکتی ہی لہذا کوڑا پھینکنے کیلیے

بلا کسی دقت کے گڑھے کھودے جا سکتے ہین مگر اس قسم کا کوئی انتظام نہ تھا پس جہان
خیمہ نصب تھے یعنی انسان اور جانور رہتے تھے ہر طرف غلیظ پڑا رہتا تھا اور ہر سمت
نا قابل بیان گندگی نظر آتی تھی اور ہر جانب سے سخت بدبو آیا کرتی تھی حتی کہ اسپتال کے
خیمون کے قریب مریضون کے پر اور پاخانہ پڑا رہتا تھا جسپر ہر وقت بڑی اور چھوٹی مکھیان
بھنکا کرتی تھین اور بیماری پھیلنے کا اندیشہ رہتا تھا یہ انتظام ممکن تھا کہ پہاڑی کے
دامن مین کچھ حصہ اراضی اہل یورپ کے لیے مخصوص کر دیا جاتا اور عربون کے واسطے
سارا میدان بازار کے جنوب مین چھوڑ دیا جاتا برخلاف اسکے ان بہادر مگر میلے جنگجو
عربون کو ہر طرف پڑ رہنے کی اجازت تھی اور جا بجا اپنے اونٹون سمیت جمع رہتے تھے
جنکے جسمون کی بدبو ہر طرف پھیلی رہتی تھی جہان تک مین نے تحقیق کیا باقاعدہ فوج
کے سپاہی بھی اس بات پر نہین مجبور کیے جاتے تھے کہ پانی جوش دیکر استعمال کرین
حالانکہ اس احتیاط کے نہ ہونے سے اُنکی صحت کی حالت بہت خطرہ مین تھی الغرض
کمپ کی حالت ایسی تھی جس سے ہر وقت ہیضہ وغیرہ وباؤن کے پھوٹنے کا اندیشہ
رہتا تھا لیکن ان بہادر اور دلیر محافظان وطن پر خدا کی خاص رحمت تھی جسکے باعث
سے وہ بیماریون سے محفوظ تھے گو انھون نے اپنی لاپروائی اور بدانتظامی سے
اپنی جان کو بہت خطرہ مین ڈال رکھا تھا۔

اگر کوئی شخص کمپ واقعۂ عزیزیہ کی صفائی کی حالت دیکھے تو اُسے یہ فیصلہ کرنا
پڑیگا کہ عثمانی فوج کے طبی افسرون نے ترقی کی راہ مین اپنی فوج کے ساتھ قدم نہین بڑھایا
ہی سلطانی فوج نے اپنی حالت اسقدر درست کر لی ہی کہ آج دنیا کی بہترین فوج مین
شمار کیے جانے کے قابل ہی مگر طبی جز بالکل پیچھے ہی ایک ترکی افسر سے مجھ سے اس
معاملہ مین بحث ہوئی اُسنے اس امر کا اعتراف بھی کیا کہ واقعی طبی انتظام درست نہین
ہی لیکن ساتھ ہی اُسنے بھی اعتراض کیا کہ انگلستان کے ایسے دولتمند ملک کے لشکر مین

تپ محرقہ سے جنگ ٹرانسوال کے زمانہ مین کیون اسقدر آدمی فوت ہوے میرے
نزدیک اُسکا اعتراض صحیح تھا کیونکہ اُس تباہ کن جنگ مین ہمارا کل انتظام خواہ فوجی ہو
یا طبی نہایت خراب اور بے ترتیب رہا۔ تپ محرقہ سے ہمارے لشکر مین اسقدر موتین
ہوئین کہ اُنکی تعداد پڑھ کر مجھے بحیثیت فرد قوم ہونیکے نہایت شرم آتی ہی مجھے خوب یاد ہی
کہ تپ محرقہ کے بیمار گیلی زمین پر برساتی بچھائے پڑے رہتے تھے اور کتنے ہی ہونہار اور
خوش وخرم لوگ اس بد انتظامی کے نذر ہو گئے اگر ہمارے ڈاکٹرون مین طبی اور انتظامی
قابلیت اُس پیمانہ کی ہوتی جیسے کہ چند سال بعد جاپانیون سے ظاہر ہوئی تو کوئی شبہہ
نہین کہ بہت سی عزیز جانین ضائع ہونے سے بچ جاتین۔ غور کرنے کا مقام ہی کہ منجملہ
بارہ ہزار بیماری سے فوت ہونے والون کے زیادہ تعداد تپ محرقہ سے مرنے والون
کی تھی بمقابلہ اسکے صرف آٹھ ہزار آدمی میدان جنگ مین کام آئے اور جاپانی لشکر
مین صرف ایک فی صدی بخار سے ضائع ہوے۔ اصل یہ ہی کہ جاپانیون نے اپنی قابلیت
سے ثابت کر دیا کہ لشکرون مین بخار کی وبا کا کیونکر انسداد کیا جاتا ہی جسکا سہرا اُنکے
سر ہی۔ جاپانیون کے قبل یہ وبا زمانہ حال کے ہر لشکر کے اوپر مثل قہر کے فرشتہ کے نازل
رہی ہی جس جنگ کا حال پڑھیے ایک ہی قسم کی اندوہناک داستانین پڑھنے مین آتی
ہین مثلاً روس وروم۔ فرانس وجرمن۔ چین وٹرانسوال یا مراکو اور فرانس وغیرہ جس
لڑائی کا حال پڑھیے یہی معلوم ہوتا ہی کہ بہ نسبت تیر وتفنگ کے بخار سے زیادہ آدمی
ضائع ہوے۔ پس جو شخص کسی جنگ کی تاریخ لکھنے مین طبی انتظام کی درستی پر زور دے
اور کامیابی کے لیے ضروری ٹھہرائے تو اُسکی راے حق بجانب ہی۔ ناتجربہ کار لوگون کا
حال یہ ہی کہ طبی ترقیات کی سست رفتار دیکھ کر اُن لوگون کو اکثر غصہ آجاتا ہی میرے
نزدیک اُنکا غصہ بھی بیجا نہین ہی کیونکہ ان ترقیات پر کتنی عزیز جانون کی حفاظت کا دار
ومدار ہی پس اگر بعض لوگ طبی ترقیات کی سستی پر اظہار ناراضی کرین تو بیجا نہین ہے

مثلاً یہ بیان کیا جاتا ہی کہ ٹائیفائڈ بخار سے محفوظ رکھنے والا مادہ چوبیس برس ہوئے ایجاد ہوا تھا اور امتحان بھی کیا گیا تھا جانورون پر ٹیکہ لگانے سے یہ بات ثابت ہوگئی تھی کہ اگر اس قسم کے بخار کے کیڑون سے عمدہ اور صاف کیا ہوا مادہ بنایا جائے اور گرمی پہونچا کر اس عرق کو بے ضرر بنا دیا جائے تو جس جانور کے ٹیکہ لگایا جائے وہ اس بیماری سے محفوظ رہتا ہی لیکن ۱۸۹۶ء تک کسی انسان پر تجربہ نہین کیا گیا۔ آخر پروفیسران فیفر اور کول نے مقام برلن مین ایک لڑکے پر تجربہ کیا ہمین ڈاکٹر رائٹ کا مشکور ہونا چاہیے جنکی واویلا سے ۱۸۹۹ء مین انگریزی فوج جو ٹرانسوال بھیجی جا رہی تھی اُسپر بطور امتحان کے معمولی کوشش کے ساتھ ٹیکہ لگانے کا عمل کیا گیا اُس جہاز پر جسپر کہ مین سوار تھا اور فوج بھی جا رہی تھی مین نے دیکھا کہ ہر افسر نے نہایت خوشی سے ٹیکہ لگوایا لیکن سپاہیون کو راضی کرنے مین بہت وقت پیش آئی۔ چنانچہ بجز چند آدمیون کے اور کوئی راضی نہ ہوا مگر اس قسم کے شاذ و نادر امتحان کی بنا پر کوئی صحیح نتیجہ نہین نکالا جا سکتا تاہم جسقدر معلوم ہوا اُس سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ ٹیکہ کامیاب رہا اُس زمانہ کے بعد جب سے ٹیکہ لگانا لازمی کر دیا گیا تو عجیب و غریب کامیابی ظہور مین آئی چنانچہ جاپانی سپاہیون مین بوجہ ٹیکہ لازمی ہونے کے موتین اسقدر کم ہوئین کہ بجائے نہ ہونے کے شمار کرنا چاہیے بخلاف اسکے روسی فوج کا جہان اس قسم کی جبریہ احتیاط رائج نہ تھی نتیجہ یہ ہوا کہ ہزارون آدمی بخار کی نذر ہو گئے۔ جاپانی طبی افسران کی بیدار مغزی کا ایک اور ثبوت یہ ہی کہ ہر سپاہی کو ایک بکس کریوسوٹ کی گولیون کا دیا گیا تھا یہ دوا امراض معدہ کے لیے بہت مفید ہی اور نہایت دلچسپ بات یہ ہی کہ ہر بکس پر لکھا ہوا تھا کہ ”اگر روسیون کو شکست دینا ہی تو ان گولیون مین سے تین گولیان روز کھاؤ“

حال کی تحقیقات سے یہ معلوم ہوا ہی کہ جس طرح بخار سے محفوظ رہنے کے لیے

ٹیکہ لگانا مفید ہوتا ہی اُسی صورت سے پیچش مین بھی ٹیکہ سے نفع ہوتا ہی چنانچہ فرانس مین ڈاکٹر وسے لارڈ ڈاپٹر کا ایجاد کیا ہوا ٹیکہ لگایا جاتا ہی جسکی وجہ سے ملک فرانس مین سینتالیس فی صدی اموات پیچش سے بہ نسبت سابق کے کم ہوگئی ہین فرانس کا مشہور پروفیسر شامٹس بخار کے ٹیکہ کی بابت بیان کرتا ہی کہ مقام اوجدہ مین تپ محرقہ کی بہت کثرت تھی چنانچہ اُسنے پچاس سپاہیون کو ٹیکہ لگایا اُن مین سے کوئی شخص اُس قسم کے بخار مین نہین مبتلا ہوا جو آنتون کے فساد سے پیدا ہوتا ہی اور تیس سپاہی جنھون نے ٹیکہ لگانے سے انکار کیا تھا اور ان پچاس کے ساتھ رہتے تھے ان مین سے چھ آدمی متذکرہٗ بالا قسم کے بخار مین مبتلا ہوے اور دو آدمیون پر ٹائیفائڈ قسم کے بخار کا حملہ ہوا۔ لیکن امریکہ کے حالات بہ نسبت ان واقعات کے زیادہ صحیح ہین کیونکہ وہان کسی قسم کی رعایت نہین کی جاتی ہی اور جبریہ کل فوج کے داہنے ہاتھ پر چیچک کا اور بائین ہاتھ پر بخار کا ٹیکہ لگایا جاتا ہی جسکا نتیجہ یہ ہی کہ بینتالیس ہزار سپاہیون مین ڈھائی برس کے اندر صرف گیارہ آدمی تپ محرقہ مین مبتلا ہوے مگر کوئی ضائع نہین ہوا پس اب وقت آگیا ہی کہ ہر مہذب قوم اپنی فوج کے نوجوان سپاہیون کو تپ محرقہ کے خطرات سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرے۔

کمپ کے اندر ایک اور بات جس سے جان خطرہ مین رہتی تھی وہ یہ تھی کہ برابر عرب لوگ بندوقین داغا کرتے تھے علاوہ اسکے کہ اس طریقہ سے کارتوس بہت ضائع ہوتے تھے جان ہر وقت خطرہ مین رہتی تھی کیونکہ عرب بلا لحاظ کسی سمت یا آدمیونکی موجودگی کے بندوق چلادیا کرتے تھے پندرہ دسمبر کو جب مین بنی عشیر سے واپس آیا تو معلوم ہوا کہ دو آدمی گولیون سے نشانہ ہو چکے ہین منجملہ اُنکے ایک عرب تھا جسکی ران مین زخم آیا تھا اور ایک ترکی باقاعدہ فوج کا سپاہی تھا جسکے پیٹ مین گولی لگی تھی اس غریب ترک کی حالت شروع سے بہت نازک تھی کیونکہ گولی قریب سے لگی تھی اور آنتون کو توڑکر نکل گئی

تھی وہ بیچارہ شام ہی کو مرگیا ہم سب کو اُسکے مرنے کا بہت افسوس ہوا علاوہ اُن لوگون کے جو اسے جانتے تھے ہم کو اس سبب سے زیادہ رنج تھا کہ آج کل کی حالت کے لحاظ سے ایک باقاعدہ سپاہی کا مرنا ایسا نقصان رسان ہی جسکی تلافی نہین ہوسکتی ہی

اگر عرب مرجاتا تو ایک طرح سے قرین انصاف تھا کیونکہ وہ اپنے ہم قومون کی حماقت اور لاپرواہی کا شکار ہنتا لیکن غریب ترک کی بیفائدہ جان گئی اور بیوقت موت آئی غرض تمام دن عرب بندوقین چلایا کرتے تھے اور اسکی بھی پابندی نہ تھی کہ آسمان کی طرف چلاتے اُنکی حالت یہ تھی کہ ماز ربندوق کے ساتھ کھلونے کی طرح بچون کے مانند کھیلا کرتے تھے اکثر یہ ہوتا تھا کہ بندوق صاف کرنے کے بعد ایک کارتوس بھر کر اس بات کی آزمائش کے لیے داغتے تھے کہ بندوق اچھی حالت مین ہی کہ نہین حالانکہ بعد صفائی کے کارتوس چلانے سے وہ پھر میلی ہوجاتی تھی اکثر گولیان میرے سر پر سے سنسناتی ہوئی نکل گئین اس لیے جب کبھی میرے خیمہ کے قریب بندوق کی آواز سنائی دیتی تھی تو طبیعت بہت پریشان ہوجاتی تھی کیونکہ یہ معلوم تھا کہ عرب بھری ہوئی بندوقون کے ساتھ کس قدر بے احتیاطی کرتے ہین۔ مین نے اکثر اس بات کی شکایت افسرون اور ڈاکٹرون سے کی اور یہ کہا کہ گولی کے کارتوس اس طرح ضائع کرنا نہایت افسوسناک ہی لیکن وہ بھی بیچارے یہ کہکر چپ ہورہے کہ "عربون مین کسی قسم کی پابندی اور ضوابط قائم کرنا نہایت مشکل ہی مین سرمان کے مقام پر جب سے طپنچہ کی گولی سے بچا تھا اُس وقت سے بہت احتیاط کرتا تھا لیکن جب بھی یہ خیال ہر وقت لگا رہتا تھا کہ باوجود تمام سب تکالیف سفر اور بیماریون کے خطرات برداشت کرنے کے اگر کسی پاگل کی گولی آکر لگ گئی تو یہ موت ہرگز خوشگوار نہ ہوگی۔

میرے خیال مین انگلستان کے اندر کوئی شکاری چالیس برس کے سن والا ایسا نہ ہوگا جسکا جسم چھرّے کے زخمون سے چھلنی نہ ہو مین نے خود بہت کم شکار کھیلا ہے

اور بغیر زندگی کا بیمہ کرائے ہوے کبھی شکار پر نہین گیا لیکن مجھے تجربہ سے معلوم ہوا کہ طالبعلمون کے ساتھ جو چھپ کر بندوق لگاتے ہین شکار کھیلنا نہایت خطرناک ہے۔

۱۲ دسمبر کو مین طاہر بے کے ساتھ ترکی چوکیون کا معائنہ کرنے گیا اس افسر نے توپخانہ کا ایک گھوڑا مجھے سواری کے لیے دیا تھا۔ اس سیر مین کپتان ٹلھیم سے بہت مدد ملی یہ شخص اعلی درجہ کا زبان دان تھا ترکی زبان خوب روانی کے ساتھ بولتا تھا اور ہمیشہ نہایت مطمئن رہتا تھا اور بڑی سوجھ بوجھ کا آدمی تھا غرض اُس مین کل صفات جو ایک جنگی نامہ نگار مین ہونا چاہیین موجود تھے عثمانیون سے اُسکو بہت محبت تھی اور اُنکی فوج کا بہت معترف تھا آخر کار مین اور عبداللہ بے جو ترکی توپخانہ کا افسر تھا اور کیپٹن ٹلھیم مع دو پولیس سوارون اور دو رسالہ کے سوارون کے روانہ ہوے ہم کو روانگی مین دیر لگی کیونکہ یورپ کے باہر جس ملک مین سفر کرو تو سامان سفر مہیا کرنے مین دیر لگتی ہے۔ عزیزیہ سے ایک پگڈنڈی پر ہم لوگ چلے راستہ مین عربون کے گانون اور کنوون کے گرد سرسبز اور شاداب باغات نظر آئے ہمارے گھوڑے آہستہ آہستہ چار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چل رہے تھے کیونکہ جہان زمین سخت تھی وہان بھی گھوڑون کے سُم چار چار انچ زمین مین دھنستے تھے اور جہان بالو کے ٹیلون پر چڑھنا پڑتا تھا وہان بہت دقت ہوتی تھی پوئی اور دُلکی چلنا ناممکن تھا یہ گھوڑے دُلکی چلنے کے عادی بھی نہ تھے کیونکہ صحرا مین ہر وقت اندیشہ لگا رہتا ہے کہ گھوڑا ٹھوکر لیکر گر نہ پڑے علاوہ اسکے ترک جب دھوپ مین سفر کرتے ہین تو اپنے گھوڑون کی حفاظت کا بہت خیال رکھتے ہین اس سبب سے ہم آہستہ آہستہ تمام راستہ طے کرتے رہے۔

راستہ مین جا بجا ہم کو عربون کی ٹکڑیان ملین اور ایک مقام پر سات ترک سپاہی ملے جو دم لینے کے لیے ٹھہر گئے تھے عبداللہ بے نے اُن سے دریافت کیا کہ اُنکے جوتے کیا ہوے تو اُنھون نے جواب دیا کہ بالو پر آسانی سے چلنے کی غرض سے اُنھون نے

اُتار ڈالے ہین - یہ ترک کپتان بہت خوش مزاج آدمی تھا اس سبب سے اُسکی ہمراہی مین بہت لطف آیا - حال ہین ترکی گورنمنٹ نے مصنوعی جنگ کے زمانہ مین اُسے فرانس کی فوج کے ہمراہ پیرس مین تعینات کردیا تھا عبد اللہ بے پیرس کی آبادی اور وہان کے طرز زندگی کا بہت معرف تھا وہ لندن کبھی نہین گیا تھا اس لیے اُسنے ہمارے فوجی انتظامات - فوج بھرتی کرنے کا طریقہ - سپاہیون کی تنخواہ اور میعاد ملازمت وغیرہ کے حالات نہایت شوق سے دریافت کیے اُسکا خیال تھا کہ ہمارے یہان شاہی گارڈ کے افسر سب اعلی خاندان کے لوگ ہوتے ہین مگر مین نے اُسکو سمجھایا کہ انگلستان مین دولت بہ نسبت شرافت خاندانی کے حصول عزت و ثروت کا بہت قوی ذریعہ ہی - روس و روم کی لڑائی کے زمانہ مین یہ عام رواج ہو گیا تھا کہ ترکی افسرون کی مذمت کی جاتی تھی اور مختار پاشا و سلیمان پاشا و عثمان پاشا کے سپاہیون کی تعریف مین لوگ رطب اللسان رہتے تھے اُس زمانہ مین افسرون کی نسبت جو الزامات لگائے جاتے تھے چاہے صحیح ہون لیکن موجودہ زمانہ کے ترکی افسر جنھون نے مدرسہ حربیہ مین تعلیم پائی ہی اور تھسلی کریٹ و مقدونیہ و نیز یمن کی جہان ہمیشہ فساد برپا رہتا ہی جنگون مین شریک ہوے ہین اُنکی نسبت یہ الزامات بالکل غلط ہین یہ لوگ نہایت قابل سپاہی ہین اور اپنے فن مین بہت مشاق اور اُس سے دلچسپی رکھتے ہین اور اپنے ماتحت سپاہیون کے ساتھ بہت ہمدردانہ برتاؤ کرتے ہین اُنکے اخلاق کے متعلق مین یہ کہہ سکتا ہون کہ اُن سے زیادہ دنیا بھر مین کہین ایسے خوش خلق نیک طبیعت اور رحمدل لوگ نہ ملین گے جیسے کہ ترکی افسر ہین - اگر کوئی آدمی جنٹلمین کہلانے کا مستحق ہی تو یہ لوگ ہین - مین اپنے ان دوستون کا بہت احسانمند ہون اور میری دل سے دعا ہی کہ کسی عمدہ اور اطمینان کے موقع پر مجھے ان لوگون مین سے بعض کی صحبت پھر نصیب ہو -

ہم تینون آدمیون نے صحرا کے اندر سولہ میل طے کیے کیونکہ عزیزیہ اور ترکی چوکیون اور مورچون کے درمیان سولہ میل کا فاصلہ تھا راستہ مین ہم باتین کرتے جاتے تھے اور آپس مین یہ طے کرتے رہے کہ بعد لڑائی کے لندن مین ملاقات کیونکر ہونا چاہیے کپتان (یوزباشی) عبداللہ بے نے کہا کہ اللہ ہماری کوششون مین ہمین کامیاب کرے اور بعد جنگ کے ہم سب کو بخیریت ملائے لیکن جب تک ہم طرابلس مین رہین اُسوقت تک یہی کہنا چاہیے کہ

ابتو جاتے ہین بتکدہ سے میر پھر ملین گے اگر خدا لایا

چار گھنٹہ گھوڑون پر سفر کرنے کے بعد ہمین ایک خوبصورت اور شاداب نخلستان نظر آیا یہان پر ترکون نے اپنا مورچہ قائم کیا تھا اور اس مقام کا نام غالبًا یہان کی حالت کے لحاظ سے "صنعت بنی آدم" رکھا گیا تھا یعنی "گلزار بنی آدم" کہلاتا تھا ہمارے پہونچنے کے بعد عرب نہایت اشتیاق کے ساتھ ہر طرف سے آکر ہمارے گرد جمع ہوگئے خصوصًا جب اُنھون نے کیپٹن سلیم کے ہاتھ مین تصویر کھینچنے کا کمرہ دیکھا توخود بخود حلقہ باندھ کر ترتیب کے ساتھ کھڑے ہوگئے عربون کے سردار اپنے شوخ و چالاک گھوڑون پر درمیان صف کے کھڑے ہوے اور ساری صف مین رنگ حا بجا سرخ لہراتے ہوے نشان لیکر استادہ ہوگئے۔

یہ منظر نہایت نفیس تھا اور یہان کی حالت دیکھنے سے ان لوگونکے جوش و خروش اور سادگی کا پتہ چلتا تھا تھوڑی دیر کے بعد کوئی عرب نہایت خوش آیند لہجہ مین ذیل کے الفاظ پڑھتا تھا "ہم سپاہی ہین ہم کو موت سے کوئی ڈر نہین ہے ہم اپنے وطن پر اپنی جانین قربان کرنے کے لیے تیار ہین" اسکے بعد سب لوگ بندوقین و تلوارین بلند کر لیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم اپنے اسلاف کے سچے پیرو اور خلف ہین یعنی یون کہنا چاہیے کہ ان لوگون کا مطلب ذیل کی مثل کے مطابق تھا" الولد سر لابیہ"

غرض ان لوگون کے جوش کی کوئی انتہا نہ تھی کپتان ٹلھیم نے اس منظر کی کئی تصویرین کھینچین لیکن میرے خیال مین اس موقع پر کسی اعلی درجہ کے مصور کی ضرورت تھی جو اپنے قلم سے ان لوگون کا نقشہ کھینچتا کیونکہ عکسی تصویر مین اس مجمع کی رنگا رنگ پوشاکین سبز سرخ سفید اور بھورے رنگ کی جھنڈیان اور روردیان زرد زرد بالو کا میدان اور تیز دھوپ جس مین گرمی کی وجہ سے ہوا مین لہرین پیدا ہو رہی تھین اُس خوبی کے ساتھ نہین ظاہر کی جاسکتین جیسے کہ قلم سے بنی ہوئی تصویر مین دکھائی جاسکتی ہین اس مقام کا سردار ایک افسر نسیمی بے تھا جو اٹھتیس نمبر کے رسالہ مین میجر کے عہدہ پر ممتاز تھا یہ شخص دراز قامت اور بہت ہی وجیہ آدمی تھا طبیعت مین شوخی ور مذاق اور سادگی تھی جو کہ ہر ترک شریف آدمی مین پائی جاتی ہو اُسنے اپنے زمانۂ ملازمت کے پچیس برس بوجہ سلطان عبدالحمید خان کی ناراضی کے ارض روم مین بسر کیے تھے۔

اس بے سروسامانی کی جنگ مین جہان افسرون کو اور ہر قسم کی تکلیفین تھین وہان یہ آرام بھی تھا کہ اعلی عہدہ دارون کے خیمہ بہ نسبت ہمارے فوجی خیمون کے بہت وسیع تھے نسیمی بے کے پاس ایک خیمہ تھا جو بہ نسبت انگریزی خیمون کے وسعت مین دونا تھا اور اُسکے اندر بالو کی زمین پر نفیس کملون کا فرش تھا چلنے وقت مین نے اور کپتان ٹلھیم نے ولایتی مچھلیون وغیرہ کے ڈبّے اپنے ساتھ رکھ لیے تھے کیونکہ ہمین یہ خیال تھا کہ یہان پہونچ کر یہ چیزین کام دینگی لیکن ہمین یہان آکر نہایت استعجاب ہوا کیونکہ رسالۂ فوج کے مہتمم نے ہمارے واسطے بہت تھوڑے وقت مین نہایت عمدہ کھانا تیار کرادیا یہ افسر گداز بدن نہایت خلیق تھا اور ہر وقت عینک لگائے رہتا تھا جس عجلت سے کہ اُسنے ہمارے لیئے دعوت کا سامان کیا اُس سے معلوم ہوتا ہو کہ اُسے باورچی خانہ کے انتظام مین بہت قابلیت ہو ہمارے لیے جو کھانے تیار کرائے گئے تھے

اُنکی فہرست حسب ذیل ہو۔ پہلے بھُنا ہوا بکری کا گوشت مع آلو ہمارے سامنے آیا اُسکے
بعد بھُنا ہوا مرغ اور مرغ کے بعد نہایت لذیذ پلاؤ ہمارے لیے لایا گیا میوون مین دو
بہت بڑے بڑے انار ہمارے سامنے رکھے گئے اُسکے بعد ہم نے اس مزے کی ترکی
قہوہ پی جو بہت اعلی درجہ کے ہوٹلون کے سوا اور کہین نصیب نہین ہوسکتی۔

قریب قریب سب ترکی افسر نیز نسمی بے سردار فوج فرانسیسی زبان مین گفتگو
کرتے تھے کپتان ٹلہیم کا مین بہت مشکور ہون کہ ترکی زبان مین جو باتین ہوتی تھین وہ
مجھے سمجھاتے جاتے تھے غرضکہ شام کا وقت بہت لطف کے ساتھ گذرا اور جب
مین رات کو سونے لیٹا تو دور سے برقی لالٹینون کی ہلکی روشنی جو ایطالی مورچہ واقعہ
بومیلیانا پر لگی ہوئی تھین اور میرے خیمہ کے چارون طرف شعاع ڈال رہی تھین
غنودگی کی حالت مین نظر آتی رہی۔ مجھے خیال تھا کہ اب خوب جی بھر کے چھ گھنٹہ
سوؤنگا لیکن رات کو عارف بے کے دفعۃً گھبرائے ہوے آنے سے آنکھ کھل گئی یہ
شخص سرخ وردی پہنے ہوے تھا اور عین زارہ کے گرد ایطالی مورچون کے معائنہ
کے واسطے گیا تھا وہ بیان کرتا تھا کہ بحیثیت ایک رسالۂ فوج کا افسر ہونے کے
اُسے ایطالی رسالہ کا انتظام دیکھ کر سخت نفرت پیدا ہوئی کیونکہ اُسنے وہان جاکر دیکھا
کہ سب کے سب زمین پر پڑے سورہے ہین اور کوئی انتظام پہرہ چوکی کا نہ تھا اُسنے
بیان کیا کہ بومیلیانا کے خندقون کے گرد کئی قطارین خاردار تارون کی لگی ہین اور
دو قوت دار برقی لالٹینین نصب ہین اور عین زارہ کے قریب ٹیلون پر توپخانہ قائم
ہی غرض ہر جگہ ایطالی فوجی حلقہ مین گھوڑے آدمی اور توپون کی کثرت ہے یہ بھی کہا کہ ایطالیون
نے عین زارہ مین بالو پر تختہ بچھا دیے ہین تاکہ توپین کھینچنے مین آسانی ہو باوجود اس
تمام سامان کے مین نے اُس نوجوان افسر کو دشمن کی کثرت کی وجہ سے خوفزدہ اور
مایوس نہین پایا۔ بلکہ وہ اور اُسکے ساتھی نہایت خوش نظر آتے تھے اور آمدہ کی نسبت

بہت خوشگوار منصوبہ باندھے ہوئے تھے ان لوگون کا خیال یہ تھا کہ ابتداے جنگ
کے وقت شہر چھوڑنے مین اُن سے بڑی غلطی ہوئی اس مین شک نہین کہ جب ایک
بات ہوجاتی ہی تو بعد کو اُسکے متعلق طرح طرح کے خیالات پیدا ہوتے ہین اور یہ خیال آتا
ہی کہ فلان فروگذاشت ہوگئی لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اُسوقت جبکہ اعلان جنگ
کا مقررہ وقت گذر گیا تھا تب عربون کی جمعیت جو بعد کو اندرون ملک سے آئی
موجود نہ تھی تاہم اُسوقت بھی تین ہزار جنگجو عرب شہر اور نخلستان مین موجود تھے اور اگر
باقاعدہ فوج کے لیے عمدہ خندقین تیار کر لی جاتین تو اس مین شبہہ نہین کہ محض گولہ باری
سے عثمانی فوج کو پسپا کرنا دشوار ہوجاتا اور اس حالت مین ایطالیونکو خشکی پر اُترنے
مین بہت وقت پیش آتی۔

تین بجے کے قریب پھر ہم سوگئے اور صبحکو آٹھ بجے مزید ارچاے پی کر مع اپنے ہمراہیون
اور گارڈ کے روانہ ہوگئے کپتان عبداللہ نے تین ہفتہ کے بعد آج خط بنایا تھا اس
وجہ سے جب وہ اپنی پوری وردی پہن کر آئے تو نہایت شاندار معلوم ہوتے تھے
مین نے تمام افسرون مین اُنھین کے پاس پوری وردی دیکھی جو کسی نہ کسی ترکیب سے
چھپا کر یہانتک لائے تھے اب ہمارے ساتھ کپتان محمد بے بھی ہوگئے تھے یہ نہایت
وجیہ آدمی تھے اور نیلے رنگ کی وردی جو کسی ایطالی افسر کی تھی پہنے ہوے تھے اور
ماؤزر بندوق شانہ پر لٹکائے ہوے تھے اُنھون نے بیان کیا کہ اُنکا ایک بھائی انگریزی
فوج مین ملازم ہی ہم دو گھنٹہ تک وسیع میدان طے کرتے رہے جہان جا بجا خوشبودار
پھولون کے جنگلی درخت اُگے ہوے تھے اور جا بجا ہری گھاس کے تختے زرد بالو
کے میدان مین بہت بھلے معلوم ہوتے تھے۔

اس طرف کا صدر مقام صنعت بنی آدم تھا اور ترکی فوج کا داہنا بازو فندق
بنی غشیر مین واقع تھا جو کہ اول الذکر جگہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر واقع ہی یہان پر

کچھ سپاہی باقاعدہ فوج کے اور کچھ عرب مجاہدین تعینات تھے جس عمارت کی وجہ سے اس مقام کا نام فندق بنی عشیر پڑ گیا ہی اُس مین ہم جاکر دوپہر کے وقت ٹھہرے اور قہوہ پینے کے وقت ایک فوجی ڈاکٹر سے دیر تک باتین کرتے رہے اس ڈاکٹر نے پانی جوش کر کے استعمال کرنے پر بہت زور دیا اور اُسنے بیان کیا کہ ترکون اور عربون مین نزلہ اور کھانسی بہت پھیلا ہوا ہی اسکے بعد اُسنے مجھسے دریافت کیا کہ مین کونسا عرق آنکھون کو سرخی اور دیگر امراض سے محفوظ رکھنے کے لیے استعمال کرتا ہون اسکے جواب مین مین نے دوا کا نام بتادیا اُسکے پاس اُسکا دواساز ایک بوڑھا یونانی بیٹھا ہوا تھا جس نے مجھسے پوچھا کہ میرے خیال مین جنگ کب تک ختم ہو جائیگی وہ بیچارہ بہت پریشان نظر آتا تھا اور اپنی بیوی بچون کے پاس طرابلس جانے کا بہت خواہشمند تھا۔ یہان بھی ہم نے جیسے اور مقامات پر دیکھا تھا دشمن سے چھینی ہوئی چیزین فروخت ہوتے دیکھین یہان بھی اور مقامات کی طرح مال غنیمت بازار مین بیچنے کے لیے رکھا جاتا ہی ہم نے ایک دوربین شہر جینا کی بنی ہوئی ایک شخص کے پاس دیکھی جسے کہ اُسنے پانچ پیسہ کو مول لیا تھا۔ یہ حال دیکھنے کے بعد مین نے ایطالیون کی سرکاری خبرون مین ایک مضحکہ انگیز اور جھوٹا بیان پڑھا جس مین یہ لکھا تھا کہ اسوقت تک ایطالیون سے دشمن نے میخ زین نہین چھینا برعکس اسکے مین نے خود بازارون مین یہ تماشا دیکھا ہی کہ جب کبھی ایطالیون نے اپنی فتح کی خبر شائع کی ہی اُسکے بعد بازارون مین سات آنہ کے حساب سے ہتی کارتوس ایطالیون سے چھینے ہوے بکے ہین اور بندوقونکی کوئی انتہا نہ تھی جو چاہتا نہایت سستی یعنی پونے دو روپیہ کی ایک بندوق مول لے لیتا۔ اُنیس دسمبر کی لڑائی کے بعد ایطالیون کے کارتوسون کی یہ حالت تھی کہ بلا قیمت اگر کوئی شخص مانگتا تو مل جاتے ایطالی سپاہیون کی لکڑی کی بوتلین جن پر اُنکے نام کھُدے ہوتے ہین برابر خیمون کی چوبون مین لٹکی رہتی ہین۔ نیز جس دوہرے خیمہ مین مین ٹھہرا ہوا تھا وہ بھی ایطالیونکا تھا بلکہ اُسپر ایطالی زبان مین

کچھ لکھا بھی ہوا تھا - ان چیزون کو دیکھ کر میرے دل مین خیال پیدا ہوا کہ دنیاوی ساز و سامان کس قدر بے ثبات چیز ہی اُسکی حالت یہ ہی کہ آج اسکے پاس ہی تو کل اُسکے قبضہ مین ہی
جنگ کے زمانہ مین ترکی فوج کی وردیان عموماً غیر معمولی طرح کی ہوتی ہین مجھے یاد ہی کہ ۱۸۹۵ء مین کریٹ کی بغاوت کے زمانہ مین عجیب طرح کی وردیان ترکی فوج کو پہنائی گئی تھین ترکی فوج مین ترکی ٹوپی کسی نہ کسی شکل کی ہر شخص کے سر پر ہوتی ہی باقی کپڑے البتہ مختلف وضع کے ہر شخص پہنتا ہی مین نے کریٹ مین دیکھا کہ اگر کوئی شخص وردی کا پتلون پہنے ہوے ہی تو کوٹ معمولی غیر فوجی وضع کا ہی اسی طرح دوسرا شخص کسی اور رنگ کے کپڑے پہنے ہوے ہی مگر وردیون کی خرابی شام کے وقت جبکہ فوج قواعد کرتی تھی بھول جاتی تھی یعنی جسوقت کہ یہ بہادر سپاہی اکٹھا ہو کر اپنے بادشاہ کے لیے نعرۂ خوشی بلند کرتے تھے اور کیسے بادشاہ کے لیے (سلطان عبد الحمید خان) جو کہ اُنکی طرف سے بالکل لاپروا تھا - کریٹ کی فوج کی وردیان تو خراب تھین مگر اس زمانہ مین طرابلس کی فوج کی ظاہری حیثیت اُس سے بھی بدتر ہی - جنگ کی وجہ سے اور خراب حالت ہو رہی ہی بعض سپاہی پرانی خاکی رنگ کی سرج یا ڈرین کی وردیان پہنے ہین اور بہتون کے پاس صرف آسمانی رنگ کا باران کوٹ ہی - یہ کپڑے بھی جا بجا شکست نظر آتے تھے ہر ایک مین بٹن اور کندھون کے تسمون کا پتہ نہ تھا - بعض سپاہیون کے جوتون کی یہ حالت تھی کہ اُن مین بجز تلے کے اور کچھ باقی نہ رہا تھا مگر باوجود ان حالتونکے مجھے دعوی ہی کہ دنیا بھر مین ان شکستہ حال سپاہیون سے بہتر سپاہی نہ ملینگے پُرانے دور حکومت مین مجھ سے ایک کپتان نے بہت صحیح کہا تھا کہ ان سے زیادہ بہادر اور صابر سپاہی دنیا کے پردہ مین نہین ہین
جسقدر زیادہ عثمانی سپاہیون کو دنیا کے مختلف حصون مین دیکھتا جاتا ہون اُسیقدر میرے دل مین اُنکی قدر بڑھتی جاتی ہی اور مجھے یقین ہی کہ موجودہ زمانہ کی غور و پرداخت کی وجہ سے دنیا مین کوئی اُنکا ثانی نہ رہیگا - فرانسیسی سپاہی نہایت خوبی سے لڑتے ہین

مگر اُن مین یہ عیب ہی کہ بعض اوقات کامیابی کی صورت مین اُنکا جوش اعتدال سے بڑھ جاتا ہی اور بعض اوقات ناکامی کی حالت مین ضرورت سے زائد بیدل ہو جاتے ہین لیکن ترک سپاہیون مین خوبی یہ ہی کہ وہ ان عیوب سے بالکل پاک ہین نہ وہ حد سے زیادہ آپ سے باہر ہو جاتے ہین نہ اُنکے اوپر نا امیدی کا کچھ اثر ہوتا ہی ترک سپاہی کی عادت کبھی ڈینگ مارنے کی نہین ہی خصوصاً اس جنگ مین یہ صفت اچھی طرح پایۂ ثبوت کو پہونچگئی مثلاً اسوقت ترکون کے مقابلہ مین بہت کثیر فوج ہی اور مینے تجربہ کیا خواہ سپاہی ہون یا افسر ہر شخص نے نہایت تحمل اور جرأت دکھلائی مگر اپنی تعریف نہین کی۔ ترک سپاہی شکست کی حالت مین نہایت قابل تعریف استقلال سے کام لیتے ہین چنانچہ حال ہی کی لڑائی مین عین زارہ کے مقام پر جنرل پکوری کی پندرہ ہزار فوج نے جسوقت ترکون کے داہنے بازو پر دباؤ ڈالا اُسوقت ترک نہایت استقلال کے ساتھ اور بلا خوف وخطر اپنے مقام سے ہٹے اور دشمن کے سوارون کے حملہ کو جو ممکن تھا کہ واقع ہوتا بالکل خاطر مین نہ لائے شاید اس اطمینان کا یہ سبب ہو کہ بوجہ تجربہ کے وہ ایطالیون کی جنگی کارروائیون سے واقف ہو گئے ہون اور اس بات کا اندازہ کرلیا ہو کہ اُنکے مدمقابل سپاہیون مین کتنی ہمت ہی سب سے بڑی خوبی ترکی فوج مین یہ ہی کہ ہر درجہ کے سپاہی مین محبت اور اتفاق ہی ضوابط کی پابندی اُن مین اعلی درجہ کی پائی جاتی ہی مین نے کبھی نہین دیکھا کہ ایک دوسرے مین بیجا بے تکلفی ہو لیکن پھر بھی سپاہیون اور افسرونکے درمیان حقیقی محبت معلوم ہوتی ہے اور ایک دوسرے کی عزت کرتا ہی اخبار پلیک وٹو کا نامہ نگار جو اپنا فرضی نام اپنے مضامین کے نیچے "کیپی" تحریر کرتا ہی ترکون کی آرزوؤن کے متعلق نہایت معقول بات لکھتا ہی وہ تحریر کرتا ہی کہ "ترکون کی عین تمنا ہی کہ اٹلی والے اپنی فوج مقدونیہ اور ایشیاے کوچک مین اُتار دین اسوقت ترک امید کرسکتے ہین کہ اٹلی والون کو تاوان جنگ دینا پڑیگا۔

افسرون کی وردیان بھی اُسی طرح قسم قسم کی تھین جیسے کہ سپاہیون کی بعض افسر

جو بہت دشوار گذار اور پھیر کے راستون سے ٹیونس ہو کر مقام جنگ تک پہونچے تھے معمولی کپڑے پہنے تھے بنی عنیہ مین مین نے ایک افسر کو دیکھا کہ وہ بھورے رنگ کا ڈھلا ڈھالا جوڑہ پہنے تھا ایک افسر جو ہمارے ساتھ تھوڑی دور تک ہم سفر رہا تھا ٹانگون مین پٹیان باندھے تھا اور ربر دار جوتے مین مہمیز لگائے تھا اس مقام کے سردار فوج کو مین نے دیکھا کہ وہ ہاتھ مین عورتون والا جالی دار بٹوہ لیے رہتا تھا غرض بخلاف ممالک یورپ کے سخت قیود کے یہان آسانی یہ تھی کہ کسی شخص کو اس بات کی پروا نہ تھی کہ کون کس وضع کے کپڑے پہنے ہی اور موجودہ حالت کے لحاظ سے اسکے سوا کچھ چارہ بھی نہین تھا کیونکہ ایطالیون کے اعلان جنگ کے بموجب جس مین کہ چوبیس گھنٹہ کی مدت درج تھی اور جسکی اطلاع ترکی حکام کو بذریعۂ ایطالی کانسل متعینہ طرابلس ہو چکی تھی یہ حکام بلا قسطنطنیہ کے احکامات کے کوئی انتظام فراہمی اسباب و ضروریات کا نہین کر سکتے تھے۔ اسوجہ سے بہت اسباب ہی گیا ان لوگونکو احکامات کی اطلاع مدت ختم ہونیکے چھ گھنٹے پہلے پہونچی جسکے بعد ایطالی جنگی جہازون نے قلعہ پر گولہ باری شروع کی بس خیال کرنے کا مقام ہی کہ ان چھ گھنٹون مین کتنی عجلت کرنی پڑی ہوگی اور کتنے افکارات پیش آئے ہونگے اس قلیل مدت مین میدانی توپون کے لیے گھوڑے مہیا کیے گئے ہونگے۔ باربرداری کے لیے اونٹ اور خچر اور خورونوش کے لیے تمام انتظامات کرنے پڑے ہونگے خیمون کا لیجانا گولہ بارود کا لادنا غرض ہزارون چھوٹی چھوٹی باتین جو خواہ قلیل فوج کیون نہ ہو مگر اُسکے متعلق سوچنا اور طے کرنا پڑتی ہین صرف ۳۶۰ منٹ مین انجام دی گئی ہونگی حقیقت یہ ہی کہ متذکرۂ بالا امور کو خیال کر کے نشاط ہے اور اُسکے اسٹاف افسرون کی لیاقت کی داد دینا پڑتی ہی کہ اُنھون نے نہایت خوبی اور حسن انتظام سے اپنی کل فوج جو اُنکی ماتحتی مین تھی نہایت کامیابی کے ساتھ باوجود تمام ہلچل کے ایسے خطرہ کے مقام سے نکال لی اور صرف چند توپچی قلعۂ حمیدیہ اور سلطانیہ مین محض ایطالیون کے دھوکا دینے کو کہ اُنکا مقابلہ کیا جائیگا توپین سر کرنے کے لیے چھوڑ دیے۔ مین نے سنا ہی کہ اُس روز جسدن کہ بلاے

آسمانی ان لوگون پر نازل تھی انکو اپنے عزیزون اور دوستون سے رخصت ہونے کا موقع بھی نہین ملا ایک فوجی ڈاکٹر جس نے کیتھلک فرقہ کی عیسائی عورت سے شادی کی تھی مجھ سے بیان کرتا تھا کہ وہ اس طوفان اور ہلچل مین اپنے مکان دوڑا ہوا گیا لیکن مکان کو بالکل خالی پایا اسوقت سے اُسے اپنی بیوی اور چھ بچون کا کچھ حال معلوم نہین ہی کہ اُنپر کیا گذری یہ فوج طرابلس خالی کرنے کے بعد آہستہ آہستہ غرغریش کے قریب پہونچی اور وہین رات بسر کی آخرش اُسنے رفتہ رفتہ عین زارہ کے گرد مورچے قائم کر لیے۔

جس زمانہ مین کہ مین ترکون کے مورچہ مین ٹھہرا ہوا تھا مجھے جنگی جہازونکی برقی لالٹینین جو اُس مقام سے بارہ میل کے فاصلہ پر تھین صاف نظر آتی تھین اُنکی روشنی برابر کھجور کے درختون اور بالو کے ٹیلون پر ڈالی جاتی تھی ایک بار مشرق کی جانب مجھے بحری توپونکی آوازین سنائی دین معلوم ہوا کہ جنگی جہاز مقام تجورہ پر گولہ باری کر رہے ہین یہ مقام ایک چھوٹا سا قصبہ ہی اور اسکے تمام باشندے آبادی چھوڑکر چلے آئے ہین مگر اب بھی ایطالی بیڑہ کے ملاح اسپر گولہ باری کرتے ہین اور کچی دیوارون پر مفت اپنے قیمتی گولے ضائع کرتے رہتے ہین۔

ہم سب بنی عشیر سے عزیزیہ کی طرف واپس آئے ترکی مورچے سات میل تک پھیلے ہوے ہین لیکن ہم نے صرف صدر مقامات دیکھنے پر اکتفا کی اس سات میل کے حلقہ مین جابجا داہنے اور بائین ترک اور عرب سپاہی ایطالی مورچون کے گرد نصف دائرہ کی شکل مین مورچہ جمائے پڑے ہین اور اس نصف دائرہ کے اندر فوجی چوکیون کا ایک حلقہ ہی جو کہ مورچون سے چھ میل کے فاصلہ پر ہی اور سمندر سے قریب ہی۔ دونون فوجون کے اصول اور عمل مین زمین وآسمان کا فرق نظر آتا ہی ایک جانب حملہ آور فوج ہی جسکے لیے سلسلہ نامہ و پیام اپنے ملک کی جانب کھلا ہوا ہی اور جسکے پاس توپ خانہ ومنجنیق اور فوج کثرت سے موجود ہی یعنی یہ کہ صرف طرابلس مین ستر ہزار آدمی موجود ہین اور رسد اور ان تمام سب سامانون کے

بحری توپوں اور بیڑے کی قومی برقی لالٹینوں سے مدد ملتی رہتی ہی تاہم یہ نام کے حملہ آور اپنی گہری خندقوں اور خاردار تاروں کے جال مین چھپے بیٹھے رہتے ہین اور آگے بڑھنے کی نہ اُن مین ہمت ہی اور نہ قابلیت ہی۔ ان سے چند میل کے فاصلہ پر ملک کی حفاظت کرنے والوں کی فوج ہی جنکی تعداد بہ نسبت حملہ آوروں کے بدرجہا کم ہی لیکن وہ اطالی فوج کو ایسا حقیر سمجھتے ہین کہ اُنھون نے ایک خندق کھودنے کی کبھی کوشش نہین کی بلکہ اللہ پر بھروسا کیے بیٹھے ہین کہ کب اُنکو منجانب اللہ انپر ٹوٹ پڑنے کا موقع ملتا ہی۔ گو مجھے متعدد لڑائیوں مین تجربہ حاصل کرنے کا موقع ملا ہی لیکن مین نے آجتک کسی جنگ مین کسی فوج کی ایسی عمدہ اخلاقی حالت نہین دیکھی جیسی کہ اس قلیل فوج کی پائی جاتی ہی۔ پس میرے نزدیک ترکوں کا خیال اور اطمینان حق بجانب ہی کیونکہ ترک افسروں کی عادت کبھی ڈینگ مارنے اور بڑائی ہانکنے کی نہین ہی وہ کبھی اپنے سپاہیوں کی غلط اور بعید از قیاس تعریف نہین کرتے ہین بلکہ برعکس اسکے وہ ایطالی افسروں کی بہادری اور اُنکی بے جگری کی یکزبان ہوکر تعریف کرتے ہین اُنکا بیان ہی کہ ایطالی افسر اپنی فوج کے آگے آگے نہایت بے خوف ہوکر لڑتے ہین اگر کسی شخص کو ترک افسرون کے بیان کی تصدیق کرنا منظور ہو تو ایطالی نقصانات کی فہرست اُٹھاکر دیکھ لے اُس سے صاف پتہ چل جائیگا کہ ایطالی سپاہیون کے بہ نسبت افسرون کی اموات مقابلۃً زیادہ ہوئی ہین۔

مین نے اکثر ترکی امیدوار افسرون کی زبانی جنکو ایطالیون سے دست بدست لڑنے کا موقع ملا تھا ایطالیون کے قصہ سنے ہین۔ ردیف[1] فوج کے ایک افسر نے

---

[1] ممالک عثمانیہ مین جبریہ فوجی قانون رائج ہی بعض مستثنیات کے علاوہ ہر شخص کو بوقت ضرورت فوجی خدمت انجام دینا ہوتی ہو پس کل ترک رعایا سرکاری فوج شمار کی جاسکتی ہو اس فوج کا نام ردیف ہی۔ دوسری قسم فوج کی نظام کہلاتی ہی یعنی وہ عساکر جو وقت معین تک سرکاری ملازم رہتے ہین اور بعد کو پنشن پاتے ہین ردیف فوج کو بھی سرکار کی جانب سے کچھ سالانہ نقد ملتا ہی ۱۲

مجھ سے بیان کیا کہ "ایک بار ہم پندرہ آدمی تھے اور اطالیون کی پوری پلٹن ہم پر حملہ کرنے
کے لیے دور سے آتے دکھائی دی جب ہم سب کارتوس خالی کر چکے تو ہمارا ایک آدمی
ایک کارتوس کے بکس کو جو ابھی تک کھولا نہین گیا تھا اور ہم سے تیس گز کے فاصلہ پر پڑا
ہوا تھا اُٹھانے کے لیے دوڑا لیکن وہ آدھی دور پہونچا ہوگا کہ سینہ پر گولی کھاکے گرا اُسکے
بعد مین نے دیکھا کہ وہ پھر کھڑا ہو گیا اسپر مین نے اپنے ساتھیون کو سنگینین چڑھا کر حملہ
کرنے کا حکم دیا یہ حکم پاتے ہی ہمارے سپاہی سنگینین علم کیے ہوے جوش مین نعرہ لگا کر جھپٹے
مین قسم کھاکر کہتا ہون کہ اُنکو دیکھ کر اطالی درختون کی آڑ مین اور خندقون کے پیچھے جا چھپے
ہمارا زخمی سپاہی ضائع نہین ہوا بلکہ اچھا ہو گیا اور اسوقت عزیزیہ مین موجود ہے" سب
ترک افسر باتفاق یہ بیان کرتے ہین کہ "اطالی افسر اپنے سپاہیون کو تلوارون اور طپنچون
سے دھکاکر آگے بڑھاتے ہین" کپتان محمد بے نے بیان کیا کہ "پندرہ روز کا عرصہ ہوا جب
اطالی فوج ہماری طرف حملہ کے لیے بڑھی میرے سپاہیون نے چلا کر کہا کہ کپتان صاحب
اگلی مرتبہ اطالی بہت نزدیک آجائینگے کیونکہ اُنکا افسر طپنچہ ہاتھ مین لیے ہوے ہے"
عبداللہ بے نے جو ترکی توپخانہ کے افسر ہین مجھ سے نقل کی کہ "ایک مرتبہ اُنکے ماتحت
چند باقاعدہ سپاہی اور کچھ عرب اطالی پیادہ فوج کے مورچہ پر نشانہ بازی کر رہے تھے
دو اطالی افسر اپنی پیادہ پلٹن کے سامنے کھڑے ہوے تھے ہر ایک کے داہنے ہاتھ مین
تلوار اور بائین ہاتھ مین طپنچہ تھا اور ہر ایک اپنے سپاہیون کو دھکاتے جاتے تھے لیکن
کوئی سنتا نہ تھا ایک عرب کی گولی سے ایک افسر گر پڑا اُسکے گرتے ہی کل سپاہی دُم دباکر
بے تحاشا بھاگ نکلے" ترکون سے زیادہ عرب لوگ شاہ اٹلی کی فوج کی حقارت کرتے ہین
بعض وقت وہ بالو کے ٹیلون پر کھڑے ہو جاتے ہین اور اپنے مخالفون کی خندقون کی
جانب تھوک کر کہتے ہین کہ "باوجود کثرت کے بیجرأت تمہین کہ کھلے میدان مین آکر مقابلہ کرو"
میرا یہ خیال ہی کہ ایسے لوگون کے بیانات کا جو حملہ آورون سے جلے ہوے ہین من و عن [illegible]

نہ کرنا چاہیے کیونکہ اُن مین مبالغہ بھی ہوتا ہی لیکن مین یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہون کہ ترکون
مین اپنی بڑائی کرنے کی بالکل عادت نہین ہی اسوجہ سے ایک منصف مزاج شخص کو ماننا
پڑیگا کہ اسوقت تک موجودہ جنگ مین ایطالی فوج نے خواہ بحیثیت جرأت وہمت
یا بلحاظ فوجی قابلیت کے کوئی ناموری نہین حاصل کی اصل یہ ہی کہ قدیم اہل رومہ کے
بہادرون کے صفات اُنکے جانشینون مین حال کے واقعات سے نہین ظاہر ہوے۔
اٹلی والون نے جتنی جنگون مین ہاتھ ڈالا شکست کھائی خواہ فرانس ہو یا آسٹریا یا حبش
والے ہون سب کے مقابلہ مین یہی ہوا اور اسوقت بھی احتمال ہی کہ اُسی طریقہ سے
بیقاعدہ اور پرجوش عربون کے مقابلہ مین شکست کھائینگے اور جب اس عجیب وغریب
جنگ کی تاریخ لکھی جائیگی تو ہر دو فریق کے جنگی کارنامہ پڑھکر دنیا کو استعجاب ہوگا۔
الغرض ہم فندق بنی عشیر مین بہت سے دوستون سے رخصت ہوکر عزیزیہ کی جانب
روانہ ہوے ترک افسرون نے مسافت کا غلط اندازہ کیا تھا جو بعد کو پندرہ میل نکلی۔
فاصلہ جسقدر رہو لیکن اس سنسان صحرا مین ایک مقام سے دوسرا مقام بہت دور معلوم
ہوتا ہی ہم کو چلتے ہوے دو گھنٹہ گذر گئے لیکن جبل زاویہ کا بالاحصار یعنی چوٹی نظر نہ آئی
یہان تک کہ آفتاب اپنی سنہری کرنون سمیت ڈوب گیا اور لال لال شفق پھوٹنے لگی۔
شام کی ٹھنڈی ہوا مین مجھے ایسی سردی معلوم ہوئی کہ کپتان ٹلبھیم کا دوسرا اُور کوٹ جو
اُنکے ساتھ تھا مین نے نہایت خوشی سے قبول کرلیا ہمارے آگے آگے کوتوالی کا سوار
راستہ بتاتا چلا جاتا تھا اور مجھے حیرت تھی کہ اُسکو یہ دُھندھلی لیکھ کیسے نظر آتی ہی ساڑھے
چھ بجے کے قریب انسانی آبادی کا نشان یعنی کتون کے بھونکنے کی آواز دور سے سنائی
دی تھوڑی دیر کے بعد ہمین کمپ کے چراغ نظر آئے اُسوقت اطمینان ہوا کہ اب ہمین
تازہ کھانا اور سونا آرام سے ملیگا۔
دسمبر کے مہینہ مین ہمارے کمپ کے حدود برابر وسیع ہوتے رہے کیونکہ عربونکی

جمعیتین لگاتار آتی رہین روز یہ دیکھنے مین آتا تھا کہ دور سے ڈھول کی آواز سنائی دی اور اُسکے بعد میدان مین نیچی اونچی زمین طے کرتے ہوے عربون کی جمعیت آتے نظر پڑی یہ عرب اکثر چار چار کی قطار باندھ کر چلتے تھے کیونکہ ترک باضابطہ سپاہی اُنکو ابتدائی قواعد کی تعلیم دیکر بھیجتے تھے اور اکثر خود بھی ساتھ آتے تھے عربون کی یہ حالت ہوتی تھی کہ وہ برابر باتین کرتے ہوے اور اُنکے ہمراہ اُنکے معلم نہایت خاموشی سے ساتھ ساتھ چلتے تھے عربون کی جمعیت کے آگے آگے اُنکے شیوخ نہایت عمدہ گھوڑون پر سوار نظر آتے تھے اور ہلالی جھنڈے جن پر قرآن پاک کی آیتین کڑھی ہوتی تھین ہوا مین لہراتے ہوے جمعیت کے ساتھ ہوتے تھے۔ ان لوگون کا خیر مقدم نہایت خوشی کے ساتھ اور نعرہ بلند کرکے کیا جاتا تھا اور یہ لوگ کیمپ مین چکر لگا کر قیام کی جگہ تجویز ہونے کے بعد اپنی پوشاکون کے رنگ کے لحاظ سے ٹھہر جاتے تھے گویا اپنی ترتیب وہ اس طرح قائم کرتے تھے جیسے کہ باغبان پھولون کے چمنون کی قائم کرتا ہے اسی طرح ہر طرف سے کمک آتی رہتی تھی حتی کہ ایسے دور دراز مقام جیسے کہ طلبو اور فازان ہین وہان سے بھی و نیز نزدیک کے مقامون سے غرض پورب پچھم اور جنوب ہر طرف سے کمک پہونچتی رہتی تھی۔ فازانی لوگون کو یہان تک پہونچنے مین چھیالیس روز صرف ہوتے تھے مزید بران اُنکو صحرا کے دشوار گذار راستون کو طے کرکے آنا پڑتا تھا میرے سامنے کی یہ خبر تھی کہ توارغ قوم کے لوگون کی جمعیت صحرا کی جانب سے آنے والی ہے میرے سامنے ایک روز شام کو پانچسو اونٹون کا قافلہ خرمون سے لدا ہوا آیا دریافت سے معلوم ہوا کہ وسط ملک کے اہل قبائل نے ترکی فوج کو ہدیۃً بھیجا ہے۔

مین نے اپنا چھوٹا سبز رنگ کا خیمہ میدان مین لگایا تھا جس مین رات کو مسٹر زید سوتے تھے اور دن کو بیٹھکر مین یہ کتاب لکھتا تھا یہ خیمہ بہت ہلکا تھا اگر اُسکے کونون پر میخین نہ گاڑ دی جاتین تو اپنی جگہ سے کسی نہ کسی دن اُکھڑ جاتا باوجود ان تکلیفون کے ہم نے

بہت آرام سے بسر کی اکثر چھوٹے بچے اور بڈھی غریب عورتین ہمارے پاس آتی تھین اور
دُبلے وبھوکے کتّے جنکی صورت دیکھ کر ترس معلوم ہوتا تھا ہمارے خیمہ کے گرد جمع رہتے
تھے ترک اور ہم لوگ انکو کھانا دیتے تھے لیکن عربون کی عادت تھی کہ وہ ڈھیلا مار کر ہنکا
دیتے تھے کیا ایسے ہی کتّون کو دیکھ کر جنکی ایشیاے کوچک مین کثرت ہو حضرت عیسیٰ نے
کہا تھا کہ "اگر وہ تم سے روٹی مانگین تو کیا تم انکو پتھر مارو گے" مطلب اسکا یہ ہو کہ باپ
اپنے بچے کے ساتھ ایسا برتاؤ نہین کرتا جیسا کہ انسان کتّون کے ساتھ کرتے ہین یعنی یہ
کہ جب وہ روٹی مانگتے ہین تو انسان انھین ڈھیلے مارتا ہو مین نہین جانتا کہ اس آیت
کی یہ تفسیر صحیح ہو یا غلط لیکن اس موقع کے لحاظ سے جو میری سمجھ مین آیا مین نے لکھدیا۔

۱۵ دسمبر سے یہ حالت واضح ہو رہی تھی کہ ترکون کے خیال مین کسی طرف پیشقدمی
کرنے کا منصوبہ بندھ رہا ہو تین ہزار عربون کی جمعیت جو عزیزیہ مین جمع ہوئی تھی یکایک
بغیر کسی اطلاع کے غائب ہوگئی یہ لوگ آفتاب نکلنے روانہ ہوے ہونگے کیونکہ شام
کے وقت صحرا مین جابجا آگ روشن ہوتی ہو آدمی اور اونٹ آگ کے گرد حلقہ کیے ہوے
بوجہ سردی کے موجود ہوتے ہین پس عرب مع اپنے جانورون کے صبح کے وقت خاموشی کے
ساتھ چلدیے ہونگے تاکہ انکی موجودگی اور جاے قیام کا پتہ نہ چلے جب یہ لوگ چلے گئے تو بازار
کی چہل پہل جاتی رہی اس لیے دوکاندارون نے بھی اپنی گٹھریان باندھ کر اپنے خریدارون کا
ساتھ دیا عرب سپاہی بہت سادہ مزاج ہوتے ہین اور انکے فراہم کرنے مین بہت آسانی
ہوتی ہو کیونکہ انکی حالت یہ ہو کہ جب کہین جنگ پر جانا ہوتا ہو تو کندھے پر بندوق
لٹکا لیتے ہین اور اپنے جُبّہ کی کسی جیب مین کارتوس بھر لیتے ہین انکی غذا کی یہ حالت ہو
کہ جو کی روٹی چند خرما اور تھوڑا پانی انکی ضروریات کے لیے کافی ہوتا ہو باوجود اس
کم خوری کے وہ میلون تک بلا اظہار کسی قسم کی تکلیف کے پیادہ پا چل سکتے ہین۔

سترہ تاریخ دس بجے دن کو ایک نہایت ضروری مراسلہ عزیزیہ مین پہونچا جس مین

یہ خبر درج تھی کہ ایطالیون نے ترکون کے داہنے بازو کی طرف پیشقدمی شروع کی ہوئی اور
یہ کہ ایطالیون کی فوج مین رسالہ توپخانہ اور پیادہ پلٹنین زیادہ تعداد مین شامل ہین
اور طرابلس کے جنوب و مغرب کی سمت بڑھ رہے ہین یہ خبر پاتے ہی کل اشاف افسر
مع ہلال احمر کی جماعت کے مقام جنگ کو روانہ ہوگئے صرف لطفی بے جو منجملہ جماعت
ہلال احمر کے تھے عزیزیہ مین رہ گئے۔ اتفاق سے جسوقت یہ خبر آئی ہی مین کیمپ مین موجود
نہ تھا کپتان ٹلبیم اور مسٹر آسلر فورًا اپنے گھوڑون پر سوار ہوکر جو اُنکی خوش نصیبی سے
اُنکے پاس موجود تھے صنعت بنی آدم کی طرف روانہ ہوگئے جب مین نے توپون کی گرج
سنی تو مین نے اور زید نے اپنا سامان لادنے کے لیے ایک اونٹ تلاش کیا اور ہم دونون
آدمی صنعت بنی آدم کی طرف پیادہ پا روانہ ہوے مین اس راستہ کو او لا گھوڑے پر طے کرچکا
ہون لیکن پیادہ چلنا بہت دشوار معلوم ہوا کیونکہ راستہ ناہموار ہی اور جا بجا بالو کے ٹیلے
پڑتے ہین۔ یہ سوا میل ہم نے چار گھنٹہ مین طے کیے اور آخر کار شام کے وقت جبکہ آفتاب
ڈوب رہا تھا نخلستان بنی آدم پہونچ گئے مین نے اس مقام مین بہ نسبت سابق کے جبکہ
پہلے آیا تھا عظیم تغیر پایا اس چھوٹی سی جگہ پر پہلے چند خیمہ پیادہ فوج کے نصب تھے اور
دو ٹکڑیان اڑتیس نمبر رسالہ کی رہتی تھین اب جاکر دیکھا تو اس کیمپ کو ہر جانب وسیع پایا کیونکہ
یہان تین ہزار عربونکی جمعیت ٹھہری ہوئی تھی ان مین سے دو عرب ہم کو کیمپ کے باہر ملے اور ہمارا
حال دریافت کیا جب اُنھین معلوم ہوا کہ ہم قوم کے انگریز ہین تب ہم سے نہایت اخلاق
کے ساتھ پیش آئے اور کیمپ کے اندر جانے کی اجازت دی آگے بڑھ کر ہم فتحی بے سے ملے
اور اُنھین یہ سن کر بہت تعجب ہوا کہ ہم عزیزیہ سے یہانتک پیادہ آئے ہین جب ہم ٹھہر چکے
تب ہم نے کھانے کا انتظام کیا قہوہ تیار کیا اور کچھ نارنگیان منگوائین اور ڈبہ کا گوشت
اپنے پاس سے نکالا لیکن جیون ہی ہم کھانے بیٹھے تھے کہ دو سپاہیون نے نسیمی بے کی
جانب سے ہمین پیغام دعوت دیا مین فورًا اُس نیک نفس افسر کے پاس پہونچا اور اُسکا اطمینان

کر دیا کہ کھانا ہمارے پاس موجود ہی لیکن تھوڑی دیر کے بعد اُسنے ہمارے پاس چاول مرغ کا
سالن اور ایک نان پاؤ بھجوا دیا۔ پیادہ چلنے کی وجہ سے ہم لوگ بہت تھک گئے تھے
اور یہ چاہتے تھے کہ آرام سے سونے کو ملے لیکن کیمپ کی چپقلش اور غل وشور کی وجہ سے
نیند آنا دشوار ہو گئی میری سمجھ مین نہین آتا کہ عربون کے سونے کا کون وقت ہی کیونکہ تمام رات
اُنکی مختصر مختصر صحبتین ادھر اُدھر آگ کے گرد گرم رہتی ہین اور قصہ گوئیان ہوا کرتی ہین
کیونکہ عرب عموماً بڑے بکی ہوتے ہین یا بعض جگہ یہ ہوتا ہی کہ ایک شخص آیات قرآنی کی تلاوت
کرتا ہی اور تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد سب مل کر آواز لگاتے ہین عربون کا اس طریقہ کے
ساتھ خوش الحانی سے قرآن پڑھنا رات کی خاموشی مین خاص دلآویزی رکھتا ہی اسی
قسم کی مناجاتین اور قریب قریب اسی لہجہ مین گرجا کے اندر بھی پڑھی جاتی ہین۔

دوسرا دن لڑائی مین گذرا جسکو ایطالی جنگ بیر تو براس کے نام سے موسوم کرتے
ہین اور اسکا بیان پہلے آچکا ہی بعد جنگ ختم ہونے کے مین بھراہی مسٹر زید رسالہ کے گھوڑون
پر سوار ہو کر جو نسمی بے نے عطا کیے تھے عزیزیہ واپس آگیا ہم ڈھائی گھنٹہ مین پہونچ گئے
لیکن اسباب کا اونٹ دوسرے دن صبحکو نو بجے پہونچا اسوجہ سے مجھ کو رات بھر بہت تکلیف
رہی جب ساربان سے سبب پوچھا تو اُسنے کہا کہ بوجہ تاریکی کے اُسے خوف معلوم ہوتا تھا اس
وجہ سے نہین روانہ ہوا ہمین کھانے کی کوئی تکلیف نہین ہوئی کیونکہ بافراط موجود تھا
لیکن رات کو اسقدر سردی تھی کہ باوجود مسٹر آسلر کا کوٹ اوڑھنے کے میری سردی نہ گئی
اور رات بھر مجھے نیند نہین آئی خیر جس طرح ہوا رات کاٹی اور صبحکو دھوپ نکلنے اور کافی
پینے کے بعد اپنا اونٹ صحیح وسلامت دیکھ کر میرے حواس درست ہوے میرے سامان
کے ساتھ ایک خرگوش بھی تھا جسے مین نے دس آنہ کو مقام صنعت بنی آدم مین خریدا تھا۔
مسٹر زید نے اس خرگوش کو انگریزی ذبیحہ کے طریقہ پر ذبح کیا یعنی یہ کہ اُسکے سر پر اس زور سے
گھونسہ مارا کہ اُسکی گردن ٹوٹ گئی اور وہ مر گیا فوراً ہی ہم کو عرب اور ترکون نے گھیر لیا جنھون نے

ہمارے ذبیحہ کا طریقہ کبھی نہین دیکھا تھا ہمارا قصد تھا کہ چقندر ڈال کر اُسکا سالن پکائین لیکن باوجود زید کے خوشامد کرنے کے کوئی عرب اُسکی کھال جدا کرنے پر راضی نہ ہوا بلکہ چھونے سے بھی انکار کیا اسپر زید کو بہت غصہ آیا لیکن مین نے بمشکل تمام اُسے سمجھایا کہ مسلمانون کے نہ چھونے کا خاص سبب ہی مین نے اُس سے کہا چونکہ خرگوش کا خون نہین نکالا گیا ہی اسوجہ سے کوئی ترک یا عرب یا یہودی ایسی نجس شی کو ہاتھ نہ لگائیگا آخرکار زید نے اُسکی کھال آپ ہی کھینچ لی اور قصہ تمام ہوا۔ قدیم مذہبون مین ایسے جانور کے گوشت کھانے کی ممانعت کی گئی ہی جسکا خون نہ نکالا گیا ہو چنانچہ انجیل مین لہو کھانے کی ان الفاظ مین ممانعت آئی ہی "لہو نہ کھاؤ جس مین کہ اُسکی جان ہے" بعض مفسرین نے یہ خیالی معنی پہنائے ہین کہ بعض لوگ زندہ جانورون کے جسم سے گوشت کے ٹکڑے کاٹ لیا کرتے تھے اسوجہ سے انجیل مین ممانعت آئی ہی بروس ایک سیاح کا بیان ہی کہ "حبش کے لوگون مین ایسا رواج تھا" پہلے اُسکی بات کو کسی نے یقین نہین کیا تھا لیکن آخرکار صحیح ثابت ہوئی۔ میرے نزدیک انجیل مین ممانعت آنے کا سبب خاص ہی اس حکم مین یہ نہایت باریک بات پوشیدہ ہی کہ قدیم خیال کے بموجب خون مین جانور کی جان ہوتی ہی اسیطرح سے اور مقامات پر بھی اس خیال کو ظاہر کیا ہی مثلاً اسام کی ایک آیت مین لکھا ہی کہ "میرے لہو سے (زندہ رہنے سے) کیا فائدہ جبکہ مین (گناہون کے) غار مین گر رہا ہون" متذکرۂ بالا اصول کا اظہار متواتر مقامات پر یونان کی مشہور نظم آڈیسی مین کیا گیا ہی اس نظم مین یہ بیان کیا گیا ہی کہ ایک شخص اوڈیسیس نامے باوجود ممانعت کے دوزخ کی طرف جاتا ہی اور وہان اُسکی جانب مہیب شکل کے بھوت بڑھتے ہین لیکن اُسکا کچھ بنا نہین سکتے کیونکہ بوجہ خون نہ ہونے کے اُن مین قوت نہین ہی جب وہ یہ دیکھتا ہی تو ایک گڑھے مین ایک بھیڑ ذبح کرکے خون جمع کرتا ہی اور خون کو دیکھکر سب بھوت پینے کے لیے دوڑتے ہین اوڈیسیس

ڈر جاتا ہی مگر اپنے قریب سے بھوتون کو دور رکھتا ہی اور لہو پینے دیتا ہی تاکہ ان مین اس سے بات کرنے کی قوت آئے۔ یہان ہمارے صحرائی باورچیخانہ مین یہی خیال موجزن تھا عرب لوگ سمجھتے تھے کہ خرگوش کا خون چونکہ نہین نکالا گیا ہی اسوجہ سے اُس کے اندر جان باقی ہوگی۔ پس ایسی صورت مین جبکہ جسم مین جان باقی ہو کسی جانور کا گوشت کھانا بہت ہی بڑا گناہ ہی بلکہ نہایت وحشیانہ حرکت ہی اور قطعی حرام ہی۔

شروع مین جب مین گیا ہون اُسوقت پہاڑی کا دامن جہان میرا خیمہ نصب تھا آبادی سے علیحدہ تھا اس سبب سے حفاظت کے واسطے ایک چوکیدار مقرر کر لیا تھا کیونکہ عرب ڈاکوؤن سے ہر وقت خطرہ رہتا تھا ترکون کو فقط چوری سے خوف نہ تھا بلکہ اپنے قیام کے زمانہ مین مین نے دیکھا کہ ترک افسر اس بات سے بہت خائف رہتے تھے کہ کوئی جوشیلا عرب لاعلمی کی حالت مین ہم لوگون یعنی غیر ملک والون پر حملہ نہ کر بیٹھے۔ زوارہ پہونچنے کے وقت مجھے اپنے دوست کپتان حسن آفندی کا اصرار یاد ہی کہ اُنھون نے تین عدد پلٹن والی ترکی ٹوپیان لادی تھین اور ہم پر بہت تاکید کی تھی کہ جب ہم آبادی کے اندر جائین اُسوقت ترکی ٹوپیان ضرور پہن لین کیونکہ کسی قسم یوروپین ٹوپی پہننے والے پر ایطالی ہونے کا گمان کیا جاتا ہی چنانچہ جرمن ڈاکٹر بیر پر یہ واقعہ گذرا کہ شوشہ اور زوارہ کے درمیان اُن کو مسلح عربون نے دو مرتبہ آگھیرا مگر بچ گئے ایطالی فوج مین عموماً سفید دھوپ سے بچانے والی ٹوپی رائج ہی اس سبب سے کسی یوروپین کا اس قسم کی ٹوپی دیکر نکلنا نہایت خطرناک ہی اور اگر وہ ترک یا عربون کی ہمراہی مین نہ ہو تو اُسکی جان بچنا بہت مشکل ہی اس سبب سے مین نے سلطانی فوجی وردی کا ایک حصہ یعنی سر کی ٹوپی اختیار کر لی اور مین نے اسکو بہت فخر کے ساتھ اختیار کیا اس ٹوپی مین خوبی یہ ہی کہ معمولی یعنی گرمی کے دنون مین ٹوپی کے کنارہ ہوا جانے کے لیے جو ملائم چھوٹی چھوٹی گدیان لگی ہوتی ہین اُن سے سر بہت آرام مین رہتا ہی اور جسوقت دھوپ مین چلنا ہو تو ٹوپی کے گرد

خشک یا گیلا تولیا باندھنے سے انسان لو لگنے سے محفوظ رہ سکتا ہی میرے نزدیک اس سے زیادہ لو سے حفاظت کا کوئی بہتر طریقہ نہین ہی۔

ایطالیون نے عربون کی آپس کی مخالفت اور ترکون کے ساتھ دشمنی کی بابت بہت سی مہمل اور بیہودہ افواہین اڑائی ہین ان خبرون کے گڑھنے مین سب سے زیادہ نیویارک ہرلڈ کا نامہ نگار متعینہ طرابلس نے حصہ لیا ہی اس شخص نے محض ایطالیون کو خوش کرنے کے لیے انکی بزدلانہ خوشامد مین اس قسم کے مہمل واقعات لکھے ہین وجہ یہ ہی کہ ایطالیون نے عربون کو وفادار سمجھ کر بڑا دھوکا کھایا ہی اور سخت نقصان اٹھایا ہی انکو معلوم ہوگیا ہی کہ ہر عرب کو نمکحرام حسونا پاشا سمجھنا انکی سخت غلطی تھی انکا خیال تھا کہ عرب ترکی حکومت سے ناراض ہین مین یہ کہتا ہون کہ طرابلس کے عرب اپنے ترک بھائیون کے کبھی ایسے خیرخواہ اور دلسوز نہ تھے جیسے جنگ شروع ہونے کے بعد ہوگئے ہین جو لوگ کہ مورچون پر تعینات رہتے ہین انکو تقریبًا چار آنہ یومیہ دیا جاتا ہی اور سوارونکو پیادون سے دو چند روزینہ ملتا ہی سب سے زیادہ جس بات سے عرب خوش ہین وہ یہ ہی کہ انکو افراط سے کارتوس اور عمدہ بندوقین چلانے کے لیے ملتی ہین وہ صرف عادتًا جنگ مین شریک ہونے سے خوش نہین ہوتے بلکہ سب سے زیادہ مسرت انکو اس بات سے ہوتی ہی کہ ایطالیون سے ہر حملہ کے بعد مال غنیمت ہاتھ آتا ہی عربون کو لوٹ مین اسقدر مزہ آتا ہی کہ جب عین زارہ سے ترکی فوج عزیزیہ کی جانب ہٹنے لگی تو وہ عین زارہ مین محض اس غرض سے کئی گھنٹہ ٹھہرے رہے کہ جو سامان اتفاقًا ترک چھوڑ جائین اسپر قبضہ کرلین۔ عربون کا یہ عقیدہ ہی کہ اگر وہ کام آگئے تو جنت مین ابدی راحتون کا لطف اٹھائینگے دنیا کی راحتین انکو بہت کم مطلوب ہوتی ہین اور جسقدر کہ دنیا مین زندگی بسر کرنے کے لیے ضرورت ہی اس سے بہت زیادہ انکو آجکل ترکون کے ہاتھون مل رہا ہی کیونکہ جنوری سے لیکر دسمبر کے مہینہ تک انکی گذر جَو کی روٹی پر ہوتی تھی اور آجکل انکو گیہون کا آٹا روزانہ

دیا جاتا ہی پہلے وہ نہایت خوشی سے اپنا اونٹ تقریباً دو روپیہ لیکر کرایہ پر دیتے تھے
آجکل ترکی گورنمنٹ اُنھین تقریباً چار روپیہ سے لیکر پانچ روپیہ تک فی اونٹ کرایہ
دیتی ہی حکامان گورنمنٹ عثمانیہ نے عربون کو زمانہ حال کے اسلحہ سے مسلح کرنے مین بہت
جرأت سے کام لیا ہی اور یہ اہم مسئلہ اُنھون نے بہت خوبی کے ساتھ طی کیا ہی لیکن یہ
یقین رکھنا چاہیے خواہ جنگ کا نتیجہ کچھ ہو عربون سے کوئی سلطنت ان ماؤزر اور مارٹنی
بندوقونکو واپس نہین لے سکتی ہی۔

عرب بندوقون کے بڑے شوقین ہوتے ہین چنانچہ مین نے دیکھا کہ میرے خود
سے چلنے والے طپنچہ پر اکثر عربون کی نگاہین پڑتی رہین۔ مجھے تجربہ ہوا ہی کہ اگر کوئی ایسی
بندوق اُنکے نظر پڑ جاتی ہی کہ جس مین کارتوسون کا خزانہ ہوتا ہی تو اُسے دیکھکر عرب
پھولے نہین سماتے ہین۔ مین نے غریب ساربانون کو دیکھا ہی جنھین کہ میلون صحرا کے
اندر پیادہ چلنا پڑتا ہی کہ وہ بھی ایک بندوق خواہ پرانی وضع کی کیون نہ ہو کندھے پر
لٹکائے رہتے ہین۔ عربون مین بندوق باندھنا دلیری اور جوانمردی کا تمغہ سمجھا جاتا ہی
مجھے یاد ہی کہ جب مین نے اور تھیوڈور بینیٹ نے جزیرۂ سقوطرہ کے حالات دریافت
کرنے کے لیے سفر کیا تھا تو عدن کے مقام پر محض گیت سنانے کے معاوضہ مین چھ سنائیڈر
بندوقین خریدی تھین ہم نے اُنکو صابون سے خوب صاف کر دیا تھا اور جب ہم سقوطرہ
پہونچے تھے تو وہان کے سلطان کے سامنے ہدیۂ پیش کی تھین یہ بادشاہ ان بندوقون
کے پانے سے بہت خوش ہوا تھا اور اُسکی فوج کے سپاہی جنکی تعداد تیس سے زیادہ نہ تھی
اُنھین دیکھکر ایسے محظوظ ہوے تھے کہ اُن مین سے ہر ایک باری باری ان بندوقون کو
مثل چھڑی کے لیکر بندوق کا منھ زمین پر ٹیک کر ٹہلا تھا ایک عرب کا ذکر ہی کہ اُس نے ترکی
مورچون پر بہت ہی بیش بہا چیز مال غنیمت مین پائی تھی یعنی باون نمبر اطالی پلٹن کا جھنڈا
اُسکے ہاتھ لگا تھا اُسنے یہ نادر چیز بیچنے سے قطعاً انکار کر دیا تھا لیکن ایک ترک سپاہی

جھنڈے کی چھپر کسی طرح عرب سے لے آیا جو عزیزیہ کے مقام پر نشاط بے کے کمرہ مین موجود ہی اُس عرب نے نشان اپنی بیوی کو دیدیا تھا وہ اُسے اوڑھ کر نہایت فخر کے ساتھ اِدھر اُدھر پھرتی تھی میرے خیال مین اس عرب کے خاندان مین یہ جھنڈا بطور ایک نادر یادگار کے نسلاً بعد نسلاً منتقل ہوتا رہیگا۔

وہ لوگ جو ترکون اور عربون کے درمیان عداوت کے متعلق خبرین اُڑاتے ہین وہ اسلام کی تعلیم اخوت و یگانگت سے بالکل ناواقف ہین اس جنگ کی وجہ سے تمام دنیا کے مسلمانون مین بے چینی پیدا ہوگئی ہی اور مسلمانون پر بوجہ اسکے کہ اٹلی نے بلا سبب اور ترکون کی جانب سے بغیر کسی چھیڑ چھاڑ کے ایک سلطانی صوبہ پر حملہ کردیا ہی خاص اثر پڑا ہی چنانچہ جہان امید نہ تھی کہ ترکون کا کسی کو خیال بھی ہوگا وہان بھی ترکون کی ہمدردی کی صدائین خلاف امید بلند ہوئین مثلاً یمن کو لیجیے جہان مہینون سے خونریزی کا بازار گرم تھا اور باغی عرب شہر صنعا کو گھیرے ہوے پڑے تھے اور جنگ یمن زورون سے جاری تھی اٹلی کی جانب سے اعلان جنگ پیش ہوتے ہی کایا پلٹ ہوگئی ان صوبون مین جہان جہان عرب آبادی تھی سارے معاملات کا رخ بدل گیا حضرت سلطان المعظم کی خدمت مین انھین باغیون کے سردارون نے عرضداشتین اس مضمون کی روانہ کین کہ اسلام کی عظمت چونکہ معرض خطر مین ہی اسوجہ سے سب کلمہ گو پہلو بہ پہلو اسلام پر جان فدا کرنے کو تیار ہین عربون نے طرابلس مین ایک لاکھ آدمیون سے مدد دینے کی آمادگی ظاہر کی ہی میرے نزدیک اب یمن کا معرکہ آئندہ کے لیے اُٹھ رہا ہی ممکن ہی کہ جب ترک ایطالی کفار کی مدافعت سے فرصت پائین اُسوقت عرب پھر اُنکے خلاف ہتھیار اُٹھائین غرض اس طریقہ سے صنعا کا محاصرہ اُٹھ گیا اور جانباز ترک جنکی تعداد ایکہزار سے کم ہوگی اور جو قلعہ بندی کی حالت مین مدتون سے کثیر التعداد باغی عربون کا مقابلہ کر رہے تھے اور بھوک و تکالیف کی وجہ سے نہایت لاغر او ضعیف ہوگئے تھے آخر شہر سے باہر نکلے

میرے خیال مین عربون نے اپنی اس حرکت سے یعنی یہ کہ موجودہ زمانہ مین جنگ موقوف
رکھنے سے قدیم زمانہ کی بہادری اور شرافت کا بہت عمدہ نمونہ پیش کیا ہی افسوس تو یہ ہی
کہ غریب ٹرکی بوجہ جنگی جہازون کا بیڑہ نہ ہونے کے بالکل بے دست و پا ہی اسکے بہادر
سپاہی دشمن سے دست بدست لڑنے کے لیے اپنی بوٹیان نوچتے ہین اگر عساکر متعینہ مین
کا ایک مختصر دستہ بھی بحر قلزم عبور کرکے آرتھریا پہونچ جائے تو مجھے امید ہی کہ ایک ہفتہ
کے اندر یہ ایطالی نوآبادی قلمرو عثمانی مین شامل ہوسکتی ہی اور بمقابلہ ایطالی الحاق
طرابلس کے جسکا وجود محض کاغذ پر نظر آتا ہی آرتھریا کا الحاق زیادہ مؤثر طریقہ سے ظہور مین
آسکتا ہی۔

میرے خیال مین اگر ایطالیون کو یہ منظور تھا کہ ترکون اور عرب آبادی کے درمیان
مخالفت پیدا ہوجائے تو اُنکو چاہیے تھا کہ اس جانب نہایت عاقلانہ کوشش کرتے
اُنکو پیشتر سے اس بات کا علم ہونا چاہیے تھا کہ عربون مین سب سے بڑا عیب روپیہ کی طمع
ہی لہذا بالعوض اسکے کہ زوارہ جیسے مقامات پر گولہ باری مین روپیہ ضائع کرتے اُنکو لازم
تھا کہ چند لاکھ اشرفیان عربون کے راضی کرنے کے لیے عوام مین تقسیم کردیتے ایطالیون
نے تھوڑا بہت اس تدبیر سے کام نکالا لیکن نہ اسقدر جسقدر کہ ضرورت تھی یعنی یہ کہ
طرابلس کے اندر اُنھون نے حسونا پاشا اور اُسکے حاشیہ برادرون کو رشوتین دیکر راضی
کرلیا۔ علاوہ اسکے انھون نے غزغریش اور سنسور وغیرہ کی عرب آبادی و نیز دیگر مواضعات
کے باشندون کو جو طرابلس کے قرب وجوار مین واقع ہین رشوتین دینے اور اپنی طرف
ملانے کی بہت کوشش کی چنانچہ یہ بات اضلاع سے لیکر سرحدی مقامات تک مشہور
تھی کہ بعض عرب ایطالیون سے مل گئے ہین منجملہ انکے ایک شخص احمد بن منتصر نامے جو
زوارہ کی فوج کا افسر تھا ایطالیون سے کثیر رشوت لیکر مل گیا تھا کیونکہ ایطالیون کو اس
مقام پر فوج اُتارنے کی بہت خواہش تھی مگر حُسن اتفاق سے اس بدمعاش کی دغابازی

قبل از وقت کھل گئی اور اب وہ غاریان کے جیلخانہ مین اپنی سزا جسکا کہ وہ یقینی مستحق تھا بھگت رہا ہی مجھے تعجب ہی کہ نشاط بے نے باوجود ثبوت جرم کے ایسے خطرناک دشمن ملک کو پھانسی کیون نہ دیدی متذکرہ بالا شاذ و نادر موقعون کے سوا اور کبھی ایطالیون نے عربون کو ہموار کرنے کی کوشش نہین کی بلکہ ہمیشہ اس جانب لاپروائی کرتے رہے دوسری غلطی اُنھون نے یہ کی کہ جنگ کی ابتدا اس بیہودہ بکواس سے شروع کی کہ وہ طرابلس مین ہلال کی جگہ صلیب کو فروغ دینے آئے ہین اٹلی کے جاہل اور نام کے پادریون نے جنکو عیسائیت کے معمولی اصولون سے بھی ناواقفیت تھی عوام الناس کو جنگ پر اُبھارنے کی کوشش کی اور ایسی بدسلیقگی سے اُبھارا جس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ مسلمانون کے خلاف صلیبی جنگین پھر شروع ہونے والی ہین۔

متذکرہ بالا غلطیون کے علاوہ اٹلی مین اس قسم کے پوسٹ کارڈ چھپوائے گئے جنپر طرح طرح کی تصویرین بنی ہوئی تھین منجملہ اُنکے ایک تصویر تھی کہ برساگلیاری پلٹن کا ایطالی سپاہی صلیبی جھنڈا ہاتھ مین لیے ہوے مسجد کے مینار پر نصب کر رہا ہی۔ اِس قسم کی دل آزار تصویر کا ایک پوسٹ کارڈ مین نے فتحی بے کے پاس دیکھا تھا۔ مزید بر آن ایطالیا کے بحری ناکارہ سپاہیون نے یہ حرکت کی کہ عربون کے کچے مکانات منہدم کر دینے کے بعد مساجد پر بھی گولے پھینکے اور دیوارین اور چھتین توڑ دین علاوہ اسکے کنیوا کے ڈرپوک سپاہیون نے بے گناہ مردون کے علاوہ قصائیون کی طرح عورتون اور بچون کو حلال کر ڈالا یہ سب حرکتین ایطالیون سے باوجود اس علم کے سرزد ہوئین کہ یہان کے مسلمان اپنے مذہب مین بہت پکے اور پرجوش ہین اور یہ کہ طرابلس افریقہ مین مسلمانون کی حکومت کی آخری یادگار ہی اور یہی مقام اُنکا آخری آماجگاہ ہی طرابلس کے قتل عام کی ایسی قوی شہادتین موجود ہین کہ اُنکو جھٹلانا ناممکن ہی ایک نامہ نگار متعینہ طرابلس کا بیان ہی کہ ایک عرب نے یہ سن کر کہ اُسکے بھائی کو ایطالی سپاہیون نے

قتل کرڈالا ہی فوراً اپنی بندوق لیکر صحرا کی طرف بھاگ نکلا تاکہ اپنے مذہب اور
ملک کے جان نثارون کے دوش بدوش لڑکر جان دیدے باوجود اس واقعہ کے
نیو یارک ہیرلڈ کے نامہ نگار کا بیان ہی کہ عرب ترکون سے نفرت رکھتے ہین بلکہ
اپنی حماقت مین یہان تک لکھتا ہی کہ "عرب جنگ کرنا نہین چاہتے لیکن ترک جنگ
کرنے پر مجبور کرتے ہین پس عرب اُنکے خوف سے لڑتے ہین" اگر اس شخص کو ذرہ برابر ترکون
اور عربون کی تعداد کا فرق معلوم ہوتا تو کبھی ایسی نالائق تحریر اُسکے قلم سے نہ نکلتی عرب اپنے
اُن بھائیون سے جو دشمنون سے مل گئے ہین اسقدر ناراض ہین کہ کئی بار قتل وغارت
کے واقعات ظہور مین آچکے ہین مثلاً یکم جنوری کو کچھ عرب غرغریش جا پہونچے اور
جہانتک مجھے معلوم ہوا ہی جتنے آدمی ایطالیون سے مل گئے تھے سب کو قتل کرڈالا
اخبار لورا کا بیان ہی کہ "یہ لوگ عرب ڈاکو تھے" دوسرا ایطالی اخبار بلاکسی شہادت کے
تحریر کرتا ہی کہ "ایک سو ترک سپاہیون نے بمراہی بدوون کے ان لوگون کو قتل کرڈالا"
حالانکہ مجھے معلوم ہی کہ غرغریش کے قرب وجوار مین بھی سو ترک سپاہی نہ تھے نیو یارک ہیرلڈ
کے نامہ نگار کو یہ موقع ترکی باقاعدہ فوج کی مذمت کرنے کا اچھا مل گیا لیکن اس اخبار کی
قدر رعائیت اسی بیان سے ظاہر ہوتی ہی کہ اُسنے موقع واردات بجاے غرغریش کے
سنسور بتایا ہی لکھتا ہی کہ "وہان پچاس ترک سپاہی تعینات ہین" حالانکہ میرے علم مین
سنسور کے اندر چار آدمیون سے زیادہ کبھی نہین رہے ایطالیون کا بیان ہی کہ "اس شب
کے مقتولین مین کم سے کم ایک بچہ اور ایک عورت بھی شامل تھی" مین ایسے وحشیانہ حرکات
کا حامی نہین ہون لیکن انصافاً یہ کہنا چاہتا ہون کہ عربون نے اس وحشیانہ طریقہ سے
اپنے اُن بھائیون کو دغا بازی کی سزادی ہی جو کہ دشمن سے جا ملے تھے مگر یہ عرب بہ نسبت
اُن عیسائی سپاہیون کے جنھون نے کہ ماہ اکتوبر مین نخلستان کے اندر قتل عام کیا
تھا زیادہ حق بجانب اور قابل معافی ہین۔

میرے نزدیک ایطالی بڑی حماقت مین پڑے ہوے ہین اگر اُنھون نے یہ یقین کر لیا ہی کہ طرابلس کے عرب اُنکے مطیع اور فرمانبردار بن گئے ہین یہ بالکل اُنکا خیال ہی خیال ہی مثلاً جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہی۔ ۷ دسمبر کو کچھ ایطالی فوج دیکھ بھال کے لیے سنسور کے مقام پر آئی اور تار وغیرہ کاٹ ڈالنے کے بعد نہایت ہوشیاری سے اپنی خندقون کو لوٹ گئی اور وہان جا کر یہ خبر مشہور کر دی کہ سنسور والون نے اُنکی اطاعت قبول کر لی ہی اگر مان لیا جائے کہ یہ حالت ہی یعنی اُنکی اطاعت طرابلس کے قرب وجوار مین رہنے والے گانوُن کے لوگ قبول کرتے جاتے ہین اور ایطالیون کو کامیابی ہوتی جاتی ہی تو پھر ایطالیون کا فرض ہی کہ اپنے نئے بہی خواہون کی حفاظت کا انتظام کرین اور اُنکو جنگجو عربون کے انتقام سے بچائین مگر تعجب ہی کہ اُنھین حفاظت کرنے کی جرأت نہین ہوتی کیونکہ غرغریش کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہی کہ وہان وہ عرب موجود تھے جنھون نے ایطالی حکومت قبول کر لی تھی پس جنرل فرگونی کی بڑی کمینہ اور ظالمانہ حرکت تھی کہ اُن لوگون کو اُسنے بے یار و مددگار چھوڑ دیا۔ لہذا ایطالیون کی جانب سے اس پہلو تہی کے بعد اظہار نفرت یا شکایت بے سود ہی کیونکہ اصل مین اُنھین کے افسر کی خطا تھی جسکا یہ نتیجہ ہوا۔ اس امر پر غور کرنے سے کہ غرغریش کا گانوُن نخلستان مین واقع ہی جو طرابلس سے دو تین میل کے فاصلہ پر ہی یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ ایطالی فوج ابتک محصور ہی باوجودیکہ جنگ کو تین مہینہ گذر چکے ہین۔

جس وقت سے کہ ایطالیون نے طرابلس پر قبضہ کیا ہی اُس وقت سے اُنھون نے یہ عجیب اصول قائم کر رکھا ہی کہ کل صوبۂ طرابلس کے رہنے والے ایطالی رعایا ہین مطلب اس اصول کے قائم کرنے کا یہ ہی کہ کوئی عرب ایطالیون کے خلاف ہتھیار اُٹھائے اُس کو بحیثیت ایک باغی مجرم قرار دیکر بصورت قید ہو جانے کے بلا مقدمہ چلائے ہوے قتل کر دیا جائے لیکن بعض ایطالی حکام نے اپنے اس مہمل اصول کی حقیقت کی طرف

توجہ کرکے یہ راے ظاہر کی ہی کہ صرف وہ عرب اس سزا کے مستوجب ہین اور اُن پر اطلاق
بغاوت ہو سکتا ہی جو حدود مقبوضۂ اٹلی کے رہنے والے ہین یعنی اُنکا خیال یہ ہے کہ
جتنے عرب باشندے شہر طرابلس کے اندر رہتے ہین یا شہر کے گرد و نواح مین اتنی دور
تک آباد ہین جہان تک ایطالیون کی گولیان خندقون سے پہونچ سکتی ہین اُنکی بابتہ
تسلیم کرنا چاہیے کہ اُنھون نے حکومت ایطالیہ کی اطاعت قبول کرلی ہی۔ مگر عام
ایطالیون کا خیال یہ ہی کہ لفظ باغی کا اطلاق کل مسلح عربون پر ہونا چاہیے حتی کہ وہ عرب
جو کہ فازان کے ایسے دور دراز مقام سے جنگ مین شریک ہونے آئے ہین وہ بھی
مستثنے نہین ہین۔ حالانکہ واقعہ یہ ہی کہ یہ لوگ اُسوقت سے شریک جنگ ہین جب سے
کہ ایطالی حملہ آورون نے اپنا مہمل اشتہار الحاق شائع کیا ہی۔ ایک ترک افسر نے اس
اعلان پر نہایت ہی معقول فقرہ کہا ہی اُسکا قول ہی کہ "جس طرح ایطالیون نے طرابلس
کا الحاق کرلیا ہی اسی صورت مین شاہزادۂ مناکو[ل] مملکت چین کا الحاق کرسکتا ہی۔

ایطالیون کے اس مہمل خیال یعنی عربون کو باغی قرار دینے کی تردید مسٹر وُلف
نے اخبار نیشن مطبوعۂ ۱۱ نومبر مین نہایت خوبی سے کی ہی اُنھون نے ثابت کردیا ہی
کہ ملکی لوگون پر خواہ وہ حملہ آور فوج کے قرب و جوار مین کیون نہ رہتے ہون لفظ "باغی"
کا اطلاق نہایت بیجا اور نامنصفانہ ہی بلکہ قواعد جنگ کے بالکل خلاف ہی افسوس کی
بات یہ ہی کہ انگلستان کی مجلس عوام مین یہی غلط خیال مسٹر بیسن نے ایک سوال کے
جواب مین ظاہر کیا ہی جو میرے نزدیک وزارت خارجہ کے ایک افسر کی زبان سے
ادا ہونا نہایت نامناسب تھا کیونکہ اس جواب سے وزارت کی اصل واقعات سے
لاعلمی ظاہر ہوتی ہی اکثر بین الاقوامی مجالس ہین اس مسئلہ پر کہ "باشندگان ملک کی حیثیت

[ل] مناکو ملک فرانس کا ایک شہر ہی یہان کا حاکم شہزادہ کے لقب سے مشہور ہی اور محض حکومت فرانس کی مہربانی سے شہر مذکور پر خود مختارانہ حکومت کرتا ہی جس طرح ہندوستان مین بہت سی چھوٹی چھوٹی دیسی ریاستین ہین یہی حالت شہزادۂ مناکو کی فرانس مین ہی ۱۲

حملہ آور فوج کے مقابلہ مین کیا قرار دینا چاہیے" نہایت دلچسپ مباحث ہوئے ہین اور قابل مطالعہ ہین مثلا ۱۸۷۰ء مین فرانس ور جرمن کی لڑائی کے زمانہ مین جرمنی نے فرانسیسی کاشتکارون کو جو دشمن کے خلاف بوجہ حب الوطنی لڑنے کو کھڑے ہو گئے تھے اپنا فریق مخالف ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ جرمنی نے وردی پوش سپاہیون کو اپنا فریق مخالف تسلیم کر کے کاشتکارون کو اُن حقوق کے دینے سے انکار کر دیا تھا جو فوج کے سپاہیون کو حاصل ہین بس جو کاشتکار قید ہو گیا اُسے قتل کر ڈالا تھا کیونکہ فرانس کے ان جنگجو کاشتکارون نے جرمنی کے بہت سے افسر اور سپاہی قتل کر ڈالے تھے اسلیے انکے سبب سے جرمنی کو بہت ایذا اور تکلیف پہونچی تھی لہذا جرمنی کی یہ سختی ان بلا وردی والے سپاہیون کے ساتھ حق بجانب تھی اور جرمنی کے پاس معقول عذر بھی تھا تاہم جرمنی کی اس حرکت پر تمام یورپ مین شور مچ گیا تھا اور نتیجہ یہ ہوا تھا کہ تمام دول یورپ کا متفقہ جلسہ ۱۸۷۴ء مین شہر برسلز کے اندر قرار دیا گیا تھا تا کہ جنگ کے متعلق قواعد مرتب کیے جائین۔ اس جلسہ مین سب سے اہم مسئلہ جسکا تصفیہ کیا گیا تھا وہی تھا جو ماہ اکتوبر مین نخلستان کے قتل عام کے وقت پھر پیدا ہوا تھا۔ جلسۂ متذکرۂ بالا مین یہ بات باتفاق آراطے کر دی گئی تھی کہ جس ملک پر حملہ کیا جائے "اُس ملک کے باشندون کو اگر جنگ پر آمادہ ہون وہی حقوق حاصل ہونا چاہییں جو فوج کے سپاہیون کو حاصل ہوتے ہین روس اور جرمنی نے اس تجویز کی مخالفت اس حد تک کی تھی اور یہ ترمیم پیش کی تھی کہ وہ لوگ جو کہ مقبوضہ مقامات کے حدود مین رہتے ہون اُنھین یہ حقوق نہ ملنے چاہییں اور علاوہ اس ترمیم کے انھین ہر دو دول نے ذیل کی دفعہ کو بھی پیش کر کے منظوری حاصل کرنا چاہی تھی کہ "اُس ملک کے باشندے جس پر دشمن کا قبضہ ہو گیا ہو اگر قابض کے خلاف ہتھیار اُٹھائین تو اُنکو باضابطہ سزا ملنا چاہیے اور اُنکے ساتھ مثل اسیران جنگ کے برتاؤ نہ کرنا چاہیے" اس تجویز کی مخالفت کل چھوٹی بڑی سلطنتون نے بہت

زور شور سے کی تھی اور اس فریق کے سرغنہ فرانس و انگلستان اور اٹلی کی سلطنتین تھین بلکہ یہان تک ہوا تھا کہ اس تجویز کو منسوخ کر دینے کی تحریک کا ونٹ ٹینزانے کی تھی جو اٹلی کی جانب سے وکیل ہو کر اس جلسہ مین شریک ہوا تھا اور وکیل فرانس بیرن باڈونے تائیدی تقریر مین یہ بیان کیا تھا کہ "کسی ملک پر قبضہ پا لینا ملکیت کی دلیل اس وقت تک نہین ہی جب تک کہ فریقین مین صلح ہو کر وہ ملک بذریعہ صلحنامہ قابض کو نہ حوالہ کر دیا جائے ایسے ملک کے باشندے اگر درحقیقت نہین تو اصولاً ان قوانین کے پابند سمجھے جائینگے جنکی حمایت مین وہ قبل قبضہ تھے ان لوگون کو یہ سمجھ لینا کہ اپنے قدیم قوانین کے ماتحت نہین رہے ہین اُنکے ساتھ نہایت سختی کرنا ہی اس لیے اگر وہ ہتھیار اُٹھائین تو اُنکا مقابلہ اُسی طریقہ سے یعنی غنیم کی فوج سمجھ کر کرنا چاہیے اور اگر وہ شکست کھا کر قید ہو جائین تو اُنکے ساتھ مثل فریق جنگ کے برتاؤ کرنا چاہیے بلکہ اس طریقہ کے سوا اور کوئی طریقہ مناسب اور بہتر نہین ہی" انگلستان کے وکیل نے نہایت مختصر الفاظ مین ظاہر کیا تھا کہ "ہماری حکومت ایسے عہد کی پابندی سے انکار کرتی ہی جسکی وجہ سے بہوس ملک گیری لڑائیان لڑی جائین اور ملک متنازعہ کے باشندون کو فرائض حب الوطنی ادا کرنے مین مانع ہون" باوجود ان تمام سب واقعات کے جب پارلیمنٹ مین ہمارے ایک وزیر سے اس مسئلہ کے متعلق سوال کیا گیا تو اُنھون نے پارلیمنٹ کو یہ سنا کر مطمئن کرنا چاہا کہ اِطالیون کا قتل عام اُن اصول کے خلاف نہین ہی جو مہذب قومون نے اپنے درمیان جنگ کی بابتہ قائم کر رکھے ہین۔

مسٹر وُلف نے ایطالیون کی تردید مین ایک اور قوی دلیل یہ تحریر کی ہی کہ "اگر فرض کر لیا جائے کہ مقبوضہ حصۂ ملک مین بغاوت کرنا قواعد جنگ کے خلاف ہو تو یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہی کہ آیا اس بغاوت کی سزا بموجب ضابطہ کے دینا مناسب ہی یا محض بدلہ لینے کے لیے قتل عام کرنا قانوناً جائز ہی" اصل یہ ہی کہ ایطالیون کے سر سے قتل عام کا الزام

نہین اُٹھ سکتا کیونکہ یہ امر صاف طور سے پایۂ ثبوت کو پہونچ چکا ہو کہ تین روز تک ایطالی فوج کے سر پر خون سوار رہا اور اس خوف و ہراس کی حالت مین اُنھون نے بلا کسی قسم کی عدالتی کارروائی کے بچے بوڑھے۔ عورت مرد۔ گناہگار اور بیگناہ سب کو جس طرح چاہا قتل کرڈالا۔ جنگی قواعد و رسوم کے لحاظ سے کسی صورت مین بدلہ لینا اور قتل عام کرنا جائز نہین ہی چنانچہ ایطالی امیر لنزا نامے نے ۱۸۷۴ء مین اپنی راے ظاہر کی تھی کہ قاعدہ کے بموجب قانون جنگ سے خلاف ورزی کرنے والون کو صرف جرمانہ کی سزا دینی چاہیے پس جو فرضی اعتراض عربون پر ایطالی کرتے ہین اگر مان لیا جائے یعنی یہ کہ اہل عرب قوانین جنگ کی خلاف ورزی عمل مین لاتے ہین اسوجہ سے ایطالیون کو ہر طرح سزا دینے کی آزادی حاصل ہی جب بھی اس اعتراض کا جواب اُنھین کے امیر لنزا نامے کے قول سے دیا جاسکتا ہی یعنی کاونٹ لنزا کا قول ہی کہ ”اگر ایک فریق قواعد جنگ کی پابندی نہ کرے تو محض اس بنا پر دوسرا فریق قوانین جنگ کی پابندی سے مستثنی نہین ہوسکتا“

اس بحث کے آخر مین مین پھر اُس مسئلہ کے متعلق کچھ کہونگا جو ایطالی عربون کی نسبت پیش کرتے ہین یعنی یہ کہ نخلستان کے عرب بوجہ کسی اعلان کے جو جنرل کینوا نے شائع کیا تھا سلطان المعظم کی حمایت سے باہر ہوگئے تھے یا یہ کہ سلطان المعظم کی حمایت چھوڑ کر وہ حکومت ایطالیا کی رعایا بن گئے تھے اس مین شک نہین کہ چند عرب امرا نے ایطالیون سے رشوت لیکر ایطالیون کی حکومت طرابلس مین قبول کرلی تھی لیکن ان کمینے بدمعاشون کی دغابازی سے یہ کیونکر نتیجہ نکل سکتا ہو کہ نخلستان کے اندر جھونپڑیون مین رہنے والے ہزارون عربون نے ایطالیون کی اطاعت قبول کرلی۔ یہ آن پڑھ غریب فرمان پڑھنا کیا جانین پس اُنکو کیونکر معلوم ہوسکتا تھا کہ ایطالی اُنکو اپنی رعایا سمجھتے ہین لہذا اعلان وغیرہ کا قصہ بے بنیاد ہی اصلیت یہ تھی کہ عربون نے جو اپنے ہتھیارون کو بہت عزیز رکھتے ہین خواہ وہ پرانی چال کے ہون یا نئی ساخت کے کارآمد ہوں یا بیکار جب ایطالیون کو

آتے دیکھا توان ہتھیارون کو مخفی کردیا کیونکہ دنیا کی کوئی شئی اُن سے جدا ہوجائے مگر
بندوق اپنے پاس سے کبھی جدا نہ کرینگے اس واقعہ کے بعد مثل فرانسیسی کاشتکارون
کے جب موقع ہاتھ آیا تب انھین ہتھیارون کو لیکر ایطالیون کے خلاف لڑنے کھڑے
ہوگئے فرانسیسی اور عربون پر کیا موقوف ہی اگر انگلستان پر کوئی غنیم حملہ کرے تو انگریز
کاشتکار یہی صورت اختیار کرینگے اگر ایطالی افسران فوج اور اُنکے مددگارون پر
حماقت اور کاہلی نہ سوار ہوتی تو وہ خواب غفلت مین نہ پڑے ہوتے اور ایسی پیشبندی
کرلیتے کہ عربون کو سر اُٹھانے کا موقع نہ ملتا - ایطالی سپاہیون کے مادر ایطالی نامہ نگار
بھی اُسی قسم کے جنون اور جوش مین مبتلا ہوگئے تھے اور کسی بات کی تمیز نہ باقی رہی تھی
چنانچہ نامہ نگار اخبار اسٹمپا تحریر کرتا ہی کہ "میرے نزدیک ایک بار پھر اسی قسم کا قتل
عام ہونا چاہیے اور مین نہایت زور کے ساتھ کہتا ہون کہ تمام نخلستان کو عربون سے
پاک کردینے کی سخت ضرورت ہی میرے نزدیک کسی طریقہ سے یہ امر جائز نہ رکھنا
چاہیے کہ کوئی عرب شہر اور ایطالی خندقون کے درمیان قیام پذیر ہوسکے بلکہ یہ عمل
ہونا چاہیے کہ کوئی عرب خواہ غیر مسلح کیون نہ ہو اگر ان حدود کے درمیان پایا جائے
تو وہ یقینی باغی خیال کرکے قتل کردیا جائے" اسی طرح کی لغو تحریرین بعض نامہ نگارون
نے ٹرانسوال کی لڑائی کے زمانہ مین اخبارون مین لکھی تھین نیز بعض انگریزی کم وقعت
رسالون نے اپنے مضامین مین یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ "وہ بوئر جنکے مواضعات مین
اعلان شائع ہوچکا ہی خواہ وہ اپنے وطن سے کتنے ہی فاصلہ پر جنگ مین مشغول
کیون نہ ہون انگریزون کی رعایا سمجھے جاسکتے ہین"

ایطالیون نے بڑے دن کے چند روز پہلے فوجی قانون کی آڑ مین ایک اور
ظلم کیا - ناظرین کو خیال ہوگا کہ ۲۶ نومبر کی لڑائی مین بعض عرب پُر دیری حملہ کرنے کے
بعد ایطالی فوجی حلقہ کو شکست کرکے مورچون کے اندر چلے آئے تھے ان حملہ آورون

مین سے بہت سے لوگ اپنے مکانات موقوعۂ شہر طرابلس و نخلستان مین قیام پذیر ہوگئے تھے اس واقعہ کی خبر ایطالیون کو ایک بے ایمان یہودی نے کر دی جو اس راز سے واقف تھا اور سب آدمیون کا نام اور پتہ ایطالیون کو بتا دیا نتیجہ یہ ہوا کہ اُن مین سے ۱۴- آدمی جو بیچارے اپنے قدیم مکانون مین جا پڑے تھے گرفتار کر لیے گئے اور بعد سرسری تحقیقات کے بغاوت و جاسوسی کے جرم مین پھانسی پر لٹکا دیے گئے جس وقت اس وحشیانہ سزا کی خبر عزیزیہ مین پہونچی تو عرب مجاہدین مین دشمن کی جانب سے انتہاے نفرت و انتقام کا جوش پھیل گیا استعجاب یہ ہی کہ ان چودہ آدمیون کے قتل عمد نے مسٹر فیلس ممبر پارلیمنٹ ایطالیہ منجانب سسلی کے دل پر بہت اثر کیا اس شخص کا حال یہ ہی کہ سوشلسٹ فرقہ کی جانب سے پارلیمنٹ کا ممبر ہوا تھا مگر باوجود سوشلسٹ ہونے کے اپنے اخلاقی اور سیاسی اصولون کا خون کرکے اور اپنے عمل کے ساتھ کسی طرح اپنے فرقہ کے اصولون کو بدقت مطابق ٹھہرا کر اس جنگ کو حق بجانب ثابت کیا تھا اور نہایت اظہار جوش و فخر و مباہات کے ساتھ اس جنگ کی حمایت کی تھی اور جنگ کے نتائج یعنی خونریزی وغیرہ جو سوشلسٹ فرقہ کے اصولون سے مطابقت نہین کرتے تھے اُنکے متعلق اُسنے ایک عجیب ڈیلی بیٹی کی تھی یعنی یہ کہ "موجودہ جنگ اس لیے غیر مناسب نہین ہی کہ اُس مین جان کیا بلکہ ایک قطرۂ خون کا بھی نقصان نہ ہوگا" لیکن ان چودہ آدمیون کا قتل عمد بذریعۂ عدالت ہوتے دیکھکر اُسکے بھی حواس جاتے رہے گو اسوقت تک وہ سوشلسٹ فرقہ کے اصولون کا ایک صورت سے مضحکہ اُڑاتا تھا مگر آخرش اُسکو اخبارون مین شائع کراتے بن پڑا کہ" ان واقعات کی وجہ سے جنگ طرابلس کا جوش اُسکے دل مین بہت کم ہو گیا ہی"

مین اوپر بیان کر آیا ہون کہ عزیزیہ مین سامان رسد کی بہت کثرت تھی عزیزیہ پر کیا موقوف ہی مین نے جتنی ترکی چوکیان دیکھی ہین اُن مین بھی یہی حالت پائی جاتی ہی مجھے

بہت خوشی اس بات سے ہوئی کہ جدید فوجی انتظام کی وجہ سے سپاہیون کی غذا کا انتظام نہایت عمدہ طور سے کیا جاتا ہی اور اب میری راے مین بجز انگلستان کی فوج کے یورپ بھر مین کسی فوج مین رسد کا انتظام ایسا عمدہ نہین ہی جیسا کہ ترکی باقاعدہ فوج مین ہی - گو طرابلس مین فوج کی ظاہری حیثیت اچھی نہ تھی کیونکہ سپاہیون کی وردیان اور جوتے میلے اور شکستہ حالت مین تھے لیکن اُنکو تین چار طرح کا لذیذ اور عمدہ کھانا یعنی سالن روٹی ترکاری اور نہایت مزے کے پکے ہوے چاول جسکو پلاؤ کہتے ہین ہر وقت دیا جاتا تھا اور نشاط بے و دیگر افسران بھی وہی کھانا کھاتے تھے جو اُنکے تمام سپاہیون کو ملتا ہی تمام افسر اور سپاہی ایک ہی طریقہ سے کھانا کھاتے ہین یعنی دسترخوان کے گرد بیٹھ کر اپنے ہاتھون سے چیزین اُٹھا اُٹھا کر کھاتے ہین جب کوئی افسر کھانا کھاتا ہی تو مین نے دیکھا کہ ایک سپاہی طشت صابن اور تولیہ ہاتھ مین لیکر کھانے کے پہلے اور کھانے کے بعد اُنکا ہاتھ دھلاتا ہی یہ حالت دیکھ کر مجھے سلطان عبد الحمید کا زمانہ یاد آیا جبکہ بیچارے سپاہی مصیبت اور فاقہ کشی کی زندگی بسر کرتے تھے مجھ سے ایک جرمن نے بیان کیا کہ موجودہ زمانہ مین ترکی فوج کے اندر رسد کا ایسا عمدہ انتظام ہی کہ اُسکے خیال مین فوج کو ضرورت سے زائد کھانا دیا جاتا ہی میرے ایک مسلمان دوست نے جنھون نے فرانسیسی فوج مین نوکری کی ہی اپنا ذاتی تجربہ بیان کیا تھا کہ عثمانی فوج کو فرانسیسی فوج کی بہ نسبت بہت عمدہ رسد ملتی ہی -

مجھے اس بات سے بہت تعجب ہی کہ طرابلس بھر مین بجز زاویہ اور عزیزیات کے قہوہ خانون کے کہین قہوہ کا نشان نہین پایا جاتا ہی غالبًا وجہ یہ ہوگی کہ یہان ترک اور عربون کے درمیان چاے کا بہت رواج ہی جسکو یہ لوگ اس ترکیب سے بناتے ہین کہ پہلے چاے اسقدر پتیان ڈالتے ہین کہ وہ کڑوی ہو جاتی ہی بعد ازان تلخی دور کرنے کے لیے فی پیالی نصف پیالی شکر ڈالتے ہین چونکہ یہان شکر گران تھی اسوجہ سے ترکون کی

ایسی چاے پینا بوجہ گرانی اور صرف کے ناممکن تھا پس مین چاے مین سیکرین کی ٹکیہ ڈالا کرتا تھا اور کبھی کبھی اپنے خیمہ کے چوکیدار یا اور کسی ترک و عرب کو جسے مین نے اس قابل پایا چاے پلاتا تھا یہ لوگ شکریہ ادا کرنے کے بعد ذراسی ٹکیہ کی شیرینی پر بہت تعجب ظاہر کرتے تھے۔ عموماً سو ٹکیہ سیکرین کی چھ آنہ کو ملتی ہین بس میرے نزدیک چاے اور کافی مین ملانے کے لیے اس سے زیادہ سستی اور شیرین کرنے والی اور سبک شکر طرابلس مین استعمال کے لیے نہین ہوسکتی۔ عرب لوگ سیکرین کو انگریزی شکر کہتے ہین اور وہ لوگ عموماً قند کے توزہ اپنے ساتھ رکھتے ہین میرے نزدیک اس صورت مین شکر بہت ضائع ہوتی ہو کیونکہ استعمال کے وقت ان توزون کو کسی شی یعنی لوہے یا پتھر سے توڑنا پڑتا ہو اور بہت سی کرچین اڑ اڑ کر بالو مین مل جاتی ہین اور کھانے کے قابل نہین رہتین۔

عرب مجاہدین کی غذا عموماً خرمہ اور روٹی ہو لیکن جب کیمپ مین قیام پذیر ہوتے ہین تو کھانے کے بعد چاے بھی پیتے ہین خرمون کی گٹھلیان اونٹ کے لیے محفوظ رکھتے ہین کیونکہ ان لوگون کا خیال ہو کہ گٹھلیان اونٹ کے معدہ کو مفید ہوتی ہین۔ اونٹ گٹھلیان کھاتے وقت بہت پریشان کرتا ہو اسوجہ سے ساربان منھ چیر کر کھلاتے ہین جیسے انگلستان مین حق انتخاب مانگنے والی عورتون کو منھ چیر کر کھانا کھلایا جاتا ہو اکثر ساربان یہ کرتا ہو کہ منھ کے اندر ہاتھ ڈال کر یہ بدمزہ لقمہ اونٹ کے حلق مین ٹھیاتا ہو۔ اس موقع پر مجھے ارسطو کا لکھا ہوا ایک قصہ یاد آیا اُسنے لکھا ہو کہ "ایک جو مہمل تھا جو خدا سے دعا مانگتا تھا کہ خدا اُسکی گردن اور لمبی کر دیتا تاکہ اُسکے حلق مین کھانے کی چیزون کا ذائقہ زیادہ دیر تک رہتا اور وہ خدا کی نعمتون کا مزہ زیادہ عرصہ تک لیتا" میرے خیال مین شاید اسی وجہ سے اونٹ کی گردن لمبی رکھی گئی ہو کہ اگر اور کچھ نہین ہو تو کم سے کم چارہ کی لذت اُسکے حلق مین زیادہ دیر تک رہے کیونکہ اونٹ کی خلقت ایسی واقع ہوئی ہو کہ اُسکو کسی قسم کی راحت یا لذت یا آرام اُٹھانے کا موقع نہین ملتا اور اس غریب جانور کی

غذا باوجود بے انتہا محنت کے یہی کہ کبھی کسی خاردار جھاڑی کو نوچ لیا یا کبھی سیبھڑ کے درخت سے پتی نوچ کر کھالی اور اُسکے دودھ سے حلق تر کر لی۔ غرض اونٹ کے سارے جسم مین جو شی ہی وہ گردن ہی۔ کمپ مین کچھ عربون کے پاس خیمہ تھے لیکن زیادہ تر وہ لوگ تھے جو اِدھر اُدھر جہان چاہتے تھے پڑ رہتے تھے کسی کا دیوار کے سایہ مین بستر تھا کوئی رسالون کے اصطبل مین پڑ رہتا تھا اکثر دن کے ہمراہ اُنکے جورو بچے بھی تھے اور دیکھنے مین آتا تھا کہ اِدھر اُدھر ایک خاندان یا کئی خاندان مل کر گڈھون مین رہتے تھے ہوا اور بارش سے حفاظت کے لیے اپنے اوپر بوریون کا ٹاٹ یا خیمون کا کپڑا ڈال لیتے تھے علاوہ اسکے پہاڑی کے مشرقی دامن مین چند غار تھے بعض عرب اُن مین جاکر آرام سے سو رہتے تھے لیکن جنھین کوئی جاے پناہ نہین ملتی تھی وہ مع اپنے جورو بچون کے میدان مین سوتے تھے اور صبحکو سخت سردی کے وقت گھانس پھونس روشن کر کے تاپتے تھے جتنے زمانہ تک مین طرابلس مین رہا حسن اتفاق سے کبھی زور کی بارش نہین ہوئی ورنہ عزیزیہ جیسے کمپ مین انتہاے تکلیف برداشت کرنا پڑتی میرے سامنے پانی برسا مگر نہ اس قدر کہ پہاڑیون کے دامن کو کاٹ کر نہایت تیزی سے بہ نکلتا اگر ایسا ہوتا تو میرے چھوٹے سے خیمہ کا جو پہاڑی کے دامن مین نصب تھا کہین پتہ نہ لگتا۔

کمپ مین دستور تھا کہ ہر نامہ نگار کو دو عدد نان پاؤ نہایت عمدہ قسم کے ملتے تھے یہ فوجی باورچیخانہ واقع کونک مین روزانہ تیار ہوتے تھے لیکن ماوراان روٹیون کے ہم بھی جب چاہتے تھے خود تیار کر لیتے تھے۔ سینیگر رائٹ اور مسٹر آسلر کا کھانا سلیم پکاتا تھا اور وہ دونون آدمی ساتھ رہتے تھے مسٹر ٹلھیم ہلال احمر کی جماعت کے ساتھ کھانا کھاتے تھے اور میرا و مسٹر زید کا خور و نوش ایک مین تھا۔ جو لوگ کہ سیاحت کرتے رہتے ہین اور جنگون مین شریک ہوتے رہتے ہین اُنکو تجربہ ہو جاتا ہی کہ کن مقامات پر کن اشیاء کی ضرورت پڑیگی اس لیے اپنے تجربہ کی بنا پر مین نے بہت سا ڈبون کا گوشت مچھلیان اور

شوربہ ساتھ لے لیا تھا سب سے زیادہ میرے کام جو چیزین آئین وہ خشک کیے ہوے
پھلون کے ڈبے اور کراس وبلیکول کمپنی کے بنے ہوے مُربّے تھے مین نے اپنے
باورچیخانہ اور خانہ داری کا انتظام مسٹر زید کے سپرد کر دیا تھا یہ شخص اشارون سے کام
نکالتا تھا اور حیرت یہ ہی کہ باوجود زبان نہ جاننے کے مرغیان بکری کا گوشت انڈے آلو
چقندر مرچ وغیرہ نہایت سستے دامون خرید لاتا تھا - الغرض مین اور میرا ساتھی جس
زمانہ مین کہ اپنے خیمہ مین قیام پذیر ہوتے تھے نہایت آرام سے بسر کرتے تھے ہمارے
کھانے مین زیادہ تر انڈے مرغ کا سالن ترکاریان روٹی میوے عمدہ قہوہ یا چاے
ہوتی تھی پس صحرا نشینی کی حالت مین ان اشیا سے زیادہ ملنے کی نہ امید کی جاسکتی تھی
اور نہ ضرورت تھی - مین اپنے تمام زمانہ قیام مین ایک روز بھی بیمار نہین ہوا اور سادی غذا
کا طبّی فائدہ یہ ہوچکا کہ مین اور زید میلون تک پیدل چل سکا چنانچہ ہم لوگون نے ننو
میل چار دن کے اندر پیادہ پا طے کیے اور مین تیرہ گھنٹے تک بلکلفت گھوڑے پر سوار
ہوکر سفر کرتا رہا - الغرض جب مین اور زید طرابلس سے رخصت ہوا ہون اُسوقت ہماری
صحت وقوت کی حالت یہ تھی کہ ہم ہر قسم کی تکلیف برداشت کرسکتے تھے اور ہر طرح سے
خوش وخرم تھے - ہم نے اپنی تمام مدت قیام مین جوش کیا ہوا پانی استعمال کرنے کی بہت
پابندی رکھی اور ہر برتن کو پرمیگنیٹ آف پوٹاش سے صاف کرتے رہے میرے نزدیک
صحت قائم رکھنے کے لیے خصوصًا کمپ کے اندر رہنے کی حالت مین ان تدابیر سے بہتر
کوئی تدبیرین نہین ہین - علاوہ انکے چند اور اصول ہین جنکی پابندی کی مین لوگونکو نصیحت
کرتا ہون یعنی یہ کہ پیٹ پر فلالین کی پٹی اگر تمام دن نہ ہوسکے تو آفتاب غروب ہونے
کے بعد ضرور باندھنا چاہیے - غذا بھوک رکھ کر کھانا چاہیے - ٹھنڈک کے وقت شام
کو نہ نہانا چاہیے اور کوئی چیز جس مین بالو پڑ گئی ہو ہرگز استعمال نہ کرنا چاہیے ہر شخص کو
لازم ہی کہ کسی قسم کی ورزش کے بعد یا تولیٹ رہے یا اپنا پنڈا موٹے تولیہ سے رگڑ کر

صاف کرے یا صدری پہن لے کیونکہ پسینہ کی حالت مین ٹھنڈک پہونچنا ہر وقت نہایت اندیشہ ناک ہی اور بیمار ہو جانے کا خطرہ رہتا ہی - میری راے مین شراب کا استعمال ترک کر دینا چاہیے اور بجاے اُسکے گرم پانی یا ہلکی چاے استعمال کرنا بہتر ہی اگر برتن دھونے کے لیے گرم پانی میسر نہ آسکے تو تھوڑی سی پرمنگینٹ پانی مین گھول کر اُس پانی سے برتن دھونا چاہیے کیونکہ جوش کیے ہوے پانی کا استعمال ایسی حالت مین بالکل بے سود ہے جبکہ برتن اور پیالیان وغیرہ ایسے پانی سے دھوئی جائین جس مین بیماری کے جراثیم ہزارون کی تعداد مین موجود ہون -

باوجود ان تمام سب احتیاطون کے مجھے ہر وقت اندیشہ رہتا تھا کہ ایسے کیڑون کے کاٹنے سے بیماریون مین نہ مبتلا ہو جاؤن جو مُردون کے جسم پر بیٹھ کر اُڑتے پھرتے ہین - گو یہ بیان دلچسپ نہین ہی تاہم اس حیثیت سے ان حشرات الارض کا ذکر بیموقع نہ ہوگا کہ جہان طرابلس مین جوان بڈھے امیر غریب سب پر اور مصیبتین تھین وہان ان کیڑون کی کثرت سے بھی ایک آفت کا سامنا تھا بڑی اور چھوٹی مکھیون کی بہت کثرت تھی خصوصًا چھوٹی مکھیون کی جو مُردون پر بیٹھ بیٹھ کر ہر طرف اُڑتی پھرتی تھین اور جنکی وجہ سے سب کو بہت تکلیف پہونچتی تھی پہلا اتفاق مجھے بیرطرین کے مقام پر پڑا اُسوقت سے رات ہو یا دن ان مکھیون نے اُسوقت تک میرا ساتھ نہین چھوڑا اور مجھے ایذا پہونچاتی رہین جب تک کہ مین واپسی کے وقت ٹیونس کے ہوٹل مین قیام پذیر نہ ہو لیا - ان حشرات الارض سے محافظت کی کوئی تدبیر نہین ہو سکتی تھی اور ہم مین سے ہر ایک کے جسم پر سر سے پیر تک اُنکے کاٹنے کے نشان تھے جہان پر یہ کاٹتے تھے اُس مقام پر ایسی کھجلی ہوتی تھی کہ مین نے کئی مرتبہ نیند آنے کی غرض سے پانچ پانچ رتی منوّم دوا کا استعمال کیا امونیا لگانے سے کھجلی کچھ کم ہو جاتی تھی مگر یہ کیڑے اس کثرت سے کاٹتے تھے کہ ہر جگہ امونیا لگانا دشوار تھا گندھک کا مرہم بھی کسی قدر مفید ہے لیکن

جب تک کوئی ایسا مقام نہ ہو کہ جہان سب کپڑے گرم پانی مین دھوڈالے جائین اور انسان حمام مین نہا کر مرہم لگائے اور مرہم لگانے کے بعد اپنا جسم صاف کرڈالے اسوقت تک بہترین طریقہ یہی ہی کہ اس مصیبت کو بخندہ پیشانی برداشت کرے۔ کمپ کے اندر علاوہ ان جسمانی تکلیفون کے جو بعض وقت ناقابل برداشت ہوتی تھین انسان کو یہ فکر دامنگیر رہتی تھی کہ خدا جانے یہ حشرات الارض کس مقام سے اُڑکر آئے ہین اور جسم مین ڈنک مارکر رگون کے اندر خون مین کن امراض کا مواد پہونچا رہے ہین یہ فکر زیادہ تر اسوجہ سے لاحق ہوتی تھی کہ یہ بات علم مین تھی کہ جہان رات کو سوتے مین اُسی مقام سے تھوڑی دور فاصلہ پر ہیضہ سے فوتیون کے مُردے پڑے ہین پس ایسی صورت مین اُلجھن اور پریشانی ہونا تعجب انگیز نہین ہی بلکہ انسان کا خاصئہ طبیعت ہی۔

مجھے طرابلس مین حشرات الارض کے مظالم برداشت کرنے سے ایک انگریزی ناول کا قصہ یاد آیا جو انگلستان کے ایک نہایت مشہور قصہ نویس کی تصنیف ہی۔ اس ناول مین کیڑون کی کثرت پیدائش اور اُنکی مجموعی قوت کا بیان نہایت خوش اسلوبی سے کیا گیا ہی ایک ناول موسوم بہ "فوڈ اف دی گاڈز" (دیوتاؤن کی غذا) مین لکھا ہی کہ ایک مکھی کا انڈا اتنا بڑا تھا کہ ایک شخص نے اُسے اُٹھانا چاہا تو اُس انڈے مین اس شخص کا ہاتھ پھنسکر رہ گیا اور دوسرے ناول ٹائم مشین مین یہ ذکر ہی کہ کسی زمانہ مین کیڑے اسقدر بڑے ہوجائینگے کہ معمولی پتنگے سمندر کے کنارے اژدہون کے مانند پھرینگے خیر یہ تو قصے ہین لیکن اگر کسی شخص کو یہ بات دیکھنا منظور ہو کہ جُون کی بلا کسی قوم کی سزا کے لیے کیونکر نازل ہوسکتی ہی تو جا کر طرابلس مین اپنی آنکھ سے دیکھ لے۔

باب پنجم

جبل غاریان کی سیر

مغرب کی جانب ایطالی پیشقدمی اور حملہ ناکام رہا اور مشرق کی جانب جیسا کہ بیشتر بیان ہوچکا ہی ایطالیون نے سخت شکست کھائی لہذا ان واقعات کی بنا پر ظاہر ہوچکا تھا کہ اب چند روز حملہ آورون کو آگے بڑھنے کی جرأت نہ ہو گی اور کچھ عرصہ تک وہ اس قابل نہین رہے ہین کہ میدان جنگ مین جارحانہ کارروائی کرسکین پس اس موقع پر عزیزیہ کے اندر محض لڑائی کا تماشہ دیکھنے کی امید مین ٹھہرنا بے سود تھا اس لیے مین نے خیال کیا کہ جبل غاریان و قصبۂ غاریان کی سیر کرنا چاہیے جہان روبصحت بیمارون کے لیے بڑے پیمانہ پر اسپتال کھولا گیا ہی تاکہ وہان کی فرحبخش آب و ہوا سے مریضون کو جلد قوت آجائے۔ بیس دسمبر کو مین نے دیکھا کہ کچھ اونٹون کا قافلہ جن پر بیمار اور زخمی ترک سپاہی سوار ہین غاریان کی طرف روانہ ہونے والا ہی ان سپاہیون کو دیکھ کر مجھے افسوس ہوا کیونکہ ایسے شخص کے لیے جو پیچش مین مبتلا ہو یا جسکی کسی عضو کی ہڈی مین ضرب آ گئی ہو اونٹ کی سواری ہرگز آرام دہ نہین ہی۔ مگر طرابلس کی سڑکین اس طرح کی ہین کہ جن پر بجز اونٹون کے اور کوئی سواری کام نہین دیسکتی لہذا مجبورًا اونٹون سے کام لیا جاتا ہی مگر ترکون نے اپنی مہمان نوازی اور کریمانہ اخلاق کی وجہ سے صرف مسٹر مانٹیگو کو ایطالی باربرداری کی گاڑی پر غاریان روانہ کیا تھا درحالیکہ اُنکے افسر جو زیادہ خراب حالت مین تھے اونٹون پر روانہ کیے گئے تھے گویہ معلوم تھا کہ ان بیچارون کو اونٹون کی پیٹھ پر بیٹھنے سے بہت ہچکولے لگین گے غرض غاریان کے قافلہ کو دیکھ کر مین بھی سہ پہر کے وقت اس سفر کے واسطے ایک اونٹ ٹھہرانے بازار گیا گو میری خاص سواری کے لیے فتحی بے نے اپنی عنایت سے

ایک گھوڑا دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اس زمانہ مین عزیزیہ کے اندر گھوڑا یا اونٹ دستیاب ہونا بہت مشکل تھا کیونکہ جسقدر گھوڑے اور اونٹ نشاط بے اپنے ہمراہ طرابلس سے لائے تھے یا عربون سے خریدلیے تھے وہ ہر وقت کسی نہ کسی ضرورت مین کام آیا کرتے تھے۔ تمام ضرورت کی چیزین بہت دور دور سے لانا پڑتی تھین۔ ماورا اسکے جتنے عمدہ جانور تھے وہ سب سوارون کے لیے ترکی مورچون اور چوکیون پر تعینات رہتے تھے لہذا عزیزیہ مین بچے کھچے جو جانور تھے وہ وہی تھے جو کمزور یا بیمار ہوجاتے تھے۔ حکومت عثمانیہ کو اونٹ بڑی گران قیمت پر دستیاب ہوتے تھے۔ کیونکہ فوج مین ہر وقت اونٹون کی ضرورت رہتی تھی اور جسقدر اونٹ مہیا ہو سکتے تھے وہ سب کام مین لائے جا سکتے تھے۔ چنانچہ اُن عربون کو جنکے پاس کثرت سے اونٹ موجود تھے اس زمانہ مین بڑا نفع ہوا یہی حال کرایہ کے اونٹون کا تھا اس زمانہ مین اونٹون کا کرایہ جو فوجی ضروریات کے لیے حاصل کیے جاتے تھے بحساب چار یا پانچ روپیہ یومیہ فی اونٹ حکومت کو دینا پڑتا تھا۔

میرے خیال مین عربون کو اگر کوئی خوشی اس جنگ سے حاصل ہوئی ہی تو یہ ہی کہ انکی تجارت خوب چمک گئی ہی اور سب تاجرون کو کثیر نفع ہوا ہو بلکہ اونٹ والے اور سار بان آجکل اپنی زندگی کا بہترین زمانہ بسر کر رہے ہین۔ طرابلس کے اندر جہان جائیے یہی منظر دکھائی دیتا ہی کہ صحرا کی پگڈنڈیون پر قافلے کے قافلے چھوٹی بڑی ترکی چوکیون کے درمیان سامان سے لدے ہوے آتے جاتے دکھائی دیتے ہین۔ عمدہ گھوڑون کی آجکل بہت تلاش ہی اور بہت ہی مشکل سے دستیاب ہوتے ہین۔ مجھ کو کپتان تسلیم کی قسمت پر رشک آتا ہی جنکو تین سو نوے روپیہ مین نہایت عمدہ گھوڑا مل گیا۔ اس قیمت مین ایسا عمدہ گھوڑا میرے علم مین کسی کو نہین ملا چنانچہ ایک ترکی افسر جو مجھے غاریان مین ملا تھا بیان کرتا تھا کہ وہ ٹیونس مین بہت دنون تک مارا مارا پھرنے کے بعد جنوب کی جانب سے سرحد

پار ہو کر طرابلس پہونچا اور اُسنے ایک گھوڑا چھ سو روپیہ مین خرید کیا تھا جو بلجیم کے گھوڑے کی بہ نسبت بہت خراب تھا۔ غرض طرابلس کے اندر تجارت کو بڑی ترقی تھی جس گانوُن یا قصبہ مین جائیے بازارین لگی ہوئی نظر آتی تھین۔ بیچنے اور خریدنے والون کا ہر جگہ مجمع رہتا تھا ترکاریان گوشت میوے شکر چاے غرض جو چیزین کہ تجارت پیشہ لوگ مہیا کر سکتے تھے سب کے خریدار ہر وقت موجود رہتے تھے۔ صحرا مین ہر طرف عورتین اور بچے ٹڈی دل کی طرح زمین پر پھیلی اور خار دار جھاڑیان کاٹتے اور جمع کرتے نظر آتے تھے۔ ان لوگون کو اپنے نفع کے آگے کانٹون کی بھی پرواہ نہ تھی۔ وہ اُنکی گٹھیان باندھکر بازار مین لاتے تھے اور فی گٹھی ایک آنہ کو فروخت کر لیتے تھے۔ عرب مجاہدین ان گٹھیون کو شام کی سردی مین تاپنے کے لیے نہایت شوق سے خریدتے تھے یا کباب والے کباب لگانے کے لیے لے جاتے تھے۔ یہان اونٹ ہر طرف نظر آتے تھے۔ ہر جانب خواہ سڑک پر یا صحرا یا آبادی مین زرد بھورے اونٹ دکھائی دیتے تھے بعض اونٹنیون کے ساتھ سفید رنگ کے خوبصورت جھنڈ والے بچے بھی ہوتے تھے۔ قصہ مختصر یہ کہ اس جنگ کی وجہ سے اہل طرابلس ہر طرح سے مزے مین ہین جنگ کی وجہ سے غریب سے غریب بھی کچھ کما لیتا ہی۔ برعکس اسکے اٹلی والے سرکاری محصول ادا کرتے کرتے مفلس ہوتے جاتے ہین اگر کسی شخص کو یقین نہ آئے تو اٹلی والون کی مفلسی اور غربت کا حال آپیمولہ اور کلیبریہ مین جا کر دیکھ لے۔

آخرکار مجھے ایک اونٹ جو اتفاقیہ فوجی خدمت بجا لانے سے بچگیا تھا مل گیا اسکا کرایہ عزیزیہ سے غاریان اور غاریان سے زوارہ تک اکتیس روپیہ چار آنہ اونٹ والے نے طلب کیا۔ آجکل اونٹ والون کی چاندی ہی اور ہر شخص اُنکے بس مین ہی مین نے اسی قدر مسافت کے لیے پیشتر نو روپیہ چھ آنہ کرایہ دیا تھا۔ لیکن اسوقت جبکہ مین اکتیس روپیہ چار آنہ دینے سے انکار کر چکا اور میرے اور اونٹ والے کے

درمیان بعد قدرے ردوقدح کے پچیس روپیہ طے ہوگیا تو مجھے نہایت خوشی ہوئی۔ اُس شخص نے بہت آدمیون کے سامنے اقرار کیا تھا۔ کہ وہ دوسرے روز صبح سویرے آکر میرا اسباب بار کرلیگا پس دوسرے دن مین نے ناشتہ کرنے کے بعد کل اسباب باندھ لیا اور اپنے خیمہ کے اندر بیٹھ کر اونٹ والے کا انتظار کرنے لگا۔ انتظار کرتے کرتے دس بھی بج گئے۔ لیکن اونٹ یا اونٹ والے کسی کا پتہ نہ چلا۔ معلوم ہوتا ہی کہ اس بدمعاش کو کسی اور جگہ زیادہ کرایہ مل گیا اسوجہ سے اُسنے اپنے وعدہ کی پرواہ نہ کی اور مجھکو بے بسی کی حالت مین چھوڑکر چلدیا اس شخص کی وجہ سے تین گھنٹے کا وقت مفت ضائع ہوا میری آرزو تھی کہ وہ کہین مجھے مل جاتا اور اُسے پولیس افسر کے سامنے پیش کرکے اُس کمینہ پن کی سزا مین قید کراتا۔ مگر غصہ گرمی کا عربون کے سابقہ مین کوئی نتیجہ نہین ہوتا اسلیے مین بھی خاموش ہو رہا۔ کیونکہ غصہ کرنے سے وہی نتیجہ ہوتا ہی اور اُسی قدر طبیعت مین پستی پیدا ہوتی ہی جیسے کہ دور تک پیدل چلنے کے بعد طبیعت پژمردہ ہو جاتی ہی۔ اور جس مقام پر بیماری کے جراثیم کی کثرت ہوتی ہی وہان بیمار ہو جانے کا بھی اندیشہ رہتا ہی۔ مجھے اُن تازہ وارد نامہ نگارون پر ہنسی آتی ہی جو دیسی آدمیون کی قدر و منزلت کرنے کی بابت صلاح دیتے ہین اور عربون کو شایستہ بنانے اور فوجی قواعد سکھانے کے بارہ مین گفتگو کرتے رہتے ہین۔ لیکن ایک تجربہ کار سیاح کبھی ایسی صلاح نہ دیگا بلکہ اُسکا خیال یہ ہوگا کہ اُن لوگون کو استقلال فرمانبرداری اور سادگی کی تعلیم دی جائے۔ میرے نزدیک ایسے قیاسات قبل از وقت قائم کرنا بیکار ہین جنکا کہ نتیجہ مدتون مین جاکر نکلے۔ خواہ وہ خیالات کیسے ہی شریفانہ کیون نہ ہون۔ عربون کی یہ حالت ہی کہ اُنکی نگاہ مین معاہدہ کی کوئی وقعت نہین ہی اور نہ عہد شکنی کو وہ کوئی بُرا فعل تصور کرتے ہین حالانکہ جس قسم کا معاہدہ ہو اُسکے طے کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہی کہ دونون فریق اپنی خواہش ظاہر کردین تاکہ یہ معلوم ہوجائے کہ عہد لینے والے کو کیا ضروریات ہین اور دوسرا فریق اُنکو

کہانتک پورا کر سکتا ہے اُسکے بعد جو کچھ طے ہو اُسکا پورا کرنا فریقین پر واجب ہے - مجھے اکثر قوموں کی حالت دیکھنے کا اور اُن میں بسر کرنے کا اتفاق ہوا ہے پس اپنے تجربہ کی بنا پر نہایت سچائی سے کہہ سکتا ہوں کہ میں کسی قوم کو عربوں سے زیادہ ناپسند اور ناقابل اعتبار نہیں سمجھتا - اور میرا خیال ہے کہ اُن میں بجز جانفروشی اور بہادری اور جفاکشی کے کوئی ایسے صفات نہیں ہیں جو محاسن اخلاق میں شمار کیے جا سکیں برخلاف اسکے بعض مستثنیات کو چھوڑ کر کل عرب بد مذاق - ٹھگنے - احسان فراموش اور سفاک ہوتے ہیں اور سب سے بڑا عیب اُن میں یہ ہے کہ بچپن سے لیکر بڑھاپے تک حرص وطمع میں گرفتار رہتے ہیں - پریکلیس[1] نے اپنی ایک مشہور تقریر میں بیان کیا ہے کہ " انسان کو مرتے دم تک نام و نمود اور عزت حاصل کرنے کی خواہش باقی رہتی ہے " لیکن عربوں کے معاملہ میں میرے نزدیک بجاے عزت کے روپیہ کی خواہش ہے عربوں کے دل میں خواہ وہ ظاہر کریں یا نہ کریں ہر وقت فلوس اور بخشش کا خیال رہتا ہے اور بہت ادنی ادنی رقمیں حاصل کرنے کے لیے وہ انتہاے سختی بلکہ خونریزی تک کر بیٹھتے ہیں - چنانچہ اسی جنگ کا واقعہ ہے کہ ایک ترک سپاہی جو اپنی نوکری سے واپس آرہا تھا مردہ پایا گیا اس شخص کے پاس صرف ایک روپیہ چودہ آنہ کی رقم تھی جسکے واسطے ایک عرب نے اُسکا گلا کاٹ ڈالا اور سارا جسم چھریوں سے چھلنی کر دیا - جب میں ۲۲ دسمبر کو چلا ہوں تو جو عرب میرے لیے پانی لاتے تھے اُنھوں نے بخشش مانگی یہ لوگ ترا گلو ڈائیڈ قبیلہ کے تھے اور اُنکے خاندان میں ایک بڈھا اور اُسکا بیٹا اور بہو تھی میں نے اُس بڈھے کو تقریباً چھ آنہ دیے جو بہت معقول انعام تھا اور یہ ہدایت کی کہ آپس میں تقسیم کر لیں بڈھے نے جھپٹ کر میرے ہاتھ سے پیسے لے لیے اور اپنے میلے کُرتے کی جیب میں کسی جگہ چھپا لیے جب اوروں نے اپنا حصہ مانگا تو اُسنے دینے سے انکار کر دیا اسپر آپس میں نہایت زور شور سے لڑائی شروع ہوئی اور گو سب ایک خاندان کے

[1] پریکلیس یونان کا مشہور مدبر ۴۲۹ ق م

تھے لیکن گالم گلوج اور کوسا کائی اتنی دیر تک ہوتی رہی کہ ہم روانہ ہوکر پہاڑ پر چڑھنے لگے مگر لڑائی ختم نہ ہوئی اور برابر آواز آتی رہی۔ اس بڈھے آدمی کی صورت بوجہ حرص وطمع کے مسخ ہوگئی تھی اسے دیکھ کر یہ معلوم ہوا کہ دنیا میں جتنے عیوب ہین ان سب سے زیادہ لالچ کی وجہ سے چہرہ بگڑ جاتا ہی۔ اگر فلاطون کا یہ قول صحیح ہی کہ "انسان کے باطن کا عکس چہرہ سے مثل آئینہ کے ظاہر ہوتا ہی" تو حقیقت مین عربون کی بھیانک صورتین اُنکے باطن کا آئینہ ہین کیونکہ عموماً عربون کے چہرون پر بجاے ملائمت کے خونخواری اور درشتی ہوتی ہی۔ عربون کی یہ حالت ہی کہ وہ انسان اور جانور کے ساتھ ایک طرح کا سلوک کرتے ہین بخلاف ترکون کے جو کہ جانورون کو مثل اپنے بچون کے پالتے ہین یہ بات مشہور ہی کہ عربون سے زیادہ بیمار جانورون کے ساتھ کوئی بیدردی نہین کرتا یہ کہا جاتا ہی کہ عرب اپنے گھوڑون کو بہت عزیز رکھتے ہین مگر یہ محض قصہ ہی کیونکہ دیکھا گیا ہی کہ خچر گھوڑا یا اونٹ جو جانور ہو جسے عرب منزلون لیجاتے ہین اگر وہ منزلین طے کرنے کی قابلیت رکھتا ہو تو عرب پانی پلانے کی تکلیف بھی اپنے جانورون کی خاطر نہین اُٹھاتے چاہے پانی وقت سے مل سکے یا آسانی سے۔ یا اُنکی بیرحمی اور مارپیٹ کی وجہ سے اگر کسی جانور کو زخم آجاے بشرطیکہ وہ جانور اپنا کام کرتا رہے تو عرب اُس زخم کی پرواہ بھی نہین کرتے نہ علاج کرتے ہین بلکہ دھوپ کی گرمی مین سڑنے کے لیے چھوڑ دیتے ہین۔ چنانچہ طرابلس کی طرف روانگی کے پہلے شوشہ کے مقام پر مین نے ایک گھوڑا کرایہ کیا تھا شام کے وقت اُسے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اُسکے پیٹ مین بہت گہرا زخم ہی اور جو عرب اُسپر سوار تھا اُسنے ایسی بیرحمی سے رکابون سے مارا تھا کہ سب گوشت اُڑ گیا تھا اور پسلیان دکھائی دیتی تھین مجھے گھوڑے پر بہت ترس معلوم ہوا اس لیے مین نے اپنے عرب نوکر کو بلا کر گھوڑے کا زخم دکھایا لیکن اُسکو بجاے کچھ خیال ہونے کے میرے اس سوال پر بہت تعجب ہوا اور وہ اس بات کو سمجھ نہ سکا کہ مجھے ایک جانور کے زخم

آجانے کا کیون اسقدر خیال ہی آخر کار وہ ہنس پڑا اور مجھ سے کہنے لگا کہ "زخم کی وجہ
سے کوئی ہرج نہ واقع ہوگا نہ کوئی پریشانی کی ضرورت ہی کیونکہ گھوڑا پورے طور سے
کام دیگا نہایت سرعت سے مجھے منزل پر یعنی زوارہ تک پہونچا دیگا" اسکے بعد
مین نے کچھ نہین کہا کیونکہ عربون کو کسی قسم کی سختی سے ممانعت کرنا بیکار ہی وجہ یہ ہی کہ
وہ اس فعل کو برا نہین جانتے البتہ اگر اُنکا مالی نقصان ہوتا ہو تو ممانعت سودمند
ہوسکتی ہی ایک روز کا واقعہ ہی کہ عزیزیہ مین میرے خیمہ کے سامنے ایک اونٹ پڑا ہوا
تھا اُسکے کوہان کی ہڈی بوجہ بھاری بوجھ بار کرنے کے اور بے ترتیبی سے باندھنے کے
ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی تھی یہ حالت دیکھ کر مجھے خیال آیا کہ اس غریب جانور نے بڑی تکلیف
اُٹھائی ہوگی اسوجہ سے مین نے اونٹ والے کو اسپتال بھیجا کہ کوئی مرہم یا عرق
زخم پر لگانے کے لیے لے آئے لیکن وہ واپس آیا اور بیان کیا کہ اسپتال کے ملازم
کہتے ہین کہ شفاخانہ مین انسانون کے سوا اونٹون کے لیے کوئی دوا نہین ہی خیر مین نے
اونٹ والے کو پانی مین پرمینگنٹ گھول کر دیدیا اور اُسکو ہدایت کی کہ زخم کو دھو ڈالے
بعد ازان مین نے پرانی چٹائی کی ٹوپی زخم پر باندھ دی جب اُس عرب کو بھی اپنے
جانور کا خیال آیا لیکن جیسا اُسنے بیان کیا تھا اُسکو صرف یہ سونچ تھا کہ جب تک
زخم نہ اچھا ہوجائیگا اُسکا اونٹ چار روپیہ روز کیونکر پیدا کرسکیگا غرض اہل مشرق کے
قلب کی یہ حالت کم و بیش ہر جگہ پائی جاتی ہی بخلاف اہل مغرب کے جو عموماً ایسے
حرکات کو نہایت قابل نفرت جانتے ہین ثبوت اسکا یہ ہو کہ توریت[1] مین بجز ایک مقام کے
اور کسی جگہ جانورون کے ساتھ مہربانی سے پیش آنے کی تعلیم نہین دی گئی جہان گائ بیلون
کا منھ باندھ دینے کی ممانعت کی گئی ہو جو اناج کی بالیون پر اناج جدا کرنے کے لیے

---

[1] مصنف کو غالباً اسلام کی عام تعلیم رحم و کرم کا علم نہین ہو۔ جہلا ہر قوم کے جانورون کے ساتھ بیدردی سے
پیش آتے ہین پس عرب جہلا خصوصیت کے ساتھ قابل الزام نہین ہین ۱۲

چلائے جاتے ہین پال جواری کے نزدیک اس ممانعت کے ضمن مین یہ تعلیم دی گئی ہی
کہ عوام اپنے پیشواؤن کی ہر حالت مین خبر گیری کرین پال جواری کا مقولہ ہی کہ خداوند
عالم کو بمقابلہ انسان کے بیلون کا کچھ خیال نہین ہی۔

الغرض جب میرا اونٹ نہ آیا تو مین دوسرے اونٹ کی تلاش مین نکلا حسن
اتفاق سے مجھے وہ اونٹ مل گیا جو سنیگز رائٹ کا اسباب غاریان لے گیا تھا اور
دوپہر تک کمپ کو واپس آگیا تھا اس درمیان مین مجھے ایک خچر بھی مل گیا تھا اور
فتحی بے نے باوجود میری ممانعت کے اپنی مہربانی سے گھوڑا بھیجدیا تھا پس میری اور
زید کی سواری کا انتظام ہوگیا تھا۔ زید میرے ہمراہ خچر پہ غاریان جانے والا تھا میری
راے مین اُسکی سواری میری بہ نسبت اچھی تھی پہاڑ پر چڑھنے کے لیے خچر بہ نسبت
گھوڑے کے زیادہ موزون ہی کیونکہ خچر کا پیر پہاڑ پر نہین پھسلتا روانگی کے قریب
سنیگز رائٹ نے میری اور اپنی مسٹر آسلر اور ٹلھیم یعنی ہر چہار نامہ نگاران موجودہ عثمانی
کمپ کی تصویر کھینچی۔ زید نے کیمرے کا بٹن دبایا تھا اور جب تصویر سے فراغت ہوگئی
تب مین اپنے تینون دوستون سے رخصت ہوکر پہاڑ کی جانب روانہ ہوا اور یہ قصد کیا
کہ آج کی رات پہاڑ کے دامن مین بسر کرکے صبح کے وقت جبل غاریان کی چڑھائی
طے کرونگا چلتے وقت مجھے عزیزیہ اور اپنے مہربان ترک اور انگریز دوست اور بہادر مگر
حریص عرب اور عزیزیہ کے حشرات الارض کی جدائی کا بہت افسوس تھا چنانچہ پہاڑ پر
چڑھتے چڑھتے ایک مقام پر تھوڑی دیر کے لیے مین ٹھہر گیا اور دوربین سے کمپ کو
جسکی چہل پہل مین چھوڑکر آیا تھا دیکھنے لگا مجھے معلوم ہوا کہ جبل راویہ کے قبرستان کیطرف
کسی عرب کا جنازہ آتا ہی اور لوگ پہاڑی پر چڑھ رہے ہین۔

عزیزیہ اور غاریان کے راستہ مین عزیزیہ سے بیس میل کے فاصلہ پر کھجور کے
درختون کے درمیان ایک سرا واقع ہی جہان غاریان کے سفر مین رات کو قیام کیا جاسکتا ہی

طرابلس سے جو سڑک غاریان گئی ہی ستره میل تک طرابلس کی سڑکون کے لحاظ سے
غنیمت ہی یعنی اس سڑک پر انسان بآسانی سفر کر سکتا ہی لیکن جب پہاڑیون پر چڑھنا
پڑتا ہی تو وہان بجز پگڈنڈیون کے کوئی سڑک نہین ملتی زیاده دقت اسوجہ سے ہوتی
ہی کہ ان پہاڑی راستون پر جا بجا چھوٹے بڑے پتھر پڑے ہوے ہین اور کہین کہین
گڈھے بھی ہین اس لیے چلنے مین بہت زحمت ہوتی ہی خصوصاً ہم ایسے لوگون کے
لیے جو عزیزیہ سے دیر مین روانہ ہوے تھے اور راستہ مین رات کی وجہ سے تاریکی
ہو گئی تھی مجھ کو بجز جزیرۂ سقوطره کے اور کسی جگہ ایسے خراب راستہ پر چلنے کا اتفاق
نہین ہوا گھوڑے یا اور کسی سواری پر سوار ہونا نا ممکن تھا کیونکہ گھوڑا باوجود اسکے
کہ اُسپر کوئی سوار نہ تھا جا بجا ٹھوکرین لیتا تھا لہذا ہم لوگ پیاده پا چلنے لگے اور
اُس پتھریلے اور ناہموار راستہ کو جہان بجز ستارون کی دھیمی روشنی کے اور کوئی شی
راستہ بتانے والی نہ تھی محض اٹکل پر طی کرتے رہے اور اپنی خوش نصیبی سے ہاتھ پیر
ٹوٹنے یا کسی گڑھے مین گرنے سے بچ گئے ترکی سپاہی جو ہماری حفاظت کے لیے
ہمراہ کیے گئے تھے اپنی بندوقین کندھون پر لٹکائے استقلال کے ساتھ راستہ
طی کرتے جاتے تھے اس لیے جب کھجورون کے درختون سے ایک مقام پر روشنی نظر
پڑی تو ہمین اور اُنکو نہایت خوشی ہوئی کہ خدا خدا کرکے یہ راستہ خیریت سے طی ہوا
آخرکار ہم ایک احاطہ مین پہونچے جسکے چارون طرف اونچے اونچے دُھس بنے ہوے
تھے۔ ہمین خیال ہوا کہ ہم کسی ایسے مقام پر پہونچے ہین جو عجائب روزگار مین سے ہی
کیونکہ احاطہ کے اندر دو پتھر کے مکان ایک دوسرے سے ملے ہوے بنے تھے اور وہان
کوئی رہنے والا دکھائی نہین دیتا تھا آخر ہم بڑے مکان مین رات بسر کرنے کے لیے
ٹھہر گئے اُسکی مکانیت صرف چوبیس فٹ کا مربع ایک کمره تھا جو تقریباً چار گز بلند ہوگا
عجیب بات یہ تھی کہ یہ کمره پہاڑ کے اندر تراشا گیا تھا تین طرف دیوارون مین زمین کے

قریب کسی قدر چوڑا چبوترہ ترشا ہوا تھا اور اُس چبوترہ پر تین محرابین جنکی بلندی چھت تک تھی قائم کی گئی تھین۔ اسی وسط کی محراب مین پتھر کا مربع چبوترہ بنا ہوا تھا جسپر دو خط ایک دوسرے کو کاٹتے ہوے وتر کی صورت کے بنے ہوے تھے اسکے علاوہ اُس کمرہ مین اور کوئی نقش ونگار نہ تھا اور نہ کوئی کتبہ نظر آتا تھا دروازون کی چوکھٹ چھ فٹ چوڑی تھی بخلاف اسکے دوسرا کمرہ جس مین عربون کا ایک خاندان ٹھہرا تھا ہمارے کمرہ سے چھوٹا تھا اور اُسکی صناعی بھی اسقدر اعلیٰ پیمانہ کی نہ تھی نہ اُس مین چبوترہ یا محرابین بنی ہوئی تھین بلکہ بالکل سادہ تھا۔

مجھے ان عجیب وغریب مکانات کے متعلق یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ کیسے مکانات ہین اور یہ کس کے رہنے کی جگہ ہی اور وہ کون لوگ تھے جنھون نے پتھر کو تراش کر انھین بنایا تھا مین ان مکانات کی بابت آثار قدیمہ کے کسی ماہر سے راے لونگا بادی النظر مین مجھ ایسے شخص کو جو اس فن سے ناواقف ہی ظاہر ہوگا کہ یہ پہاڑی مکانات کسی ایسی قوم کے تراشے ہوے ہین جو موجودہ باشندگان کے بہت پیشتر اس نخلستان مین آباد تھی اگر یہ کہا جائے کہ سنین ماضیہ مین عربون کو قصر الحمرا واقع اندلس و مسجد سیدی عقبی واقع قیروان بنانے کی قابلیت تھی پس عربون نے تعمیر کیے ہونگے مگر یہ امر کسی تاریخ سے ثابت نہین ہوتا کہ عربون نے اپنے زمانۂ عروج و دستکاری مین کبھی پتھر مین تراش کر مکانات بنائے ہین اور زمانۂ حال مین تو صاف ظاہر ہی کہ عربون کی عمارات کی وہ خوبیان بھی مفقود ہو گئی ہین چنانچہ مثلاً مقبرۂ مہدی سوڈانی واقع عمدرمان کا ذکر کافی ہی جن لوگون نے اس بدنما قبہ کو دیکھا ہی وہ اندازہ کر سکتے ہین کہ عربون کا مذاق اور اُنکی دستکاری کس حالت کو پہونچ گئی ہی دوسری دلیل ان مکانات کے غیر عربی ساخت ہونے کی یہ ہی کہ جو قوم اسقدر مجہول ہو کہ اپنے رہنے کے لیے کچی کوٹھریان یا زیادہ سے زیادہ پتھرون سے بدقطع جھونپڑون کے علاوہ اور کچھ نہ بنا سکے بھلا ایسی قوم سے یہ امید

نہین ہوسکتی کہ وہ اپنے کنداوزارون سے محنت شاقہ اُٹھاکر پتھر مین مکان تراشیگی لہذا میری قطعی رائے یہ ہی کہ جس کمرہ مین مین نے رات بسر کی ایسی قوم کے بنائے ہوے ہین جو کسی زمانہ مین شمالی افریقہ کے اندر آباد تھی اور اب مفقود ہوگئی ہی ایسی قوم کا وجود اس امر سے ظاہر ہوتا ہی کہ جابجا صحرا مین کچھ آثار نظر آتے ہین جنکو اہل عرب "بیوت قدیم" کے نام سے پکارتے ہین چنانچہ صحرا کے اندر رہو کر جو راستہ غاریان سے زاویہ کو گیا ہی اس راستہ مین ایک مقام "صنین" کے نام سے مشہور رہی اور تمام ملک طرابلس مین "اصنام" کا لفظ اکثر مقامات کے نام کے ساتھ عام طور سے لگایا جاتا ہی چنانچہ جبل مسجد کے قرب وجوار مین جو گانؤن اور کنوین واقع ہین اُنکے نام کے ساتھ عام طور سے یہ لفظ بھی شامل رہتا ہی اس لفظ کے معنی "بتون" کے ہین اور عموماً ایسے مقامات کے نام مین شامل ہوتا ہی جنکے قرب وجوار مین مدور شکل کے برج یا ایک پتھر کے ترشے ہوے مینار یا مخروطی شکل کے برج جیسے مالٹہ وانگلستان و آئرلینڈ اور بریٹنی (صوبۂ فرانس) مین پائے جاتے ہین واقع ہون طرابلس مین بھی اُسی قسم کے آثار پائے جاتے ہین جیسے اسٹون ہنج واقع انگلستان مین ایک پتھر کے ترشے ہوے مینار یا کورنس کاؤنٹی کے عجیب وغریب برج انگلستان مین موجود ہین - اس مقام پر یہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ یہ قوم ایسے ملک مین جو انگلستان سے مختلف ہی کہان سے آئی اور زمانہ قدیم مین کیونکر ایسے عمارات تعمیر کیے جو انگلستان کے قدیم عمارات سے مماثلت رکھتے ہین اصل یہ ہی کہ میری سمجھ مین اس معمہ کا جواب نہین آتا لہذا مین اسکا حل اپنے سے زیادہ قابل ومتجسس لوگون پر چھوڑتا ہون صرف اپنا یہ خیال ظاہر کرنے پر اکتفا کرتا ہون کہ جس کمرہ مین مین نے شب بسر کی تھی وہ یقیناً کوئی مقبرہ یا عبادت گاہ ہوگا کیونکہ اس کمرہ کی چوکھٹ مین کسی بھاری چیز کو اندر داخل کرنے کے لیے گہرے گڑھے بنے ہوے تھے یہ بھی ممکن ہی کہ دوسرا کمرہ اس عبادت گاہ کے محافظ یا پجاری کے رہنے کے لیے

بنایا گیا ہو۔

بعض بیانات سے معلوم ہوتا ہی کہ شہنشاہ ہیڈرین لمباسا سے مصر جاتے ہوے اس راہ سے گذرا ہی۔ اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہی کہ شہنشاہ مذکور اپنے زمانہ مین نہایت قابل اور علم دوست فرمانروا تھا۔ اگر حکیم سقراط کا یہ قیاس صحیح ثابت ہوا کہ بعد مرنے کے نیک اعمال لوگون کو پُرانے بزرگون سے باتین کرنے کا موقع ملیگا تو حقیقت مین اس بادشاہ کی گفتگو نہایت دلچسپ ہوگی کیونکہ اُسنے انگلستان سے لیکر فارس تک سفر کیا ہی اور قدیم زمانہ کے رومی جبروت و انتظامات کا حال معلوم کرنا خالی از دلچسپی نہوگا کیونکہ اُسنے اتنا دور دراز سفر غیر سلطنتون کے اندر بلا روک ٹوک جو عموماً سرحدی اور جنگلی قومون پر کی جاتی ہی باسانی طے کر لیا۔ اُسکے سفر کے حالات سے معلوم ہوتا ہی کہ خالی کوچ گردی نہین کی بلکہ جہان سے اُسکا گذر ہوا وہان محرابین حمام عبادت گاہین ٹرکین مینار اور بڑے بڑے باندہ اور پل تعمیر کراتا چلا گیا۔ متذکرۂ بالا عمارت کے علاوہ اور بھی بہت بڑی بڑی تعمیرین اس بادشاہ کی یادگار موجود ہین جو ظاہر کرتی ہین کہ اُسکے سکہ پر ذیل کے الفاظ یعنی "دنیا کا بچانے والا" نہایت موزون تھے۔ طرابلس کے اندر اکثر رومیون کے زمانہ حکومت کے یادگارین میری نظر سے گذرین چنانچہ عزیزیہ کے زمانۂ قیام مین میرے خیمہ کے قریب بالو کے ٹیکرے سے ایک عرب رومی دینار لے آیا تھا اس دینار پر کسی تصویر یا حرفون کا نشان باقی نہ تھا البتہ شہنشاہ کی تصویر کسی قدر دُھندلی نظر آتی تھی اس سلطنت عظیمہ کی یادگارین جابجا غاریان کی چوٹیون پر پائی جاتی ہین۔ ایک روز کا واقعہ ہی کہ مین بازار سے ٹہلتا ہوا کونک کی طرف جا رہا تھا کہ مین نے راستہ مین رومی مینار کا ٹکڑا ایک کنوین کے قریب پڑا ہوا دیکھا تقریباً آدھ گھنٹے کے بعد ایک سپاہی میرے پاس ایک تانبے کا سکہ لایا جسکے نقش و نگار محفوظ تھے۔ اس سکہ کے ایک جانب کلیل کرتے ہوے گھوڑے کی تصویر

بنی ہوئی تھی۔ اس سپاہی نے میرے ہاتھ سکہ نہین فروخت کیا اور نہ مین نے کچھ زیادہ
خواہش کی کیونکہ وہ ایسی نایاب چیز نہ تھی لیکن باوجود اسکے کہ مین اُس سکہ کو زیادہ دیر
تک دیکھ نہ سکا یہ کہہ سکتا ہون کہ وہ اُس زمانہ کا تھا جبکہ رومی دارالسلطنت قسطنطنیہ
تھا۔ ترکی مستقر واقعۂ غاریان سے پانچ میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑی کی چوٹی کے
اوپر بہت بڑا ٹیکرا ہی جسکی بابت یہ کہا جاتا ہی کہ رومیون کے زمانہ مین یہ قلعہ تھا چاہیے
یہ سچ ہو یا جھوٹ لیکن اس مین شبہہ نہین کہ ان پہاڑیون مین رومی سپاہ رہتی تھی
جیسے کہ مقام غدیم و دیگر مقامات پر جو فوجی حیثیت سے ضروری سمجھے جاتے تھے سپاہ متعین
تھی مقام غدیم رومیون کے زمانہ مین بہت بڑی تجارت کی منڈی تھی اور یہان سے
سات سڑکین مختلف سمتون مین جاتی تھین ان سب باتون پر نظر کرکے مجھے یہ خیال پیدا
ہوتا ہی کہ زمانۂ سابق مین رومی سپاہیون نے کس قدر کامیابی کے ساتھ اپنے فرائض
انجام دیے ہونگے اور کس ہمت اور مستعدی سے اس ملک پر حکومت کی ہوگی برخلاف
اپنے جانشینون کے یعنی اہل ایطالیہ کے جو بیسوین صدی مین اپنی ناقابلیت اور کم ہمتی
کا ثبوت دے رہے ہین۔

ہم صبحکو سات بجے سوکر اُٹھے اور قبل ناشتہ کھانے کے اپنی پہاڑی خوابگاہ
سے سیر کے لیے نکلے باہر نکل کر دیکھا تو ہمارے سامنے نہایت خوشگوار منظر تھا چار ونظرف
اونچی نیچی زیتون کے درختون سے ڈھکی ہوئی پہاڑیان تھین اور جہان ہم کھڑے ہوے
تھے اُس مقام سے دریاے جیر جو اسوقت بہت ہی چھوٹا سا چشمہ رہ گیا تھا بہتا ہوا
نظر آیا یہ دریا ایک گھاٹی کے اندر سے ہوکر گذرا تھا جسکے کنارے جابجا کٹے ہوے نظر
آتے تھے اور معلوم ہوتا تھا کہ کسی وقت ان گھاٹیون کے اندر پانی کا دھارا نہایت زور
سے بہتا ہی۔ عزیزیہ کے اندر کنوون کا میلا پانی پینے کی وجہ سے ہم کو چھوٹا چشمہ بہتے ہوے
پانی کا غنیمت نظر آیا۔ کیونکہ

چہار چیز کہ دل می برد کدام چہار   شراب وسبزہ و آب روانِ و روی نگار

اس پہاڑی چشمہ کے صاف شفاف پانی کو جوش دینے کی کوئی ضرورت نہ تھی جیسا کہ ہم عزیزیہ مین اپنی بوتلون مین بھر کر رکھتے تھے۔ اور اس پانی مین دم دی ہوئی چاے بہ نسبت عزیزیہ اور زوارہ کے کہین زیادہ خوش ذائقہ اور مزے مین مختلف تھی۔ گذشتہ شب کو ہمارے گھوڑے اور خچر کی کچھ زیادہ نگاہداشت نہ ہوسکی لیکن آج اس چشمہ کا ٹھنڈا پانی پیکر خوب سیراب ہونے کے بعد ہم نے پہاڑی کے ناہموار راستہ پر چڑھنا شروع کیا اس راستہ مین جابجا پتھرون کے ڈھیر لگے ہوے تھے جن پر چلنا بہت دشوار تھا مگر بعض مقام پر پہاڑیون کے دامن مین جہان ملائم پتھر تھا ایسے عمدہ زینے بنے ہوے تھے جنکے ترتیب وار ہونے سے یہ شبہہ ہوتا تھا کہ انسان کے بنائے ہوے ہین بعض جگہ یہ بھی تھا کہ راستہ مین سرخ رنگ کی مٹی کے ٹیکرے سڑک کے کنارے واقع تھے اور پہاڑیون کے نشیب مین جہان تک نظر جاتی تھی تمام دامن کوہ ایک ہی قسم کی جھاڑیون سے ڈھنکا نظر آتا تھا۔ ہمارے ہمراہی سپاہی یہ نہایت مشکل خدمت انجام دے رہے تھے کہ ہمارے گھوڑے اور خچر کے آگے آگے پہاڑ پر چڑھ رہے تھے اور ہمارا اونٹ نہایت سلامت روی سے چڑھائیان طے کر رہا تھا۔ بعض عرب جو ہم سے پہلے روانہ ہوگئے تھے باری باری اپنی بندوقین سر کرتے جاتے تھے میرے نزدیک شاید یہ حرکت محض بندوقون کی آواز بازگشت سننے کے لیے کرتے ہونگے جب مین آدھی چڑھائی طے کر چکا تو اتفاق سے ایک ترکی سپاہی ملا جو ازمیر (اسمرنا) کا رہنے والا تھا اور مجھ سے یونانی زبان مین باتین کرنے لگا وہ اپنے وطن کی سرسبزی اور شادابی کو بمقابلہ اس غیر آباد اور بے آب وگیاہ صحرا کے یاد کر رہا تھا یہ شخص مثل اپنے دیگر ہموطنون کے نہایت سادہ مزاج آدمی تھا اُسنے مجھ سے بے تکلفی کے ساتھ بیان کر دیا کہ عزیزیہ سے چار روٹیان لیکر روانہ ہوا تھا لیکن قریب قریب سب عرب فقیرونکو

یا نٹ دین اسوجہ سے اُسکے پاس کچھ کھانے کو نہین ہی میرے پاس بھی ایک ہی روٹی بچی تھی یہ سن کر مین نے اُسکو نذر کر دی لیکن اُسنے لینے سے قطعًا انکار کیا آخرش بہت اصرار کے بعد اُسنے قبول کی لیکن اُس مین سے قریب قریب سب اپنے دوسرے ساتھی کو جو ذرا آگے بڑھ گیا تھا اور بھوکا تھا حوالہ کر دی۔

غرض اسی طرح چڑھائی کاٹنے کے بعد ہم چوٹی پر پہونچ گئے اور تھوڑی دیر آرام لینے کے لیے ٹھہر گئے۔ یہان کا منظر نہایت دلفریب تھا مشرق اور مغرب کے جانب پہاڑیون کا نا ختناہی سلسلہ چلا گیا تھا جنکو ایک دوسرے سے سرسبز و شاداب گھاٹیان جدا کرتی تھین پہاڑ کے نیچے جنوب کی طرف جبل غاریان اور سمندر کے درمیان لق و دق میدان نظر آتا تھا اس میدان مین یہان سے جبل زاویہ کی شکل ایک چھوٹے ٹیکرے کی ایسی معلوم ہوتی تھی اور اسکے دامن مین مقام عزیزیہ سفید نقطہ کی طرح نظر آتا تھا چونکہ یہان کی ہوا گرد و غبار سے پاک تھی لہذا ہم شہر طرابلس کو بھی دیکھ سکتے تھے اور اس مقام سے توپون کی خفیف گرج بھی سنائی دیتی تھی چنانچہ ہمارے کانون تک ایک توپ کی خفیف آواز پہونچی۔

جسوقت مین یہ تماشا دیکھ رہا تھا اور اس وسیع بالو کے میدان اور پہاڑی درون و نیز پہاڑی ناہموار راستون کی طرف غور کر رہا تھا جن پر چھوٹے بڑے کنکر پتھر چھٹکے پڑے تھے اُسوقت مجھے خیال آیا کہ اگر سہ بارہ عساکر عثمانیہ کو ہٹنا پڑا تو یہ مقام اُنکے لیے قدرتی قلعہ کا کام دیگا اگر فرض کر لیا جائے کہ کسی ترکیب سے توپین ان پہاڑیون کے دامن تک پہونچ جائینگی جب بھی توپ خانہ یا رسالہ ان پہاڑیون مین کچھ کام نہ دے سکیگا اور ایطالی پیادہ فوج کا ذکر ہی بیکار ہے کیونکہ جو سپاہی اس درجہ کے ہون کہ اپنی خندقون سے ایسے قلیل دشمن کے مقابلہ مین بغیر کثیر فوج ساتھ لیے بلا بری و بحری توپون کی مدد کے آگے نہ بڑھ سکین تو ایسی فوج سے یہ امید رکھنا فضول ہے گ

وہ جبل غاریان کے مستحکم مورچون پر کچھ بھی اثر ڈال سکیگی میرے خیال مین ترک اور عرب فوج نہایت قلیل تعداد مین بزدل ایطالیون کو برسون تک قابو نہ پانے دیگی درحالیکہ اس مقام پر پانی اور سامان خورو نوش بکثرت اور آسانی سے ملسکتا ہی پلیٹنو (واقع یونان) کی لڑائی کا ذکر ہی کہ ترکی ردیف فوج نے اپنی جیبون مین پتھر بھر کر دشمن پر حملہ کیا تھا اسی طرح اگر چند پتھر موقع سے ایطالیون پر پھینکدیے جائینگے تو یہان بھی ایطالیون کو پہاڑیون پر چڑھنا نصیب نہ ہوگا اور اُنکی پیشقدمی روکنے کے لیے کافی ہونگے۔

جیساکہ مین نے بیان کیا ہو کہ غالبًا اس مقام پر حفاظت ملک کی خاطر ترک اپنے مورچے آخر حالت مین قائم کرینگے لیکن ابھی اسی بات مین شبہہ ہو کہ آیا ایطالیون کو کبھی یہ نصیب نہوگا کہ عثمانی فوج کے موجودہ مورچون پر قبضہ حاصل کرسکین اور اُنکو عزیزیہ سے نکالنے مین کامیاب ہون کیونکہ حال مین بیرتوبراس کے مقام پر شکست فاش کھاچکے ہین۔ اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ کل عثمانی سپاہ رفتہ رفتہ شہید ہوجائیگی اُسوقت بھی میرے خیال مین اہل عرب اُنکا مدتون تک مقابلہ کرینگے۔

الغرض ہم ایک گھنٹہ تک سفر کرتے رہے اور ایک مقام پر پہونچے جہان ہرطرف کھیت نظر آتے تھے کھیتون مین اناج اُگنے لگا تھا اور ہمارے راستہ کے دونون طرف سیکڑون زیتون کے درخت لگے ہوے تھے جب غاریان چند میل رہ گیا تو ہم کو تین توپ خانہ کی گاڑیان ملین جنھین دیکھکر مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ یہ چوڑی چکلی۔ بھاری بھدی وضع کی بنی ہوئی گاڑیان کیونکر پہاڑی راستون کو طی کرکے یہان تک پہونچین چند روز پہلے مین نے دیکھا تھا کہ خچرون پر پہاڑی توپین غاریان سے عزیزیہ بیرتوبراس کی لڑائی کے پہلے لائی گئی تھین۔ لیکن ان توپون کے لانے اور ان گاڑیون کو کھینچکر اوپر پہونچانے مین بہت بڑا فرق تھا۔

درۂ غاریان کی چوٹی سے لیکر مقام غاریان تک جتنی زمین ہی سب نہایت

سرسبز وشاداب ہی اور اُن لوگون کے لیے جو صحرا کے بے آب وگیاہ میدان اور زرد بالو دیکھنے کے عادی ہو گئے ہین نہایت فرحت انگیز ہی - ہر طرف سے جنگلی پھولونکی خوشبوئین آتی ہین جسکے سبب سے جابجا شہد کی مکھیون کے چھتے لگے ہین اور زیتون کے باغون مین رنگ برنگ تتلیان اور چڑیان اُڑتی ہوئی اور چہچہاتی ہوئی نظر آتی ہین مین نے یہان کے جنگل مین باز - شکرہ - چنڈول - کبوتر - گرگریہ اور دیگر اقسام کی چڑیان دیکھین یہان تتلیان اور دیگر حشرات الارض مختلف اقسام کے مجھے نظر نہین آئے لیکن رنگین تتلی سب سے زیادہ تعداد مین پائی جاتی تھی - اور شام کے وقت ایک زرد تتلی بھی مل گئی - میرے پاس کوئی جال یا بوتل ایسی نہ تھی جس مین انکو بند کرتا لیکن چند اقسام کے بوٹے - تتلیان اور دیگر اقسام کے کیڑے مین نے اپنے پاس محفوظ کر لیے اور وطن پہونچکر اپنے دوستون کو نذر کرونگا - امید ہی کہ میرے دوست جو علم حشرات الارض کے ماہر ہین اس تحفہ سے خوش ہونگے - اس امر کا تو یقین ہی کہ اس ملک کے نباتات و حشرات الارض کی بابت کوئی مکمل تحقیقات نہین کی گئی ہی گو مصر اور طرابلس مین اس لحاظ سے بہت کم فرق پایا جائیگا لیکن ٹیونس مراکش اور الجزائر کے نباتات وحیوانات یہان کی بہ نسبت بالکل مختلف ہونگے -

میرا خیال تھا کہ قصبۂ غاریان کی قطع یہ ہوگی کہ ایک بلند پہاڑی پر ایک کونک بنی ہوگی اور اُسکے گرد جھونپڑیون مین کچھ لوگ آباد ہونگے یعنی یہ کہ مثل عزیزیہ کے زیتون کے جنگل کے اندر اس پہاڑ کے خوش آب وہوا مقام پر ایک بستی ہوگی لیکن جب مین وہان پہونچا تو مین نے خلاف امید نہایت چہل پہل پائی اور جب مین بستی کے اندر داخل ہوا تو معلوم ہوا کہ بڑی بستی ہی جس مین تقریبًا دو ہزار آدمی آباد ہونگے جب مین قریب پہونچا تو دور سے ایک بلندی پر کونک کی سفید عمارت نظر آئی اور جب مین کونک کی طرف چلا تو مجھے اس بات سے بہت مسرت ہوئی کہ یہان رات ہونے کے پہلے مین پہونچگیا

کیونکہ راستہ کے چند گز فاصلہ پر بہت بڑے بڑے غار نظر آئے جنکے گرد کوئی کٹھرا وغیرہ یا کسی قسم کی روک نہ تھی اسلیے اندھیرے مین غارون کے اندر گر جانے کا اندیشہ تھا اور یہان کوئی پہرہ دار بھی موجود نہ تھا جو اجنبی مسافرون کو خطرہ سے آگاہ کرتا۔

ان غارون سے جب مین تھوڑی دور آگے بڑھا تو مجھے ایک ایسی عمارت نظر پڑی جسکا مثل مین نے ملک طرابلس مین آجتک نہین دیکھا تھا یہ اس ضلع کا ابتدائی مدرسہ تھا جسکی دیوارون پر سفیدی پھری ہوئی تھی اور دروازون وغیرہ پر وارنش کی ہوئی تھی۔ حقیقت یہ ہو کہ اس غیر آباد اور مفلوک الحال ملک مین اس قسم کے مدرسے پائے جانا تعجب انگیز تھا اور اس خیال سے حیرت ہوتی تھی کہ حکام نے ابتدائی مدرسون پر کیونکر دل کھول کر روپیہ صرف کیا مین نے زاویہ کا مدرسہ بھی دیکھا ہو جسکی عمارت بہت بڑے پیمانہ پر بنی ہوئی تھی ایسی بڑی تھی کہ جب مین اُسکے احاطہ کے اندر داخل ہوا تو مجھے شبہہ ہوا کہ یہ عمارت اس مقام کے سرکاری دفترون کی عمارت ہوگی یہی حال عزیزیہ کا تھا کہ جس بڑے اور ہوادار مکان مین وہان کا اسپتال قائم کیا گیا ہو وہ مکان دراصل قصباتی مدرسہ کا تھا۔ تعلیم کا ترکون کو بہت خیال ہو حتی کہ سلطان عبد الحمید خان کو باوجود دیگر عیوب کے اپنی قومی تعلیم کا بہت خیال تھا چنانچہ اُنھون نے اپنی سلطنت کے مختلف حصون مین تقریبًا دوسو مدرسے لڑکیون کے واسطے قائم کیے تھے چونکہ سلطان سابق کا ذکر آگیا ہو اس لیے بطور جملۂ معترضہ کے یہ بیان کیا جاتا ہو کہ مجھے اس بدنصیب سلطان کے بقید حیات ہونے مین بہت شبہہ ہو۔ سلونیکا مین ایک قصر ہو جسکی بابت کہا جاتا ہو کہ سلطان سابق یہان مقید ہین مگر میرا یہ سوال ہو کہ آیا کسی شخص نے اُنکو قید ہونے کے بعد کبھی دیکھا بھی ہو یا نہین؟ اسی سبب سے مجھے اُنکے زندہ ہونے کا یقین نہین ہو۔ غاریان کے پہاڑی لوگ فرقۂ خمسین سے تعلق رکھتے ہین ان لوگون کا اعتقاد یہ ہو کہ سلطان خلیفہ نہین ہین اور یہ لوگ تمباکو اور شراب کو حرام

جانتے ہین اس سبب سے پہاڑی لوگون کی مسجدون مین ترک نماز نہین پڑھتے ہین کیونکہ وہان جمعہ کے روز خطبہ مین سلطان المعظم کا نام نہین لیا جاتا ہی۔

غاریان کا مدرسہ آجکل ڈاکٹرون کے قبضہ مین ہی اسکی عمارت کے اندر اسپتال قائم کیا گیا ہی جو تمام سامان ضروری سے آراستہ ہی اور صدر اسپتال قرار دیا گیا ہی۔ یہان از کار رفتہ اور درو بصحت دونون قسم کے مریضون کا علاج کیا جاتا ہی نیز جو لوگ پیچش مین مبتلا ہو جاتے ہین وہ بھی اسی شفاخانہ مین علاج کی غرض سے بھیجے جاتے ہین میرے خیال مین یہ لوگ دشوار گذار پہاڑی راستہ جو تقریبًا بیس میل ہوگا اونٹون پر ہچکولے کھاکھا کر طے کرنے کے بعد یہان کی غور و پرداخت و نیز خوبی آب و ہوا سے خوش ہوتے ہونگے۔ اسپتال سے دو سو گز کے فاصلہ پر کونک واقع ہی جو شام کی دھیمی روشنی مین دور سے مثل زمانۂ قدیم کے قلعہ کے نظر آتی ہی یہ وہ مقام ہی جہان ہم چند سے ٹھہرنے والے تھے عمارت اُسکی نہایت مستحکم ہی گو اسکے نقشہ مین موزونیت کا لحاظ بالکل نہین رکھا گیا ہی نہ سطح اراضی کی عمدہ تقسیم کیگئی ہی تاہم اس عمارت کی بے ترتیبی مین خاص حسن پایا جاتا ہی۔ یہ عمارت ایک پہاڑی کے کونہ پر گومہ کے وقت کی جو ڈاکوون کا سردار تھا بنی ہوئی ہی سنا جاتا ہی کہ یہ شخص قبل ترکون کے ملک طرابلس کے متعدد اضلاع پر حکومت کرتا تھا۔ کونک کا مغربی زینہ پہاڑی کے ایک غار تک چلا گیا تھا جہان سے آگے جانے کا راستہ نہین ہی۔ اس مقام سے اُن پہاڑیون کا منظر نہایت دلفریب معلوم ہوتا ہی جنکا سلسلہ قصر نفرین تک چلا گیا ہی جب ہم غاریان پہونچے تو ہمارا استقبال طاہر بے نامے ایک عربی الاصل افسر نے جو اس مقام کی فوج کا سردار تھا نہایت تپاک سے کیا اور مزید مہربانی یہ کی کہ ہمارے ٹھہرنے کے لیے کئی عمدہ کمرے دیے۔ جب مین اُن کمرون مین داخل ہوا تو مجھے کھڑکیون مین لوہے کے کٹہرے دیکھکر خیال آیا کہ اس مرتبہ کرسمس کا زمانہ ایک حرم سرا کے اندر بسر کرنا ہوگا۔

ساتھ ہی میرے دل مین یہ خیال گذرا مگر تو یہ کسی بری نیت سے نہین کہ وہ ماہ جبینین جنکے
باعث سے کبھی یہ تیرہ وتار کمرے منور ہو نگے زمانہ گذرا کہ خاک مین مل گئین یہان
پہونچکر ہمین ثابت ہوا کہ ہماری آمد کا انتظار تھا کیونکہ پتھر کا فرش اور دروازے و
میز وغیرہ غرض کل لکڑی کا سامان بوجہ صاف کیے جانے کے اسوقت تک نم تھا ان
کمرون کو دیکھ کر ہم نے یہ نتیجہ نکالا کہ حقیقت مین یہ کمرے تمام مکان مین آرام دہ ہین اور
بیگمات کے لیے جس زمانہ مین وہ یہان رہتی ہونگی نہایت موزون ہونگے - اس موقع
پر یہ ذکر کرنا ضروری ہی کیونکہ بیگمات کی بود و باش اور آرام کا ذکر آگیا ہی کہ ترک لوگ
باوجود پیری لوٹی کے مشکور ہونے کے اس لیے کہ اُسنے موجودہ جنگ مین ترکون کے
ساتھ ہمدردی کی ہی اُسکے بیانات کو بابت ترکون کے خانگی طرز معاشرت کے بے
بنیاد اور غلط ٹھہراتے ہین اور میرے نزدیک یہ صحیح بھی ہی کیونکہ عموماً دیکھا گیا ہی کہ
غیر ملک والون نے جب کسی قوم کی عورتون کے قصہ لکھے ہین تو نہایت مبالغہ سے کام
لیا ہی اور غلط واقعات بیان کیے ہین - اصل یہ ہی کہ ہر ملک مین عورتون کی طرز معاشرت
خود اُنکے اختیار مین ہی پس اگر بیسوین صدی مین ترکی خاتونون کو اُس قسم کی آزادیان
میسر نہین ہین جو اُنکی عیسائی بہنون کو حاصل ہین تو اس حالت کا سبب یہی ہی کہ وہ بموجب
رسم و قواعد مذہب اسلام کے اپنی زندگی بسر کرنے مین خوش و قانع ہین مین نے اکثر
انگریزون کو ترکی خاتونون کی حالت پر افسوس کرتے دیکھا اور سنا ہی لیکن اُنھین یاد رکھنا
چاہیے کہ اُنکے ملک مین منکوحہ عورتون کی جائداد والا قانون حال مین جاری ہوا ہی بخلاف
اسکے یہ صریحی حق یعنی یہ کہ ہر عورت اپنی ذاتی جائداد کی مالک کامل ہی ترکی خاتونون کو
صدیون پہلے حاصل تھا - اگر ہم درخت اور اُسکے پھل کی مثال لیکر نتیجہ نکالین تو صاف
ظاہر ہو جائیگا کہ ان خوش سلیقہ - بہادر - رحمدل - بردبار اور قابل وقعت عثمانیون کی
مائین امرا کے طبقہ مین خارج از عقل یا چھچھوری لونڈیان نہین ہو سکتین یا غربا کے طبقہ مین

مظلوم اور کس مپرسی کی حالت مین پڑی ہوئی ہو یان نہین کہی جاسکتین گو یورپ کے رسالون اور ناولون مین ہمارے سامنے اسی قسم کی حالت کے نقشے کھینچے جاتے ہین مگر ہرگز لائق یقین نہین ہین۔

الغرض جب ہم ٹھہر چکے اور کھانے سے فارغ ہو چکے تو ہم سے ملنے کے لیے پانچ افسر آئے منجملہ اُنکے ایک افسر آرخان بے تھا یہ شخص کچھ انگریزی بول لیتا تھا اسوجہ سے ہمارے ہمراہی مسٹر زید کو اُس سے ملکر بہت خوشی ہوئی اُن مین ایک نوجوان ڈاکٹر بھی تھا جو پیرس کے مدرسہ سے حال ہی مین فارغ ہو کر آیا تھا اور اپنے زمانۂ طالبعلمی مین امراض چشم مین خاص مہارت حاصل کی تھی یہ شخص یہان کا افسر محکمۂ حفظان صحت تھا۔ ان لوگون کے آنے کے بعد طاہر بے سردار فوج ہم سے ملنے آیا اُسنے ہماری خدمت کے لیے ایک سپاہی مقرر کر دیا اور جب ہمین دیکھنے آیا تو زید کے لیے ایک سپاہی کو بھیجکر دو کمل منگا دیے اس عرب افسر کی مہربانیان ہمین اُسوقت یاد آئین جبکہ عزیلات مین ایک دوسرے عرب افسر علی فہمی نے ہمارے ساتھ بدسلوکی کی جسکا ذکر مین آگے کرونگا

الغرض جب سب رخصت ہو گئے تو میرے اور زید کے درمیان باتین ہونے لگین اور تھوڑی دیر انگلستان کے جلسون کا جو کرسمس کے زمانہ مین کیے جاتے ہین ذکر رہا بعد ازان ہم سب سو گئے اور صبحکو اُٹھکر بغرض تفریح و نیز اس خیال سے کہ غاریان کے حالات دریافت کرین باہر نکلے کونک کے احاطہ مین بہت سے اونٹ جمع تھے اور ہر ایک کے قریب عزیزیہ پہونچانے کے لیے اسباب رکھا ہوا تھا یہ سامان جو عزیزیہ جانے والا تھا دریافت سے معلوم ہوا کہ اس مین پچاس بڑے بڑے بورے آٹے کے ہین اور کئی سو من میخزین ہی۔ مجھے اس بات کے دریافت کی کوئی ضرورت نہ تھی کہ یہ کارتوس وغیرہ اس پہاڑی مقام پر کہان سے آئے مجھے جس چیز سے مطلب تھا وہ یہ تھی کہ مین نے اُنکو بعد دریافت اپنی آنکھ سے دیکھ لیا بعض بکسون پر کچھ الفاظ لکھے تھے اور بعض پر یہ لکھا تھا کہ

"ان کارتوسون مین خود بخود پھٹنے کا خطرہ نہین ہی" اس سامان کو دیکھکر مجھے خیال آیا کہ عساکر عثمانیہ جو اس ملک کی حفاظت بمثیل جانفروشی کے ساتھ کر رہے ہین اُنکو کتنے مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہی منجملہ تمام مشکلات کے رسد و سامان جنگ کے مہیا کرنے مین کتنی دشواریان پڑتی ہین بخلاف اسکے ایطالی لٹیرون کو کس قدر آسانیان ہین مگر باوجود ان آسانیون کے وہ ان بہادرون پر قابو نہین پا سکتے۔ ایطالیون کے لیے ہرطرف کی راہین کھُلی ہین بندوقون کے کارتوس اور توپ کے گولے جنکے داغنے کی ایطالی پیدل فوج نہایت شائق ہی جزیرہ سِسلی سے چوبیس گھنٹہ کے عرصہ مین لائے جا سکتے ہین لیکن عساکر عثمانیہ کو جیسا اُنکے ایک افسر نے نہایت افسوسناک لہجہ مین بیان کیا کہ "ہم ہرطرف سے گھرے ہوے ہین اور ہمارے لیے سب راہین مسدود ہو گئی ہین" یہ دقت درپیش ہی کہ سامان جنگ ورسد اونٹونکے آہستہ رو قافلون کے ذریعہ سے ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہونچایا جاتا ہی اور نہایت پریشانی کا باعث ہوتا ہی جیسا کہ مین نے اوپر بیان کیا ہی البتہ ایک بات اُنکے لیے باعث تسکین ہی کہ حقی پاشا کی بیوقوفی سے گو پچہتر فیصدی سپاہی طرابلس سے بلا لیے گئے تھے مگر سامان رسد و میگزین نہین ہٹایا گیا تھا۔ طرابلس کے اندر بہت بڑا ذخیرہ سامان جنگ کا قلعون اور میگزینون مین جمع تھا مگر بوجہ اٹلی کی دھوکہ بازی اور کمینہ پن کے جو اعلان جنگ کی قلیل مدت سے ظاہر ہوا ترک اپنے ہمراہ بجز چند میدانی توپون اور گولون کے نہ لیجا سکے کیونکہ فی میدانی توپ بیس گھوڑون کی بالو پر کھینچنے کے لیے ضرورت ہوتی ہی اور توپخانہ کا میگزین لیجانے کے لیے سیکڑون خچر درکار ہوتے ہین جو اُسوقت عجلت مین مہیا نہین کیے جا سکتے تھے اسی مجبوری سے ترکون نے اپنی توپین چھوڑ دی تھین اور ایطالیون نے نہایت فخر کے ساتھ اُن توپون کی تصویرین کھینچکر شائع کرائی تھین اور اُن توپون کی بابت یہ شائع کرایا تھا کہ ترکون سے ایطالیون نے چھینی ہین ابتداے جنگ سے یعنی جسوقت سے ایطالیون نے

اس سلطانی صوبہ پر بے شرمانہ حملہ کیا ہو ایطالی نامہ نگار کسی ترکی توپخانہ کے چھوٹ جانے کو
اور اپنے ہاتھ لگ جانے کو ایطالی فتح اور کامیابی تحریر کرتے رہے ہین اور بوجہ کسی اور
طریقہ کی کامیابی نہ حاصل ہونے کے ایسے رکیک واقعات کو نہایت رنگین عبارت مین
ظاہر کرتے رہے ہین۔

کرسمس کی صبحکو اُٹھ کر مین نے دیکھا کہ مطلع بالکل صاف ہو اور دھوپ نہایت
تیز ہو اپنی جاے قیام سے مین چلا تقریبًا دو سو گز گیا ہونگا کہ مجھے پانچ ایطالی قیدی ملے
یہ لوگ ترانوے ۹۳ نمبر پلٹن کے سپاہی تھے اور چند روز جنگ مین شریک ہونے کے بعد
اس مصیبت مین مبتلا ہو گئے تھے میرے خیال مین ماہ اکتوبر کی شکستون کے بعد یہ پلٹن بطور
کمک کے بنغازی اور پلٹنون کے طرابلس بھیجی گئی تھی اُن لوگون کا بیان تھا کہ اُنکی پلٹن کے دو سو
آدمی طرابلس کے پورب جانب کسی مقام پر اُتارے گئے تھے جیسے ہی اُنھون نے خشکی پر
قدم رکھا عربون نے حملہ کر دیا اور اُنکا بیان ہو کہ ایسا سخت حملہ تھا کہ بجز چند آدمیون کے جو
کشتیون پر سوار ہو کر لوٹ گئے تھے یا ان پانچ قیدیون کے باقی سب کو عربون نے کاٹ کر
ڈالدیا۔ مجھے بھی تعجب ہو اور ان لوگون کو بھی حیرت ہو کہ عربون کے ہاتھون سے کیونکر
جان بچگئی کیونکہ اُس زمانہ مین عربون کو بوجہ قتل عام موقوعہ نخلستان کے نہایت غصہ تھا
اور وہ بجاے قید کرنے کے قتل کرنا زیادہ مناسب سمجھتے تھے میرے نزدیک کوئی ترکی
افسر یا سپاہی اس موقع پر موجود ہوگا جسنے عین وقت پر جا کر ان لوگون کی جان بچائی ہوگی
بعض موقعون پر یہ بھی ہوا ہو کہ عربون کے سخت حملون کی تاب نہ لا کر ایطالی سپاہیون نے
عالم اضطراب مین کلمہ طیبہ پڑھنا شروع کیا ہو اور چلا چلا کر عربون کو مخاطب کیا ہو کہ ہم مسلمان
ہین اور یہ سن کر سادہ مزاج عربون نے ان نو مسلمون کے قتل سے ہاتھ روک لیا ہے
ترکی افسرون نے ایطالیون کو عربون کے ہاتھ سے بچانے مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا
ہو چنانچہ نشاط بے نے یہ اعلان کر دیا تھا کہ جو عرب کسی ایطالی کو زندہ گرفتار کر لائے تو

اُسے معقول رقم بطور انعام دیجائیگی میرے خیال مین عربون کی طبیعت کے لحاظ سے
ایطالیون کی جان بچانے کی اور کوئی تدبیر اس سے بہتر نہین ہوسکتی تھی باوجود ان
سب تدبیرون کے یہ پانچ قیدی سات ترکی سپاہیون کی محافظت مین مقام جنگ سے
لائے گئے تھے اور جب اُنھین غاریان روانہ کیا گیا تو ترکی سپاہیون کے لباس مین ترکی
ٹوپیان پہنا کر بھیجے گئے تھے یہان آکر معلوم ہوا کہ چند روز پہلے سو ایطالی قیدی فازان
کی طرف روانہ کیے گئے ہین ممکن ہے کہ ان قیدیون کی روانگی مین یہ مصلحت ہو کہ راستہ مین عایا
معلوم کرے کہ ایطالیون کو خاطر خواہ کامیابی نہین ہورہی ہے مگر علاوہ اسکے یہ سبب بھی ہے کہ
اہل فازان بہ نسبت دیگر مقامات کے پیشہ ور جفاکش۔ سمجھدار اور مہذب ہین لہذا اُس مقام
پر بمقابلہ اور جگہون کے قیدی حفاظت سے رہینگے۔ مین نے یہ بھی سنا ہے کہ پانچ ایطالی
جو غیر فوجی ہین تجارت کے متعلق تحقیقات کے لیے قبل اعلان جنگ فازان گئے تھے
لیکن جب جنگ شروع ہوگئی تو یہ لوگ واپس نہین آنے پائے کیونکہ حکام نے خیال
کیا کہ اُنکا کسی جانب روانہ کرنا خطرہ سے خالی نہین ہے۔

ان پانچ قیدیون مین سے ایک شخص جو فوج کے اندر سپاہیون مین نوکر تھا سوشلسٹ
فرقہ کا تھا اُسکی تقریر سے ثابت ہوا کہ جنگ کے بہت خلاف ہے اور بیان کرتا تھا کہ اس
جنگ کا باعث اٹلی کے مہاجن ہین جنکی کارستانی سے ملک پر جنگ کی بلا نازل ہوئی
ہے یہ لوگ اپنی بیکاری اور قید سے بہت گھبراتے تھے مگر ان سب کا بالاتفاق بیان تھا کہ
ترک بہت اچھی طرح پیش آتے ہین اور اُنکو وہی خوراک دی جاتی ہے جو عموماً ترک سپاہی پاتے
ہین لہذا ترک سپاہیون کی خوراک کا تجربہ رکھتے ہوے مین کہہ سکتا ہون کہ اُنکو کھانا بھی
بہت اچھا ملتا تھا مین نے اُنسے سوال کیا کہ اگر اُنھین اپنے دوستون اور عزیزون کو اپنی
خیریت کا خط بھیجنے کی خواہش ہو تو یہان کے حاکم سے اجازت لیکر وہ میرے ہاتھ بھیجدین مگر
اُنھون نے بیان کیا کہ وہ خطوط روانہ کرچکے ہین۔ ترکون نے اپنے خرچ سے اُنکے دوستون

اور عزیزون کو قیدیون کی جانب سے تار بھجوائے تھے اور قیدیون سے وعدہ کیا تھا کہ
ٹیونس کے راستہ سے اُنکے دوست وغیرہ اگر کوئی تحفہ کرسمس کے موقع پر بھیجینگے تو پہونچا
دیا جائیگا معلوم ہوا کہ نشاط بے نے اسیران جنگ کو خطوط لکھنے کی اجازت دے رکھی
تھی اور یہ ڈاک براہ دحیبات اٹلی کو بھیجی جاتی تھی ابتک علاوہ سواحل کے طرابلس کے اندر
ترکی حکومت کا انتظام ہی اسوجہ سے جو خطوط ہم لوگ انگلستان روانہ کرتے تھے اُنپر طرابلس
کا ٹکٹ لگانا پڑتا تھا۔

جب مین غاریان پہونچا ہون تو مین نے راستہ مین جا بجا گڑھے دیکھے تھے جنکا حال
صبح کو معلوم ہوا اس مقام کا نام "غاریان" (غار=گڑھا) ان گڑھون کی وجہ سے پڑ گیا ہے
ان مین ٹراگلوڈائیٹ قوم کے لوگ رہتے ہین اسپر مجھے خیال آیا کہ آخر کار مین بھی اُس قوم
کے ملک مین وارد ہو گیا جسکا ذکر مدتون سے تاریخون مین پڑھتا چلا آتا تھا یہان جس طرف
انسان جائے یہ غار نظر آئینگے جن مین سے بعض اسقدر بڑے ہین کہ طول اور گہرائی مین ۴۰
فیٹ سے کم نہ ہونگے مین نے دیکھا کہ ان غارون کی ناہموار دیوارون مین اندر کی طرف
بہت بڑے گڑھے کھُدے ہوے تھے۔ بعض غارون مین سبز سبز میلا پانی جمع تھا جو میرے
خیال مین اس زیر زمین آبادی کے رفع ضروریات مین کام آتا ہوگا اکثر غارون مین باہر
آنے یعنی اوپر چڑھنے کا کوئی زینہ نہ تھا لہذا میرے نزدیک باہر آنے کے لیے ان غارون
کے رہنے والون نے کوئی سُرنگ ضرور کھود رکھی ہوگی کیونکہ دیوارین اسقدر سیدھی ترشی
ہوئی ہین اور مٹی اُنکی ایسی ناستحکم ہی کہ دیوارون پر چڑھ کر باہر آنا ناممکن ہی۔ غاریان
مین ٹراگلوڈائیٹ قوم کو لوگ اچھا نہین سمجھتے اُنکی بابتہ بیان کیا جاتا ہی کہ وحشی اور درشت
طبیعت لوگ ہوتے ہین اور اپنی قوم والے کے سوا کسی غیر شخص سے خواہ وہ کیسی ہی
نیک نیتی سے ملنا چاہے نہین ملتے۔ خصوصاً اگر کوئی اُنکی عورتون کو دیکھنا چاہے تو نہایت
برہم ہوتے ہین اس بات پر اکثر ترک سپاہی اُن سے مذاق کرتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ اپنی

بدصورت عورتون کو غارون مین چھپا کر اس لیے رکھتے ہین کہ اُنھین کوئی شخص بھگا نہ لیجائے
چنانچہ مجھ پر یہ گذری کہ مین ایک غار کے کنارے کھڑا ہو گیا اور جھک کر نیچے کی طرف دیکھنے
لگا اسپر ایک جوان عورت نکل آئی اور مجھے گالیان دیکر کہنے لگی کہ یہان سے ہٹ جاؤ لیکن
مین نے غور کیا کہ باوجود گالیان دینے کے وہ میری جانب دلچسپی کے ساتھ دیکھ رہی ہی
کیونکہ اُسکی دنیا غار کی چہار دیواری تھی اس لیے غیر ملک کے آدمیون کو دیکھنے کا کیونکر اتفاق
ہو سکتا تھا میرے خیال مین وہ مجھ کو عجیب الخلقت انسان یا بھوت سمجھتی ہو گی۔ تھوڑی دیر
کے بعد وہ دو عورتون کو اور بلا لائی جو اُس سے زیادہ غصہ ور اور بدزبان تھین اب ان سب نے
مل کر میری طرف چلانا اور دانت نکال کر عجیب عجیب طرح کی شکلین بنا کر مُنھ چڑھانا شروع
کیا اُنکی بلند آوازون کو سن کر مجھے خیال آیا کہ ہیروڈوٹس نے جسکو فن تاریخ کا امام کہنا چاہیے
دو ہزار برس پہلے اس قوم کے حالات کو کس قدر صحیح لکھا تھا اُسنے بیان کیا ہی کہ "اس
قوم کے لوگ سانپ اور گرگٹ کھاتے ہین اور مثل دوسری قومون کے اُنکی کوئی زبان
نہین ہی بلکہ چمگادڑون کی طرح باتین کرتے وقت چون چون کرتے ہین" آخر کار ان
عورتون کی خفگی کی وجہ سے مین غار کے پاس سے ہٹ آیا اور ایک پتھر کے ٹکڑے پر جو
منقش تھا اور صورت سے قدیم رومی زمانہ کے کسی مینار کا حصہ معلوم ہوتا تھا آکر بیٹھ گیا
اور اُس زمانہ کو یاد کرنے لگا جبکہ مین ہیروڈوٹس کی مصنفہ تاریخون کی سیر کیا کرتا تھا اور
اُن بیش بہا علمی خزانون کے حصول پر مسرور ہوتا تھا۔ اس حالت مین مجھے یہ بھی خیال
آیا کہ اس زمانہ کے حالات کو دیکھتے ہوے یہ ثابت ہوتا ہی کہ قبل مسیح چوتھی صدی مین
ممالک افریقہ کے حالات دریافت کرنا بہ نسبت اس بیسوین صدی کے زیادہ آسان تھا۔

ہیروڈوٹس کی کتاب سے ظاہر ہوتا ہی کہ اُسے اس ملک کے دُنبون کا حال
معلوم تھا کیونکہ اُسنے لکھا ہی کہ اُنکی چکیتیان اسقدر بھاری ہوتی ہین کہ دُنبون کے پیچھے
چھوٹی چھوٹی گاڑیان لگا دی جاتی ہین تاکہ اُنکی دُمین گاڑیون پر رکھی رہین۔ اُسنے یہ بھی

لکھا ہی کہ افریقیہ مین بعض وحشی قومین آباد ہین جنکے جسم پر بال ہوتے ہین - یہ اصل مین گوریلا قسم کے بندر (بد مانس) کا ذکر ہی جسکو کئی صدیون بعد ڈیو شتلو ایک سیاح نے دریافت کیا تھا خاص طرابلس کے متعلق ہیروڈوٹس نے عجیب وغریب قصے لکھے ہین منجملہ اُنکے ایک قصہ لکھا ہی کہ بنی غازی کے رہنے والے پانچ کم عمر لڑکے اس غرض سے روانہ ہوے کہ ملک طرابلس مین سیاحی کرین اُنکو یہ معلوم تھا کہ اس ملک مین درندے بکثرت ہین لیکن نام آوری کے شوق اور قبل کے سیاحون سے سبقت لیجانے کی آرزو نے اُنکو سفر سے باز نہ رہنے دیا - یہ پانچون نوجوان انتخاب کر کے روانہ کیے گئے تھے جس سے معلوم ہوتا ہی کہ اُس زمانہ مین ایسے لوگ بہت تھے جو اس خطرناک سفر کے اشتیاق مین بیچین تھے ان سیاحون نے بہت دوراندیشی یہ کی تھی کہ اپنے ساتھ پانی کثرت سے لیلیا تھا - الغرض مغرب کی جانب چندے سفر کرتے کرتے ایک مقام پر چند درخت ملے اور جب وہ درختون کے پھل اپنے کھانے کے لیے جمع کر رہے تھے اُنکو بہت سے چھوٹے چھوٹے قدوالے آدمیون نے آکر گھیر لیا اور قید کر کے بید کے جنگلون مین ہوتے ہوے اپنے شہر کو لیگئے جہان کے تمام باشندے نہایت سیاہ فام اور پستہ قد تھے اور جس دریا کے قریب شہر واقع تھا وہ گھڑیالون سے بھرا ہوا تھا معلوم ہوتا ہی کہ یہ لوگ نوجوان سیاحون کے ساتھ اچھی طرح پیش آئے کیونکہ یہ سب صحیح وسلامت بنی غازی واپس آئے تھے - مورخ نے منجملہ اور حالات کے یہ بھی بیان کیا ہی کہ یہ پستہ قد حبشی سب کے سب جادوگر تھے - میرے نزدیک یہ وہی جنگلون اور دلدلون کے رہنے والے پست قامت لوگ تھے اور وہی دریا تھا جسے زمانہ حال مین اسٹینلی ایک شخص نے دریافت کیا ہی کہ یہ دریا دریاے کانگو ہی اور یہ لوگ جنکے آباؤ اجداد کا قصہ قدیم سرنیکا کے سیاحون نے بیان کیا تھا دریاے کانگو کے قرب وجوار مین رہنے والے حبشی ہین - بیان کیا جاتا ہی کہ اسٹینلی پر ان لوگون نے زہر مین بجھائے ہوے تیرون سے حملہ کیا تھا لیکن وہ بچکر یورپ آگیا تھا اور اپنے اہل ملک کو

اپنی تحقیقات کے حالات سے آگاہ کیا تھا جہان پر مین بیٹھا تھا اُس مقام کے قریب چھوٹا سا بالو کا ایک ٹیکرا تھا جسے کسی جانور نے گڑھا کھود کر گڈھے کے گرد جمع کیا تھا مین نے ایک ترک سے سوال کیا کہ "یہ گڑھا کس جانور کا کھودا ہوا ہی" ترک نے جواب دیا کہ "یہان ایک قسم کی چیونٹی ہی جو گڈھے کھودتی ہی" خیر مجھے اس بیان پر اعتبار نہین آیا لیکن ساتھ ہی میرا خیال ہیروڈوٹس کے قصون کی طرف گیا اُسنے لکھا ہی کہ "صحرا کے اندر ایک قسم کی چیونٹی ہوتی ہی جو زمین سے سونے کے ذرون کے ساتھ ملی ہوئی بالو کھود کر باہر نکالتی ہی جس شخص کو حرص دنیا دامنگیر ہوتی ہی اور طمع زر مین کل خطرات برداشت کرنے کے لیے تیار ہوتا ہی وہ تین اونٹ اپنے ساتھ لیکر ایسے مقامات کی طرف جاتا ہی مگر اُس شخص کے ہمراہ منجملہ ان تین اونٹون کے ایک اونٹنی ہونا لازمی ہی جسکا بچہ مکان پر چھوڑ دیا جاتا ہی تاکہ اونٹنی واپسی کے لیے بیتاب رہے قاعدہ یہ ہی کہ جسوقت وہ شخص ایسے مقام پر پہونچے جہان متذکرۂ بالا قسم کی بالو نظر آئے تو اُسے بہت عجلت کے ساتھ یہ سنہری بالو اپنے اونٹون پر بار کر لینا چاہیے لیکن اگر اتفاقاً مٹی گرنے سے یا اور کسی طرح سے معلوم ہو جائے کہ چیونٹیان اپنا خزانہ دیکھنے آتی ہین تو اُسکو لازم ہی کہ اونٹنی پر سوار ہو کر مکان کی طرف بھاگے - وجہ یہ ہی کہ اگر کوئی شخص چیونٹیون کے ہاتھ لگ جاتا ہی کیونکہ یہ چیونٹیان بہت تیز دوڑنے والی ہوتی ہین تو اُسکی جان بچنا محال ہوتا ہی" یہ نہین بیان کیا جا سکتا کہ ہیروڈوٹس نے یہ قصہ کس غرض سے لکھا تھا اور کس جانور کی بابت لکھا ہی ممکن ہی کہ ہیروڈوٹس سے جس شخص نے ان جانورون کا حال بیان کیا ہو اُسکا مطلب ایک قسم کے بھیڑیے سے ہو جسکی خاصیت یہ ہی کہ وہ صرف رات کے وقت باہر نکلتا ہی عموماً اس جانور کو اینٹ بیر (چیونٹی کی خاصیت رکھنے والا بھیڑیا) یا زمین مین رہنے والا سور کہتے ہین جسکا قد معمولی سور کے برابر ہوتا ہی اور جب گھر جاتا ہی اُسوقت گھیرنے والے پر بہت سخت حملہ کرتا ہی - ہم مین سے جن لوگون نے ٹرانسوال کی جنگ مین شرکت

کی ہی انکو یاد ہو گا کہ اس جانور کے سوراخون کی وجہ سے کتنی مرتبہ ہمارے اور ہمارے گھوڑون کے ہاتھ پیر ٹوٹنے سے بچے مین نے کسی مقام پر دیکھا ہی کہ رومیون کے زمانہ مین قسطنطنیہ کے اندر ایک جانور اسی قسم کا آیا تھا جسکا حال ہیروڈوٹس نے بھی اپنی کتاب مین لکھا ہی

ایطالی قیدیون سے ملنے کے بعد بازار مین کچھ خریدا اُس سے فراغت کرکے انگلستان سے روانگی کے بعد پہلا اتفاق تھا کہ ہم ٹہلنے کے لیے روانہ ہوے اور زیتون کے باغون مین پھرتے پھراتے اپنی جاے قیام پر واپس آئے یہان آکر ہم نے بہت ہی بُری خبر یہ سنی کہ غاریان کے اندر ہیضہ پھوٹ پڑا ہی یہ سن کر ہمین بہت حیرت ہوی کیونکہ غاریان کے ایسے خوش آب وہوا مقام مین وبا کا پھیلنا کوئی معمولی بات نہ تھی لیکن تھوڑی دیر کے بعد سبب معلوم ہو گیا ہم نے سنا کہ عزیزیہ سے چار آدمی مبتلا ہو کر غاریان آئے تھے جن مین سے ایک ضائع ہو گیا ہمارے خیال مین عزیزیہ کے ڈاکٹرون کو ایسا نہ کرنا چاہیے تھا کیونکہ وہ اس مرض کے حالات سے بخوبی واقف تھے معمولی آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ امراض متعدی کے مریضون کو ایسے مقام پر خصوصًا صدر اسپتال مین جہان اس مرض کی بنیاد تک نہ ہو روانہ کرنا عقلمندی اور احتیاط کے خلاف ہی گو یہ کہا جا سکتا ہی کہ ملک طرابلس مین کسی مقام کو امراض وبائیہ سے محفوظ رکھنا نہایت مشکل ہی کیونکہ عربون کی یہ حالت ہی کہ انکو مرض کی ابتدا ہونے کی پروا نہین ہوتی اور یہ وہ ایک مقام سے دوسرے مقام کو حرکت کرتے رہتے ہین چنانچہ زارزیس اور غنیز مین ہیضہ محض اسی سبب سے پھیلا تھا سبب یہ ہوا تھا کہ طرابلس سے اس مرض مین مبتلا ہو کر اکثر ساربان آئے تھے جنکی وجہ سے وبا پھیل گئی تھی ان اونٹ والون کی عادت ہی کہ وہ گرتے پڑتے اپنی منزل پر پہونچ جاتے ہین اور جب مرض اپنا کام کر چکتا ہی تو سرائون قصبے یا گانوٗن کے اندر جہان پہونچ گئے کسی مقام پر جا پڑتے ہین اور فوت ہو جاتے ہین پس جہان یہ حالت ہو وہان وبا کے نہ پھیلنے مین کوشش کرنا بہت دشوار ہی مگر غاریان کی حالت مذکرۂ بالا اسباب سے جدا تھی کیونکہ یہان عمدًا ان

مریضون کو بھیجا گیا تھا اسوجہ سے عزیزیہ کے ڈاکٹر ضرور قابل الزام ہین غاریان کے ڈاکٹرون
کی یہ حالت ہوئی کہ یکایک بیماری پھیل جانے سے بہت پریشان ہوگئے چنانچہ آرخان بے
دوسرے روز میرے پاس آئے اور بوجہ ہیضہ پھوٹ پڑنے کے مجھ سے نہایت اصرار سے
کہا کہ مین اس مقام کو چھوڑ دون لیکن مین نے انھین جواب دیا کہ "مجھے ہیضہ سے کوئی
خوف نہین ہی کیونکہ مین بغیر جوش دیے پانی استعمال نہین کرتا نہ بازار کی کوئی شی مثل خرمہ
وغیرہ کے جن پر بیماری کے جراثیم کا اثر ہونا ممکن ہی کھاتا ہون" باانیہمہ مجھے غاریان
سے روانگی مین عجلت کرنا پڑی کیونکہ اس سبب کے علاوہ دیگر اسباب طوالت قیام کے
مانع پیش آگئے پہلے میرا ارادہ تھا کہ مین غاریان سے سیدصاز او یہ چلا جاؤن تاکہ عزیزیہ کے
اندر سے چکر کاٹ کر نجانا پڑے نیز اس طرف سے جانے مین خوبی یہ تھی کہ نئے مقامات کی
سیر ہوتی خصوصاً ایک مقام سے مجھے خاص دلچسپی تھی جسے صنم (بُت) کہتے ہین یہ مقام
غاریان سے دو منزل کے فاصلہ پر ہی یعنی یہ کہ مع اسباب انسان دو روز مین پہونچ سکتا ہی
اور یہان پر قدیم زمانہ کے کھنڈر اور دیگر آثار قابل دید ہین مگر اس جانب سفر کرنے مین بہت سے
مشکلات کا سامنا تھا اول یہ کہ جملہ اونٹ سرکاری کام مین لگے ہوے تھے اس لیے کسی شخص
کو کرایہ کا اونٹ نہین مل سکتا تھا دوم یہ کہ تمام غاریان مین کوئی گھوڑا یا خچر ایسا نہ تھا جو
کام دینے کے قابل ہوتا جتنے تھے وہ سب کے سب مویشیون کے اسپتال مین زیر علاج
تھے اسوجہ سے ارادہ ملتوی کرنا پڑا اس مقام پر مویشیون کے علاج کے لیے صدر اسپتال
قائم کیا گیا تھا اور یہان کے ڈاکٹر جانورون کا علاج بہت توجہ اور محنت سے کرتے تھے
اور ہر وقت اس کوشش مین مصروف رہتے تھے کہ جانور جلد اچھے ہوکر فوجی مصرف مین آئین
علاوہ گھوڑون وغیرہ کی کمیابی کے ایک مشکل یہ بھی تھی کہ تمام بستی مین کوئی کاٹھی میسر نہ آسکی
اگر یہ تمام مرحلے طی بھی ہوجاتے اور مجھے کوئی اونٹ کرایہ پر مل جاتا اور مین حسب خواہش اپنے
زاویہ تک پچاس میل پیادہ پا چلا جاتا جب بھی ایک ایسی دقت تھی جسکا کوئی علاج نہ تھا یعنی

زاویہ تک جو شمال مغرب مین واقع ہی اس راہ سے سفر کرنا خطرہ سے خالی نہ تھا کیونکہ اس رستہ
پر سرکاری آمد و رفت نہ ہونے سے حفاظت کا انتظام نہین ہی نہ اُسوقت میرے ہمراہ
چلنے کے لیے پولیس کے سوار مہیا ہو سکتے تھے غرض ان تمام مشکلات کو دیکھ کر گو مجھے
افسوس ہوا مگر مین نے اپنا ارادہ بدل دیا اور طاہر بے کو اطلاع دیدی کہ مین بموجب اُنکی
ہدایت کے معمولی راستہ سے یعنی عزیزیہ ہو کر جاؤنگا - مین اس نیک سردار اور اُسکے مددگار
افسرون کی تعریف نہین کر سکتا کیونکہ اُنھون نے باوجود تمام مشکلات اور ذمہ داریون کے
میرے آرام و آسائش کا بے انتہا خیال رکھا چنانچہ جب مین نے نئے راستہ سے جانے
کا ارادہ ظاہر کیا تو ان لوگون نے میری آرزو پوری کرنے کی بہت کوشش کی لیکن جب
مجبور ہوگئے تب افسوس کرتے رہے - مین نے بھی یہ مناسب سمجھا کہ اپنے مہربان میزبانون
کو کسی قسم کی تکلیف دون یا پریشانی مین مبتلا کرون اگر اُنکو دشواریان نہ بھی ہوتین جب
بھی مین یہی کرتا جو اسوقت کیا مین نے ابتداے زمانہ سے اپنا اصول قائم کر لیا تھا کہ حتی
الامکان ترکی افسرون کو کوئی تکلیف نہ دونگا اور جو شخص ان افسرون کی مہربانی اور مہمان نوازی
کو دیکھتا وہ کبھی ایسی زیادتی نہ کرتا کہ اُنپر ناقابل برداشت بار ڈالتا کیونکہ ان بہادر سپاہیون
کی حالت نہایت قابل افسوس تھی ایک جانب اُنکو ہزارون طرح کی مشکلات کا سامنا تھا
دوسری طرف ملک کی حفاظت کا نازک کام اُنکے سپرد تھا جسے وہ نہایت جانفروشی کے
ساتھ انجام دے رہے تھے پس ایسی حالت مین نالائق سے نالائق آدمی بھی اُنپر جبر نہ کرتا
با اینہمہ ایک نامہ نگار صاحب کا جو مجھ سے ایک ہفتہ پہلے پہونچے تھے ذکر ہی کہ اُنکو
افسرون نے ایک گھوڑا سواری کے لیے دیا جسے بجاے واپس کرنے کے اپنے مصرف کے
لیے مستقل طور سے رکھ لیا دوسرے صاحب کو زوارہ کے سردار فوج نے ایک فوجی خیمہ
عاریتًہ دیا تھا اور اُسکا بھی یہی حشر ہوا - اس ذکر سے میرا یہ مقصد نہین ہی کہ مین ان لوگون پر
گھوڑا یا خیمہ واپس نہ کرنے کی وجہ سے کوئی اعتراض کرون بلکہ یہ لوگ میرے دوست اور

دولت علیہ کے میری طرح ہمدرد ہین لیکن کہنا یہ ہی کہ اولاً ایسی ضرورت کی چیزین ہاتھ آجانا اُنکی خوش قسمتی ہی دوم یہ کہ اُنھین یقین رکھنا چاہیے کہ دنیا مین کسی فوج نے نامہ نگارون کے آرام وآسائش کا اسقدر لحاظ نہین رکھا نہ کسی نامہ نگار کو اس قسم کی چیزین مفت استعمال کے لیے دین پس ایسے برتاؤ کا خیال کسی اور جگہہ اُنھین خواب مین بھی نہ لانا چاہیے قاعدہ کی روسے نامہ نگارون کے لیے کوئی فوج بجز روزانہ خوراک کے اور کسی چیز کے مہیا کرنے کی پابند نہین ہی نہ وہ اور کسی شی کے مہیا کرنے پر مجبور کرسکتے ہین ترکی فوج مین مزید آسائش یہ تھی کہ ہر نامہ نگار کو نقل وحرکت کی کامل آزادی حاصل تھی گو بوجہ وسعت میدان جنگ اور قلت باربرداری کے اس آزادی کا پورا لطف نہین اُٹھایا جاسکتا تھا اور حالت جنگ کا معائنہ حسب خواہش نہین کیا جاسکتا تھا۔ مین اس موقع پر ترکون کی عالی ظرفی کا ایک اور واقعہ نقل کرتا ہون عزیزیہ مین ایک صاحب تھے جنکی جاے پیدائش ملک شام تھی مگر انگریزی رعایا تھے۔ یہ صاحب ایک اخبار کے نامہ نگار ہوکر آئے تھے مگر اخبار کی جانب سے انکے پاس باضابطہ سارٹیفکٹ وغیرہ نہ تھے بعد کو معلوم ہوا کہ یہان آنے سے انکا منشا صرف کتاب تصنیف کرنے کا تھا ان صاحب نے ہندوستان اور دیگر ممالک مشرق مین سفر کیا تھا جس وجہ سے اُنکے معلومات بہت وسیع تھے اور علماً بھی قابل تھے لیکن جنگ کا تجربہ مطلق نہ تھا بلکہ حالات وضوابط جنگ سے بالکل ناآشنا تھے اس نقص کے علاوہ اُنھون نے فتحی بے کی پارٹی یعنی انجمن اتحاد وترقی کی سخت مخالفت کی تھی اور فتحی بے جو اپنی پارٹی کا بہت سرگرم ممبر تھا ان صاحب کے حالات کو جانتا تھا تاہم اُسنے ان صاحب کی بڑی خاطر کی حتی کہ اُنکو ترکی مورچون کی سیر کی بھی اجازت دی اس شخص کی خوش نصیبی واقعی قابل مبارکباد ہی کیونکہ اُسنے حسب اجازت ترکی مورچونکی سیر کی لیکن مجھے امید ہی کہ وہ ان احسانات کے عوض کوئی دغا نہ کریگا اُسکو شکر کرنا چاہیے کہ عزیزیہ کے مقام پر ایسے نیک مزاج اور شریف افسرون سے سابقہ ہوا اور نہ اُسکو ہرگز

یہ سیر نصیب نہ ہوتی اُسے یقین رکھنا چاہیے کہ تمام مہذب دنیا مین ایک معمولی نامہ نگار کے ساتھ کبھی ایسا سلوک نہ کیا جاتا جیسا کہ ترکون نے کیا کسی مقام کے افسر یہ نہ کرتے کہ ایک ایسے نامہ نگار کو جسکے پاس فوج کی ہمراہی کے لیے باضابطہ صداقت نامے نہ ہون تمام میدان جنگ کی سیر کرنے اور آزادی سے آنے جانے کی اجازت دیتے۔

اس شخص کی حالت دیکھ کر مین اپنا فرض سمجھتا ہون کہ ترکی افسرون پر چند اعتراضات کرون میرے خیال مین جو شخص زمانہ حال کی جنگون مین شریک ہوا ہی اور وہان کی سخت پابندیون کا عادی ہو رہا ہی وہ ترکون کی اس نرمی اور اخلاق سے جو غیر ملک والون کے ساتھ برتا جاتا ہی کبھی خوش نہ ہوگا بلکہ اُسکی قطعی راے ہوگی کہ نرمی خلاف احتیاط اور ایسا اخلاق دانائی کی حد سے گذرا ہوا ہی بلکہ یہ اخلاق ویسا ہی مہمل ہی جیسا کہ جاہل قومون مین بوجہ نادانی کے پایا جاتا ہی جو اپنی بہادری کے نشہ مین احتیاط سے کام نہین لیتے۔

ہمین معلوم ہوا کہ سہ پہر کے وقت ایک قافلہ عزیزیہ کی جانب روانہ ہوگا چونکہ ہمین ایک اونٹ اسباب کے واسطے مل گیا تھا اس لیے ہم نے بھی روانگی کی تیاری کر دی اتفاق سے اس کاروان کا قافلہ سالار نہایت خوش مزاج آدمی تھا یہ شخص فوج مین جمعدار تھا اور ڈاکٹرون سے لیکر فوجی افسر تک جنکا وہ ماتحت تھا عزت کرتے تھے چنانچہ سب "آفندی" کے لقب سے پکارتے تھے مین نے غیر پاس شدہ چھوٹے درجہ کے افسرون مین اس سے بہتر اور کوئی آدمی نہین دیکھا ایسا خلیق تھا کہ جب کبھی مجھے ملتا تھا خواہ آدھی رات کیون نہو فرانسیسی زبان مین صبح کا سلام (یعنی بان ژور = گوڈ مارننگ) ضرور کہتا تھا کیونکہ اُسکو فرنچ زبان بہت تھوڑی آتی تھی عربون کے ساتھ اسکا سلوک ایسا اچھا تھا اور ایسی خوبصورتی سے اُنکو اپنے قابو مین رکھتا تھا کہ عرب لوگ اُسکی بہت عزت کرتے تھے اور اُسکے احکامات کو بہت سرعت کے ساتھ انجام دیتے تھے الغرض جب ہم تیار ہوگئے تو طاہر بے اور اپنے دوسرے میزبانون سے

رخصت ہو کر ایطالی قیدیون سے دو چار باتین کر کے شمال کی جانب روانہ ہوئے
تھوڑی دور تک ایطالی قیدی ہم پر حسرت آمیز نگاہین ڈالتے ہوئے پہونچانے آئے
زید صاحب نے اس موقع پر عجیب حماقت کی کہ ان قیدیون کو بڑے دن کی مبارکباد
دی اور خوش وخرم رہنے کی دعا مانگی مجھے ان سے رخصت ہوتے وقت یہ خیال آیا کہ
ان بیچارون کو گذشتہ کرسمس مین خیال بھی نہ آیا ہوگا کہ اُنکی آئندہ عید جبل غاریان کے
اندر ٹرا گلو ڈائٹ قوم کے ساتھ قید کی حالت مین بسر ہوگی۔

جب ہم نے پہاڑ کے نیچے اُترنا شروع کیا تو پھر ہماری نظر کے سامنے وہی
لق ودق صحرا آگیا اور پھر اُسی طرح توپین چلنے کی آوازین دھیمی دھیمی ہمارے کان مین
آنے لگین اسوقت ہوا نہایت خوشگوار تھی ہوا کے ٹھنڈے ٹھنڈے جھونکون کے
ساتھ جنگلی پھولون کی مہک ہر طرف سے آرہی تھی اور دل ودماغ کو تازہ کر رہی تھی
راستہ مین ہم نے دیکھا کہ دو عرب عورتین ایک جانب سے اور دو دوسری جانب سے
آتی تھین جب چارون قریب پہونچین تو آپس مین ایک دوسرے کو جلدی جلدی پیار
کر کے اپنے راستہ چلی گئین چونکہ مین نے آجتک شاہراہ عام پر اس طریقہ کا تپاک
نہین دیکھا تھا اسوجہ سے مجھے بہت تعجب ہوا مگر مین نے یہ نتیجہ نکال لیا کہ یہ عورتین
بہت قریبی رشتہ دار ہونگی۔ انھون نے حسب قاعدہ بوجہ راستہ کے آپس مین باتین
نہین کین بلکہ جب ہم قریب پہونچے تو اپنی نقاب کھینچکر اور اچھی طرح منھ بند کر کے ہمارے
قریب سے گذر گئین شام کے قریب ہم فندق پہونچے مگر اس مرتبہ ہم نے دیکھا کہ پتھر
کے بڑے مکان مین دو عرب خاندان ٹھہرے ہوئے تھے جو مرد عورت ملا کر تعداد مین دس
نفر ہونگے اور اُنکے ہمراہ کئی چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے اگر ہم اُسوقت سنگدلی سے
کام لیتے تو اُن سب کو نکال باہر کرتے لیکن دو وجہون سے ہم باز رہے اول یہ کہ عربون
کے قیام کی وجہ سے وہ کمرہ گندا ہو گیا تھا پس اُس مین قیام کرنا بہت تکلف ہوتا دوم

یہ کہ کرسمس کی رات تھی لہذا عید کی خوشی مین ہم نے ستانا مناسب نہین سمجھا اور دونون
آدمی جاکر چھوٹے کمرہ مین ٹھہر گئے جو افسر کہ ہمارے ساتھ تھا اُسنے ہمارے آرام پہونچانے
مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا ایک عرب کو جو ہمارے بستر کے پائین آکر لیٹ رہا تھا
نکال دیا مین نے اُس افسر سے اور اُسکے ہمراہی منجملہ آٹھ کے چار سپاہیون سے اپنے
کمرہ مین سونے کے لیے اصرار کیا آخر کار ہم سب نے کمرہ کے اندر آگ روشن کی اور
دھوین سے بچنے کے لیے نیچا بستر بچھا کر لیٹنے کی تیاری کی ہم اُسوقت بہت بھوکے تھے
اس لیے گو ہمارے پاس کھانے کو صرف روٹی مربہ اور گوشت کا ڈبہ تھا اور پینے کے
لیے فقط چاے تھی تاہم اس کھانے مین ہمین وہی لذت آئی جو عید کے زمانہ مین دعوتون
مین آتی ہی لیکن اسکے بعد جب ہم سونے لیٹے تو تمام رات ایسی گذری کہ یہ عید کی شب
ہمیشہ یاد رہیگی اس کمرہ مین حشرات الارض کی بہت کثرت تھی چنانچہ جب ہم لیٹ چکے
تب کیڑون نے کاٹنا شروع کیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہمارا گوشت اُنکی دعوت کے لیے
بنایا گیا تھا میرے پاس چارپائی بھی تھی اور اوڑھنے بچھانے کے لیے ایک تھیلا تھا
لیکن مجھے بھی چین نہ ملا ان حشرات الارض کو زمین پر سونے والون سے تسکین نہوئی
تو میری چارپائی پر چڑھ آئے اور تھیلے کے اندر گھس گئے پس نیند آنا دشوار ہوگیا غریب زید
کی حالت بہت قابل افسوس تھی وہ برابر کراہتا جاتا تھا اور گالیان دیتا جاتا تھا ایک مرتبہ
زید نے کہا کہ "غضب ہوگیا! اب یہ کیڑے صندوق پر چڑھنے لگے مجھے اُنکے اُڑ اُڑ کر گرنے
کی آواز سنائی دیتی ہی" مین نے زید کو اوڑھنے کے لیے اپنا بستر بند دیدیا تھا مگر کوئی
نتیجہ نہ ہوا سارے کمرہ مین گالیون کی آوازین گونج رہی تھین کوئی زمین پر ہاتھ پیر پٹکتا
تھا کوئی اپنی پیٹھ رگڑتا تھا اور کبھی کوئی اپنے جسم کو باربار کھجلاتا تھا جب مین خیال کرتا
ہون تو ۱۹۱۱ء کا کرسمس یاد کرکے خصوصاً رات کے خیال سے اب بھی میرے جسم مین کھجلی
ہونے لگتی ہی الغرض ایک گھنٹہ تک یونہین گذرا اسکے بعد زید اور ہمارے ہمراہی افسر کو

برداشت نہ رہی دونون آدمی کمرے سے نکل بھاگے اور کچھ سوکھی لکڑیان جمع کرکے آگ روشن کی بیچارے تمام رات آگ کے قریب بیٹھ کر گذاردی اور صبح تک بیٹھے کھجلایا کیے۔ اُنکے قریب دیوار کے سایہ مین ایک عرب خاندان ٹھہرا ہوا تھا اور سب اس ترتیب سے لیٹے ہوے سو رہے تھے کہ میان بیوی بیچ مین تھے بعد ازان چھوٹے بچے چھوٹے بچون کے بعد جو بچے کہ اُن سے بڑے تھے۔

بیچارے زید کی بُری حالت تھی کرسمس کی رات بُرے طور سے گذر چکی تھی اس لیے اُسے وطن جانے کا شوق پیدا ہوا۔ زید اس اصول کا پابند تھا کہ ہر موسم اور ہر تہوار کو جس طرح سب مناتے ہین اُسی صورت سے خود بھی منانا اور تہوار مین خوشی کرنا چاہیے مزید بران گذشتہ شب کا تجربہ چونکہ طبیعت کے خلاف ہو چکا تھا لہذا گھر جانے کا شوق اور تیز ہو گیا چنانچہ اُسنے کہا کہ مجھے اس ملک مین کرسمس کی عید حسب خواہش اپنے منانے کی امید نہین تھی لیکن ساتھ ہی یہ خیال بھی نہ تھا کہ یہ شب جس مین تمام دنیا خوشی کرتی ہے اور لطف و آسائش اُٹھاتی ہے اُسپر ایسی گذریگی کہ وہ رات کی نیند کو ترس جائیگا مین نے مختلف مثالین دیکر اور مذاقیہ فقرون سے چاہا کہ اُسکا دل بہلاؤن مگر کوئی ترکیب نہ چلی چنانچہ مارک ٹوین[۵] کا مقولہ یاد دلایا کہ "اگر کسی سرا کی مکھیان ایک دل ہو جائین تو بوجہ اپنی کثرت کے چارپائی سے گھسیٹ کر نیچے ڈال سکتی ہین" مطلب یہ تھا کہ پھر دیگر حشرات الارض کی کیا شکایت ہو سکتی ہے اسی ضمن مین کچھ مکھیون کی تعریف بھی کردی تاکہ اُسکا رنج کم ہو جائے مین نے کہا کہ مکھیان اُن کیڑون سے غنیمت ہین جنھون نے رات کو ہماری نیند حرام کردی تھی کیونکہ سر ولفریڈ لاسن کا قول ہے کہ "مکھی کوئی بری چیز نہین ہے بشرطیکہ وہ انسان کے جسم پر بیٹھ کر نہ ستائے"۔ مگر زید کو انگلستان کی عید کا خیال۔ اور وہان کی حالت سے یہان کا مقابلہ کرنا کافی تھا وہان کے

[۵] امریکہ کا ایک ظریف مصنف ۱۲

اچھے اچھے کھانے چھلکتے ہوے جام خوش گپیان صاف صاف بچھونے اور اوڑھنے
کے لیے ملائم اور گرم کملون کی یاد سے بیچین کر رہی تھی بہرحال روٹی مربہ کا ناشتہ اور
پیالہ بھر گرم گرم کافی پینے کے بعد اُسکی طبیعت درست ہوئی اور بجاے میرے معمولی
مذاق یا فقرون کے اس ناشتہ نے اچھا اثر کیا۔ ایک واقعہ اور ہوا جسکی وجہ سے ہم
سب کے سب بشاش ہوگئے یعنی یہ کہ فتحی بے کے بھیجے ہوے دو گھوڑے ہمین اس
مقام پر پہونچ گئے۔ فتحی بے نے اسوقت وہ کام کیا جو ایک اہل اللہ ہمدرد بنی نوع
انسان کو کرنا چاہیے تھا۔ ہم فتحی بے کی بدولت صحرا کے اندر پیادہ سفر کرنے سے
بچ گئے معلوم یہ ہوا کہ غاریان کے نیکدل سردار فوج نے ہماری بغیر اطلاع فتحی بے
کو ہمارے پیادہ روانہ ہونے کی بذریعہ تار خبر کردی تھی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ رات کو عزیزیہ
سے گھوڑے روانہ کر دیے گئے اور صبحکو ہمارے پاس پہونچ گئے۔ الغرض ہم تین بجے
اپنی پرانی جاے قیام پر پہونچ گئے مگر یہان پہونچکر ہم نے یہ خبر سنی کہ کل سے عزیزیہ مین
وبا کی وارداتین شروع ہوگئی ہین اور چوبیس گھنٹہ کے اندر چودہ آدمی ضائع ہوچکے
ہین اور جس کمرہ مین ہم سوتے تھے اُسکے سامنے سے چار آدمیون کی لاشین لوگ گھسیٹتے
ہوے باہر لے گئے ہین یہ خبر سنکر ہمین بہت پریشانی ہوئی لیکن تحقیقات سے ثابت
ہوگیا کہ یہ بیماری عزیزیہ کے پانی کی خرابی سے نہین پیدا ہوئی ہی بلکہ جو عرب وبا مین
فوت ہوے ہین یہ لوگ گذشتہ رات کو ایک گائون مین ٹھہرے تھے اور سب نے
ایک ہی کنوین کا پانی پیا تھا جسکے پانی مین وبا کا مادہ موجود تھا لیکن باوجود اس ثبوت
ہم پہونچنے کے تمام کیمپ مین ہلچل مچی ہوئی تھی اور ہر شخص پریشان نظر آتا تھا اس موقع
پر ہلال احمر کے ڈاکٹرون نے نہایت سختی اور مستعدی سے صفائی کا انتظام شروع
کیا تھا ان لوگون نے بازار سے تمام دوکاندارون اور خریدارون کو کیمپ کے باہر
میدان مین نکال دیا تھا کیونکہ یہ سب کے سب نہایت کثیف تھے اور سارا بازار غلیظ

کرتے تھے دونون کنوون مین پرمینگنٹ آف پوٹاس کثرت سے ڈلوادیا تھا اور یہ انتظام کر رکھا تھا کہ جسقدر پانی استعمال مین آئے وہ سب جوش دیکر اور چھان کر کام مین لایا جائے کونک کے احاطہ سے اونٹون اور اونٹ والون کا مجمع ہٹادیا گیا تھا اور جسقدر کوڑا جمع ہوگیا تھا سب باہر پھنکوادیا گیا تھا اس انتظام کے بعد کمپ کے اندر حضرت عزرائیل کا گذر موقوف ہوگیا اور جب تک مین ٹھہرا ادھر مین نے غاریان اور عزیزیہ کے اندر اس مرض کی شکایت نہین سنی اس بیماری کا اسقدر جلد شائع ہوجانا اور دفعۃً موقوف ہوجانا تعجب انگیز ہی لیکن خیر جو کچھ ہوا بہتر ہوا ہماری پریشانی رفع ہوگئی ہمارے انتشار کا حال وہی لوگ خوب سمجھ سکتے ہین جو ایسے کمپ مین رہے ہون جہان اہل مشرق کا مجمع ہو اور وبا کے مریضونکو اپنی آنکھ سے دیکھا ہو مین پناہ مانگ کر کہتا ہون کہ ان مریضون کا تشنج استفراغ کی حالت ہونٹھونکی نیلاہٹ اور موت کے قریب کی غشی اور بعد مرنے کے لاشون کا لاپروائی سے دفن کیا جانا خدا کسی کو نہ دکھائے جن لوگون نے دیکھا ہی وہی سمجھ سکتے ہین کہ کیمپ کے اندر ہیضہ کی افواہ دل پر کیا اثر ڈالتی ہی۔

ابتدائے جنگ کا واقعہ ہی کہ جب ایطالیون نے طرابلس پر قبضہ کیا تھا تو انھون نے بعض طرابلسی عربون کو جو سلطانی پولیس وغیرہ مین نوکر تھے ملا لیا تھا اور خود نوکر رکھ لیا تھا میری رائے ہمیشہ سے یہ ہی کہ کسی قوم کو دوسری قوم کے ایسے لوگون سے جو اپنی قوم کے بدخواہ ہون اور اپنے ہی ساتھیون سے دغابازی کرین کبھی کام نہ لینا چاہیے اور مین نے اس طریقہ کو ہمیشہ مذموم اور خلاف ایمانداری خیال کیا ہی حالانکہ ٹرانسوال کی لڑائی مین ہم لوگون نے یعنی انگریزون نے بھی ایسا ہی کیا تھا وہان ایک جمعیت تھی جسکا نام نیشنل اسکاؤٹس (قومی سراغرسان) رکھا گیا تھا انکو ہم لوگ پانچ شلنگ یعنی تین روپیہ بارہ آنہ فی کس یومیہ دیا کرتے تھے مگر

یہ لوگ کون تھے وہی کمینے دغا باز جو اپنے ملک اور اپنی قوم سے پھر گئے تھے اور جب
انکی قوم پر وقت پڑا تو دشمن بن گئے تھے لہذا ان بدمعاشون کی باضابطہ فوج قائم کرنا
ہرگز مستحسن فعل خیال نہین کیا جا سکتا۔ مجھے کہتے ہوے شرم آتی ہی کہ میرے ایسے
ملک کی جرار فوج نے اس امر کو گوارہ کیا کہ ایسے لالچی اور دغا بازون سے مدد لی
عزید بران محض پردہ پوشی کے لیے اُنکا نام نیشنل اسکاؤٹس رکھا۔ الغرض کرسمس کے
دن یہ دلچسپ واقعہ ظہور مین آیا کہ چند ترکی گشت کے سپاہیون نے عین نارہ کے
قریب نہایت ہوشیاری کے ساتھ دفعۃً پہونچکر تین نفر ایطالی جاسوسون کو گرفتار کر لیا
جب ان لوگون کو اپنے گھر جانے کا حال معلوم ہوا تو مقابلہ کے لیے تیار ہو گئے
ایک اُن مین سے جو ایطالی تھا وہین کام آگیا اور بقیہ دو قید کر کے عزیزیہ بھیجدیے
گئے جب عزیزیہ پہونچے تو تحقیقات سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ حکومت عثمانیہ کے زمانہ
مین طرابلس کے اندر پولیس مین ملازم تھے بلکہ جسوقت وہ گرفتار کیے گئے تھے وہ ترکی
نیلے رنگ کی وردی بھی پہنے ہوے تھے صرف فرق یہ تھا کہ کوٹ کے گلے مین بجاے
ترکی نشانات کے ایطالی حروف ٹکے ہوے تھے جب نشاط بے کے کمرہ مین فوجی
عدالت نے اجلاس کیا تو یہ قیدی پشت کی طرف ہاتھ باندھکر سامنے لائے گئے ان
لوگون کے جرم مین شبہہ ہی کیا تھا مگر ضابطہ کی کارروائی کرنے کے بعد پھانسی کی سزا
سنا دی گئی قبل حکم سنانے کے سپہ سالار نے اُن سے پوچھا کہ "تم نے اپنے مالک کے
ساتھ بدعہدی کیون کی اور اپنی قسم جو تم نے سلطان المعظم کے ساتھ وفادار رہنے کی
کھائی تھی کیون توڑدی" اُن مین سے جو شخص کہ مسن تھا اُسنے جواب دیا کہ "مین نے اپنے
اور اپنے بال بچون کا پیٹ پالنے کے لیے ایسا کیا تھا" مگر بعد کو شہادت سے معلوم
ہوا کہ ان لوگون کو ایطالی وہی تنخواہ دیتے تھے جو ترکون کے یہان سے ملتی تھی لہذا
یہ عذر بالکل مہمل تھا دوسرے شخص نے جو سن مین ذرا کم تھا جواب دیا کہ "مجھے کچھ کہنا نہین ہے

مین اپنے جرم کا اقرار کرتا ہون اور خود کو عدالت کے رحم پر چھوڑتا ہون باقی اپنے گناہ کے واسطے اللہ سے دعا کرتا ہون کہ وہ میری مغفرت کرے" دونون قیدیون نے نہایت استقلال کے ساتھ تمام کارروائی دیکھی اور کسی قسم کی پریشانی یا ہراس ظاہر نہ ہونے دیا جب مقدمہ شروع ہوا تو نوجوان شخص نے ایک سگرٹ مانگا اور جب مقدمہ ختم ہوا سزاے موت بھی سنادی گئی اُسوقت تک نہایت اطمینان کے ساتھ سگرٹ پیتا رہا اُسی رات کو دونون قیدی ترکی فوج مین بھیجدیے گئے اور دوسرے روز صبح کو سات بجے دونون ایک شخص صنعت بنی آدم مین اور دوسرا فندق بنی غشیر مین کھجورون کے درختون مین پھانسی پر لٹکا دیے گئے یہ اسوجہ سے کیا گیا تاکہ اورون کو عبرت ہو کہ ایسی نازک حالت مین اپنے بادشاہ اپنے مذہب اور اپنی قوم کے ساتھ دغابازی کرنے کا یا دوسرون کے جال مین پھنسکر اُس جانب مائل ہونے کا یہ نتیجہ ہی۔

سب سے بڑا دشمن ملک اور دغاباز بے ایمان حسونا پاشا ہی یہ شخص مذہبًا مسلمان ترکی النسل اور حکومت عثمانیہ کا ملازم تھا اس دغاباز نے یہ کوشش کی تھی کہ اپنے بیٹے کو جو ترکی فوج مین افسر ہی اپنی طرف ملالے مگر اُسکو کامیابی نہین ہوئی۔ یہ نوجوان افسر طرابلس کو خالی کرکے صحرا کی طرف چلا گیا اور بہادر و سچے سپاہیون کی طرح اپنے ساتھیون کے دوش بدوش لڑتا رہا اس شخص نے حضرت سلطان المعظم کا حق نمک ادا کر دیا اور نہایت افسوس کا مقام ہی کہ بیوقت موت نے اُسے کم سنی کے عالم مین دنیا سے اُٹھالیا چند روز ہوے کہ بخار مین مبتلا ہوکر غاریان کے مقام پر راہی ملک عدم ہوا۔

باب ششم

واپسی

جب مین غاریان سے لوٹ کر عزیزیہ پہونچا ہون تو مسٹر آسلر اور ٹلیم سے ملاقات نہین ہوئی معلوم ہوا کہ دونون آدمی فندق بنی عشیر گئے ہین سینپگز رائٹ صاحب کو کیمپ مین موجود پایا مگر وہ بیچارے سخت پیچش مین مبتلا ہو گئے تھے جب مین پہونچا ہون تو کسی قدر افاقہ ہو چلا تھا۔ بیماری کے زمانہ مین اُنکے وفادار نوکر یعنی سلیم نے بڑی خدمت کی تھی زیادہ آرام اُنکو اُس نفیس خیمہ کی وجہ سے ملی تھی جو موسی بے نے عنایت کیا تھا۔ گو اُنھین افاقہ ہو چلا تھا اور بڑا خیمہ بھی اُنکے پاس تھا مگر مین نے صلاح دی کہ میری ہمراہی مین عزیزیہ سے روانہ ہو جائین جب مین نے اصرار کرنا شروع کیا تو معلوم ہوا کہ وہ بھی ٹیونس جانے کا ارادہ کر چکے تھے۔ میرا مقصد یہ تھا کہ وہان جانے سے آب و ہوا بدل جائیگی آرام ملیگا اور علاج بھی باطمینان ہو سکیگا نیز جیسا کہ اُنکا خیال تھا کہ دیگر ضروریات مثل پارچہ و سامان خور و نوش وغیرہ فراہم کر کے عثمانی کیمپ واپس آ سکینگے۔ سینپگز رائٹ صاحب کا ارادہ معلوم کر کے مجھے بہت خوشی ہوئی کیونکہ خیال ہوا کہ اُنکی ہمراہی کی وجہ سے بہت دل بہلیگا۔ سینپگز رائٹ کو اس خبیث مرض نے بہت ضعیف کر دیا تھا تاہم وہ بڑی ہمت سے کام لیتے تھے اور ضعف کی پروا نہین کرتے تھے مگر مین نے مستقل ارادہ کر لیا تھا کہ اُنکو یہان سے ضرور ہٹا دینا چاہیے کیونکہ عزیزیہ کی غبار آلود ہوا کی بہ نسبت جس مین مختلف امراض کا مادہ بھی موجود رہتا تھا صحرا کی صاف ہوا اور کھلا ہوا میدان صحت کے لیے نہایت مفید ہوگا۔

سینپگز رائٹ کے ایک دوست یعنی شیخ بروینی کی مہربانی اور کوشش سے

مجھے ایک اونٹ بہت سستا یعنی تقریباً ۵ پر عزیزیہ سے بنی غردان پہونچانے کے
لیے مل گیا دوسرا اونٹ مریض کے واسطے کیا گیا جس پر اس طریقہ سے بستر لگا دیا گیا کہ
لیٹنے مین آرام ملے غرض ان انتظامات سے فراغت کے بعد دیگر موانعات کی وجہ سے
ہم تقریباً ۲ بجے روانہ ہوسکے۔ روانگی کے پہلے مین فتحی بک سے رخصت ہونے کو
کونک کی طرف گیا لیکن وہان فتحی بک کو بخار مین مبتلا دیکھ کر بہت افسوس ہوا مجھے اس
افسر سے جدا ہونے کا بہت قلق تھا جو اپنے صفات کی وجہ سے اپنی نظیر نہین رکھتا اور
اپنے ملک کے ساتھ ایسی وفاداری وجان نثاری کر رہا ہی اور ایسی بیش بہا خدمتین
انجام دے رہا ہی جنکا اعتراف اُسکے ہم قوم اسوقت بھی کرتے ہین اور امید ہی کہ آئندہ
بھی شکرگذار رہینگے۔ ہلال احمر کے ڈاکٹرون سے مین نے فتحی بک کا حال پوچھا تو معلوم ہوا
کہ معمولی بخار ہی کسی قسم کا اندیشہ و علامات طوالت مرض کے نہین ہین یہ سن کر کسی قدر
اطمینان ہوا مجھے امید ہی کہ خدا کے فضل سے وہ بہت جلد صحت یاب ہو جائیگا۔ گو اطالی
اُنکے مرنے کی جھوٹی و بے سروپا خبرین کئی بار اُڑا چکے ہین۔ میرے خیال مین بخار شدت
آجانے کی وجہ اور بھی ہی میرے دوست فتحی بک کو چند روز سے بڑی فکر اور پریشانی
لاحق تھی یعنی جب سے اُنھون نے سنا تھا کہ فرانسیسی حکام نے محض عداوتاً ایک
بہت بڑے قافلہ کو روک رکھا ہی جسپر آٹا طرابلس کے غیر فوجی باشندون کے لیے آرہا
تھا۔ غرض فتحی بے بہت منتشر تھے لیکن جیسا کہ آگے بیان ہوگا چند روز کے بعد ہم نے
اس قافلہ کے متعلق اُنکا اطمینان کر دیا۔ تعجب یہ ہی کہ فتحی بک نے باوجود کثرت کار
اور طرح طرح کے افکارات کے و مزید برآن حالت مرض کے میرے آرام کا خیال رکھا اور میری
سواری کے لیے ایک گھوڑا عزیزیہ سے زوارہ تک پہونچانے کے واسطے عنایت کیا
علاوہ اسکے یہ بھی ہدایت کی کہ مسٹر گیز لووٹ جو ہمارے قافلہ کے ہمراہ جانا چاہتے تھے
اُنکو ہم لوگون سے طاہر بے ملائین۔ میرے خیال مین اگر فتحی بک کی جگہ کوئی دوسرا

شخص ہوتا تو اُسکو ان انتظامات کی طرف خیال کرنے کا بھی وقت نہ ملتا مسٹر گیز ٹوو ڈٹ
کی ملاقات سے ہمین بہت مسرت ہوئی اُنکی وجہ سے ہمارا تمام سفر نہایت دلچسپی کے ساتھ
گذرا یہ شخص پوش زبان کا بہت زبردست عالم تھا اور اپنی ایک تصنیف کی وجہ سے
جو اُسنے اسلام کے متعلق لکھی تھی بہت مشہور ہوگیا تھا۔ شاید یہ بات معدودے چند لوگونکو
معلوم ہوگی کہ ولنہ وغیرہ واقع پولینڈ مین تقریبًا ایک لاکھ مسلمان آباد ہین۔ گیز ٹوو ڈٹ
بھی مسلمان تھا اسلامی نام سیف الدین ہی اس شخص کو پولینڈ کے مسلمانون سے
بہت محبت ہی اور اُنکا ذکر بہت جوش کے ساتھ کرتا ہی کہتا تھا کہ ممالک مغرب مین پولینڈ
کی اسلامی آبادی گویا اسلامی عظمت کا ہراول ہی مسلمان پہلے پہل سنہ ۱۳۱۰ء مین کرائمیا
سے جاکر پولینڈ مین آباد ہوے تھے بعد ازان اور بہت سے لوگ ترک وطن کرکے بوجہ
اُن خانہ جنگیونکے جوکہ چھوٹے چھوٹے فرمانروائون کے درمیان ہوا کرتی تھین مغرب کی جانب
چلے گئے تھے اور پولینڈ مین آباد ہوگئے تھے اہل پولینڈ نے ان لوگون کو بہت کشادہ پیشانی
کے ساتھ اپنے ملک مین رہنے کی جگہ دی تھی اور اس معاوضہ مین اُن لوگون نے
ملک پولینڈ کی حمایت مین جنگ کرنے کا وعدہ کیا تھا اس عہد و پیمان کا نتیجہ ہمیشہ خوشگوار
نکلا اور فریقین مین سے ایک کو بھی شکایت کا موقع نہ ملا چنانچہ مسلمانون نے اپنے
نئے وطن کی خدمت جی کھول کر انجام دی اور اپنے نئے ہم وطنون کے ساتھ نہایت
محبت و تپاک سے زندگی بسر کی۔ اہل پولینڈ نے مسلمانون کے معزز خاندانون کو
اپنے امرا کے زمرہ مین شامل کرلیا اور اس امر کو ثابت کرنے کے لیے کہ اہل پولینڈ اُنکے
قیام کو مستقل رکھنا چاہتے ہین نہ کہ عارضی اپنے صرف سے مسجدین تیار کرادین جن مین سے
پچاس مسجدین اسوقت بھی مختلف مقامات مین ملک پولینڈ کے اندر موجود ہین۔ نیز
پولینڈ کے عیسائیون نے عثمانی فوج مین ملازمتین کرلین چنانچہ کرائمیا کی لڑائی مین
سلطانی فوج کے اندر دو رسالے قاسکون کے اور دو پلٹنین پولینڈ کے عیسائیونکی شامل تھین

جنکا خاص نشان یہ تھا کہ اُنکے جھنڈون پر ہلال کے ساتھ صلیب بھی بنی ہوتی تھی۔ یہ
رسالے اور پلٹنین ۱۸۷۸ء تک سلطانی فوج کا ایک جزو رہین لیکن روسیون کو ناگوار ہوا
اسوجہ سے سلطان عبد الحمید خان پر زور ڈال کر سنہ مذکور کی جنگ کے پہلے موقوف کرادیا
ولنہ کے مسلمان اور عیسائی نہایت دوستانہ زندگی بسر کرتے ہین چنانچہ مسلمانونکی عورتین
عیسائیون کے یہان ہر حالت مین شرکت کرتی ہین اور میل جول رکھتی ہین۔ نیز مسلمانو
کے بچون کے عیسائی نام بھی مثل پیٹر اور پال کے رکھے جاتے ہین۔ اہل پولینڈ مین
دستور ہی کہ جب دو آدمی ملتے ہین تو حسب رواج اہل اسلام "السلام علیکم" کہتے ہین
جسکا جواب یہ ہوتا ہی کہ "یسوع مسیح تم کو ہمیشہ سلامت رکھین" اگر کوئی مسلمان کسی
عیسائی دوست سے ملتا ہی تو وہ عیسائیون کا سلام استعمال کرتا ہی اور اگر اُسے کسی
مسلمان کو جواب سلام دینا ہوتا ہی تو وہ بجائے "یسوع مسیح" کے لفظ "ہمارے پیغمبر
علیہ السلام" استعمال کرتا ہی۔ کسی سچے مسلمان کو حضرت عیسی کا نام تعظیم سے لینے مین
یا اُنکا ادب کرنے مین تامل نہین ہوسکتا کیونکہ مسلمانون کے پیغمبر علیہ السلام نے
حضرت عیسی کی خود بہت تعظیم و تکریم کی ہی اور فرمایا ہی کہ "حضرت عیسی روح اللہ ہین"
عیسائیون کی عادت ہی کہ مذہب اسلام کے متعلق بہت ہی معمولی واقفیت حاصل
کرنے کے بعد یا ایک آدھ آیت قرآن مجید کی پڑھنے کے بعد حورون اور رسم ازدواج
کی بابت فضول گوئیان کرنے لگتے ہین مثلاً ترکون کے متعلق یہ کہنا کہ "وہ لوگ مذہبی
تعصب سے غیر مذہب والون پر ظلم کرتے ہین اور اُنکا اعتقاد ہی کہ غیر مذہب کے لوگونپر
ظلم کرنا روا ہی" محض افترا ہی یا اسلام کی بابت یہ کہنا کہ "اس مذہب کا اصل اصول دوسرون
کو ستانا اور اُنپر جبر کرنا ہی" محض جھوٹ ہی اور تاریخی واقعات کے خلاف ہی کیونکہ قرآن
پاک کی تعلیم کا منشا بجائے سختی کے دیگر مذاہب کے ساتھ انتہائے نرمی برتنا ہی
اور یہ عیسوی مذہب کی بہ نسبت خواہ کیتھولک فرقہ کی ہو یا پراٹسٹنٹ کی بدرجہا

افضل و اعلیٰ ہی چنانچہ مثالاً یہودیون کی حالت پیش کی جاتی ہی کہ حکومت عثمانیہ کے اندر اُنپر کبھی ایسے شرمناک مظالم اور اُنکے ساتھ کبھی ایسی سفاکی نہین برتی گئی جیسی کہ عیسائی ممالک مین ان بیچارون کے ساتھ کیا گیا مظالم آرمنیا جو سلطان عبدالحمید خان کے مردہ دور کی بدترین یادگار ہین اور جن پر مین نے ہر روشن خیال ترک کو افسوس کرتے دیکھا ہی اُنکی بنا بھی مذہبی عناد یا مذہبی تعصب نہ تھا کیونکہ یونانی شامی اور دیگر عیسائی قومین جو آرمینون کے ساتھ آباد تھین ان مظالم سے بالکل محفوظ رہین انسان کے دل مین پیغمبر آخرالزمان کی عظمت اُس وقت زیادہ بڑھ جاتی ہی جبکہ قرآن پاک کی تعلیم کا مقابلہ جس مین مساوات اور آزادی کی روح پھونکی گئی ہو اُسی زمانہ کی یا زمانۂ مابعد کی عیسائیت کے ساتھ کیا جائے حقیقت مین انسان کو حیرت ہوتی ہی کہ آنحضرت نے اس زمانہ مین کیونکر ان خیالات کی بناڈالی بہت زمانہ سے اسوقت تک یہ دستور چلا آتا ہی کہ بیرا (محلہ قسطنطنیہ) کے اندر جسوقت حضرت مریم وغیرہ کی مورتین عیسائی اپنے تہوارون کے روز جلوس کے ساتھ نکالتے ہین تو ترکی فوج فوجی طریقہ سے سلامی دیتی ہی یہ فعل محض اخلاقاً کیا جاتا ہی مگر درحقیقت احکام قرآنی کے خلاف ہی کیونکہ کسی تصویر یا مورت کی حرمت کرنا بت پرستی کے زمرہ مین آجاتا ہی پس قطعاً حرام ہی لیکن بمقابلہ اس واقعہ کے مین اپنے روشن خیال اور مہذب ملک کی حالت بیان کرتا ہون کہ چند سال ہوے جبکہ عیسائیون کے ایک فرقہ نے عیسائی سلطنت کے پایۂ تخت کے اندر ایک مذہبی جلوس نکالنا چاہا تھا اور ایک عیسائی حکومت یعنی ہماری گورنمنٹ نے اُسکا نکلنا روک دیا تھا باوجود ان حرکات کے ہمارا حال یہ ہی کہ ہم غیر مذہب والون کو ظالم اور جابر بتاتے ہین میرے نزدیک دوسرونکا تنکا دیکھنے کے پہلے اپنی آنکھ کا شہتیر نکالنا چاہیے۔

سفر کی تمام کلفت مسٹر گیز ٹو وٹ کی ہمراہی کی وجہ سے جاتی رہی مجھے اُنکا طریقہ اپنے ملک کے مشاہیر پر فخر کرنے کا بہت پسند آیا اور معلوم ہوا کہ اُنکے معلومات بہت وسیع ہین اور وہ ہمہ دان شخص ہین خصوصًا موسیقی مین بڑی دستگاہ رکھتے ہین یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ اپنی تمام قابلیت ٹرکی کے موجودہ دور کی ترتیب اور برسون سے اُسکے متعلق تدابیر مین صرف کرتے رہے اور تمام ملک مین گشت لگا کر بذریعۂ وعظ و پند و نصیحت لوگون کو اپنا ہم خیال بناتے رہے۔

ہمارا واپسی کا سفر عجیب پریشانی سے شروع ہوا کیونکہ سنیگز رائٹ کو سوار کرا کے مین گیز ٹو وٹ کے ساتھ گھوڑون کا دانہ خریدنے ٹھہر گیا۔ اس درمیان مین سنیگز رائٹ کا اونٹ آگے بڑھ گیا اور راستہ بھول کر ایک جانب جنگل مین چلا گیا زائد تر پریشانی اسوجہ سے تھی کہ بجز اونٹ والون یا نوکر کے اور کوئی حفاظت کے لیے ساتھ نہ تھا الغرض ہم بیر طرین جو ہمارا پرانا ٹھہرنے کا مقام تھا پہونچکر ٹھہر گئے مگر خیریت یہ ہوئی کہ دو گھنٹہ کے بعد سنیگز رائٹ صحیح و سلامت آگئے اس عرصہ مین مین نے اُنکے لیے ایک بوتل بکری کا دودھ رکھا تھا جو اُنکے واسطے نہایت مناسب غذا تھی۔ مین نے اپنے تمام قیام مین اس مرتبہ تازہ دودھ کی شکل دیکھی ایک عجیب لطیفہ یہ ہوا کہ مین نے ایک عرب کو گیز ٹو وٹ کے بستر کی جانب لیٹنے کی غرض سے جاتے ہوے دیکھا مین نے ذرا سختی کے ساتھ ممانعت کی اور اُس عرب سے باہر جا کر سونے کو کہا لیکن بعد کو معلوم ہوا کہ وہ عرب حقیقت مین ہمارا دوست گیز ٹو وٹ تھا جسنے ایک عربی عبا اُسوقت پہن لی تھی جب یہ معلوم ہوا تو مجھے بہت شرمندگی ہوئی مگر میرے نزدیک سردی مین شام کے وقت یہ عبا بہت آرام دہ ہی ہمارے قافلہ مین اور لوگ بھی تھے منجملہ اُنکے دو شخص ٹیونس کے رہنے والے اور ایک فازان کا مدرس تھا جو استنبول واپس جا رہا تھا یہ مدرس صاحب کارتوسون کی پیٹی گلے مین ڈالے ہوے تھے اور بار بار

اپنی ماؤزر بندوق چھوٹی چڑیون پر خالی کرتے جاتے تھے لیکن مین نے ایک کو بھی گرتے ہوے نہین دیکھا تاہم وہ پہرہ کا کام بخوبی دیسکتا تھا کیونکہ خواہ مخواہ بندوق چلانے سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ اس مین سپاہیون کی ایسی پھرتی اور مستعدی ہے الغرض ہم سہ پہر کو زاویہ پہونچے اس جگہہ کا قائم مقام (افسر یا حاکم ضلع) ایک عربی النسل شخص تھا جسنے مجھے بہت عزت اور احترام سے لیا حتی کہ اپنے پاس مجھے اجلاس پر بٹھایا اُسوقت اجلاس ہو رہا تھا اور بہت سے اہل مقدمہ جمع تھے اس عدالت کو دیکھ کر مجھے خیال آیا کہ گذشتہ سیشن مین آکسفورڈ کے مقام پر جب مین نے بحیثیت مجسٹریٹ کے اجلاس کیا تھا تو عدالت مین کس قدر قاعدہ کی پابندی تھی اور کیسا رعب و داب اور خاموشی برستی تھی برخلاف اس عدالت کے کہ جہان چیخ و پکار اور رل چل کی وجہ سے منڈی کا سماں نظر آتا تھا مین نے دیکھا کہ جب کسی مقدمہ کی پکار ہوتی تھی تو جج سے لیکر اہل مقدمہ اور پولیس کے سپاہی تک سب نہایت آواز سے باتین کرتے تھے میری سمجھ مین نہین آیا کہ خدا معلوم کیونکر قائم مقام نے مقدمہ کو سمجھا اور کیونکر فیصلہ سنایا مین دیکھتا رہا کہ دفعتاً ایکبار اُسنے اپنی تجویز سنا کر سزا کا حکم سنا دیا اور قیدی سے لیکر تمام حاضرین عدالت کا حکم سن کر مطمئن ہو گئے اور ایک جیل کے سپاہی نے جسکے پاس ایک بڑی کنجی تھی قیدی کو پکڑ لیا اور اپنے ساتھ لیے چلا گیا گھنٹہ بھر یہ تماشا اور ہمشت مُشت دیکھنے کے بعد مین نے عدالت سے معافی چاہی اور اُٹھ کر بازار کی طرف چلا آیا تا کہ میدان کی تازی ہوا سے کچھ تفریح حاصل ہو یہان محمد بے کے جو صنعت بنی آدم مین رسالۂ فوج کے افسر ہین آجانے سے بہت خوشی ہوئی ہم دونون آدمی فوراً ایک چھوٹے قہوہ خانہ مین قہوہ پینے چلے گئے مین نے دیکھا کہ قہوہ خانہ مین شاہ ایڈورڈ ہفتم کی تصویر لگی ہوئی تھی محمد بے کو مین نے بہت بشاش پایا اُسنے اپنے بھائی کا خط مجھے دکھایا جو بنغازی مین انور بے کے ساتھ

لڑ رہا ہی اس خط مین لکھا تھا کہ ایطالیون پر ایک حملہ اُنکی ماتحت فوج نے کیا جس مین
بہت سے ایطالی مارے گئے اور ایک سو نفر کے قریب قید کر لیے گئے چنانچہ
اس کامیابی حاصل کرنے کے انعام مین سلطان المعظم نے ترقی دیکر محمد بے کے
بھائی کو بمباشی یعنی میجر کا عہدہ عطا فرمایا ہی کافی وغیرہ پینے کے بعد محمد بے نے
واپسی کی تیاری کی اور اپنے ہمراہ لیجانے کو کھجورون کا خوشہ عارف بے کے دکھانے
کے لیے منگوایا کیونکہ عارف بے نے پھلا ہوا کھجور کا درخت کبھی نہین دیکھا تھا
جب خوشہ آگیا تو محمد بے نے بچون کی طرح اُسکے ساتھ کھیلنا شروع کیا اور اُن دو آدمیون
کا قصہ جنکو پھانسی دیگئی تھی بیان کرتا رہا۔

زاویہ مین ہمارے قیام کے واسطے ایک کمرہ جو بہت عمدہ موقع پر تھا
اور نہایت آرام دہ تھا تجویز کیا گیا تھا مگر تین جرمن افسرون کے دفعتًہ آجانے سے
لطف تنہائی جاتا رہا غنیمت یہ ہوا کہ یہ تینون آدمی خوش مزاج اور ملنسار تھے۔
یہ تینون افسر پوری فوجی وردی پہنے تھے اس سبب سے مین نے اُن سے سوال کیا
کہ محکمۂ جنگ سے طرابلس کے اندر لڑائی کے زمانہ مین آنے کی اُنکو کیونکر اجازت
ملی کیونکہ فوجی افسرون کو جو بحالت ملازمت ہون ایسے ملک مین جہان لڑائی جاری
ہو بحیثیت نامہ نگارون کے کام کرنے کی اجازت نہین دی جاتی مگر کوئی تشفی بخش
جواب نہ ملا بلکہ اُنھون نے بلا تضع اقبال کرلیا کہ وہ ظاہر مین نامہ نگار بنے ہوے ہین
مین نے یہ بھی غور کیا کہ ترکون کو اُنکا آنا اچھا نہ معلوم ہوا بلکہ سب لوگ ان افسرون کو
مشتبہ نظرون سے دیکھتے تھے اور یقین رکھتے تھے کہ یہ لوگ محض جاسوسی کی غرض سے
طرابلس آئے ہین تاکہ اس بات کا اندازہ کرین کہ ملک مین حفاظت کا کیا انتظام ہی اور
ترکون مین کسقدر مدافعت کی قوت ہی اور ان سب امور کی تحقیقات کرنے کے بعد
اپنے ملک واپس جاکر کل حالات کی رپورٹ پیش کرین۔ میری راے یہ ہی کہ ان افسرونکو

جرمن حکومت نے اپنے ایما سے بھیجا ہی تاکہ میدان جنگ کے صحیح حالات معلوم ہو جائین کیونکہ آجکل جرمن حکومت کو اس بات کی ٹہری ہی کہ کسی صورت سے ترکونکو رضامند کرلے۔ جرمن والون کی طرف سے اس زمانہ مین بعض امور ایسے پیش آئے ہین جو ممکن ہی کہ اس کارروائی کی بنا ہون یعنی اولاً انھون نے ابتداے جنگ کے وقت عین موقع پر ترکون کی مدد سے چشم پوشی کی دوم یہ کہ بعد اعلان جنگ حکومت عثمانیہ کے اندر ایطالی رعایا وحقوق کی حفاظت کا بیڑا اُٹھایا جنکے باعث سے ترکون واہل جرمن کے درمیان وہ صفائی باقی نہین رہی جو کسی زمانہ مین تھی۔

جب ہم پہلی بار زاویہ مین آئے ہین تو پچھم والی سڑک سے رات گئے بستی کے اندر داخل ہوے تھے اور بوجہ اونٹون کی آہستہ روی کے بہت خستہ وپریشان تھے لیکن اس مرتبہ جب ہم زاویہ سے چلے ہین تو صبح کا وقت تھا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی اور ہم اُسی سڑک پر اونچے اونچے تاڑ کے درختون کے اندر ہوتے ہوے جو اُس مرتبہ چاندنی مین بھی بہت بھلے معلوم ہوتے تھے روانہ ہوے ہم نے دیکھا کہ بعض عرب تاڑ کے درختون مین جا بجا نشانات لگاکر تاڑی نکال رہے تھے ہم ٹھہر گئے اور تھوڑی سی تاڑی خریدی کیونکہ تازی تاڑی محض درخت کا دودھ ہوتی ہی اسوجہ سے پینے مین نہایت شیرین ہوتی ہی اور فرحت بخشتی ہی اس دودھ مین بہت جلد جوش آجاتا ہی اور نشہ پیدا ہوجاتا ہی میرے نزدیک انگریزون کو بعد نشہ آجانے کے تاڑی زیادہ مزے کی معلوم ہوگی مگر مجھے تازہ رس مین بہت لطف آیا طرابلس کے عرب تاڑی بہت کثرت سے پیتے ہین اور اُسکے بہت شائق ہین مگر میرے خیال مین تاڑی بھی اُنکے یہان حرام ہی گو قرآن پاک مین بالتصریح تاڑی کی ممانعت نہین کی گئی ہی مگر معناً اُسکی حرمت ضرور ثابت ہی ترکون مین طبقہ امرا کا حال بھی یہی ہی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ حرمت شراب کے حکم سے کسی کو واقفیت نہین ہی مگر متوسط درجہ کے لوگ اور غربا عموماً شراب سے پرہیز کرتے

ہین چنانچہ مجھے ایک واقعہ یاد آیا یعنی جبکہ کریٹ مین دول عظمی کے متفقہ بیڑے نے ترکی قلعہ مسمار کردیے تھے تو مین نے وہان جاکر دیکھا کہ ایک ترک سپاہی ردیف فوج کا ران مین زخم آجانے سے پڑا ہوا ہی اور پانی مانگ رہا ہی میرے پاس تھوڑی سی کریٹ کی بنی ہوئی شراب تھی جو مین نے اُسکو بلا سوچے سمجھے پینے کے لیے دیدی یہ شخص اسقدر پیاسا تھا کہ اُسنے بیتاب ہوکر میرے ہاتھ سے کٹورا لیلیا لیکن جب بو معلوم ہوئی تو مجھے فوراً واپس کردیا تھوڑی دیر کے بعد مین اُسکے واسطے پانی لے آیا جسے نہایت اضطراب کے ساتھ ڈگڈگا کر پی گیا۔

زاویہ سے اُٹھ کر ہم نے غزیلات کا راستہ لیا اور سمندر کے کنارے کنارے راہ طی کرنے لگے بعض اوقات لہرون کی آوازین ہم تک پہونچتی تھین جنکے سننے سے طبیعت مین شگفتگی معلوم ہوتی تھی میرا بے اختیار جی چاہتا تھا کہ اگر وقت ہوتا تو مین دریا کے اندر جاکر نہاتا اور تھوڑی دیر پیرنے کا لطف اُٹھاتا ایک جگہ گیز گھوڑے سے ندر ہا گیا اور وہ ساحل کی جانب دوڑتا ہوا چلا گیا اور جلدی جلدی پانی مین نہانے لگا اس مرتبہ راستہ مین نئی بات یہ دیکھی کہ یکایک ایک خرگوش میرے پیر کے نیچے سے نکل گیا اور نہایت تیزی کے ساتھ کودتا ہوا ایک جانب چلدیا طرابلس کے اندر چونکہ جانور کم ہین اسوجہ سے خرگوش کی ذقند بہت اچھی معلوم ہوئی راستہ مین پھولدار درختون کی بہت کثرت تھی اور سب مین کلیان آگئی تھین اور ان جھاڑیون مین بڑے بڑے پتے نمودار ہوگئے تھے جنکی شکل کروٹن کے پتون سے ملتی تھی مین نے دیکھا کہ صحرا کے اندر جابجا سرخ پھولون کے تختے لگے ہوے تھے جنکا منظر بہت ہی دلفریب معلوم ہوتا تھا۔

طرابلس کے اندر سفر کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ ملک بالکل گمنامی کی حالت مین پڑا ہوا ہی نہ غیر ملکون کے لوگ یہان کے لوگون کو جانتے ہین نہ یہان کے لوگ اور جگہ

کے رہنے والون کے حالات سے واقف ہین چنانچہ مین نے تمام راستہ مین دیکھا کہ
بخلاف ترکون کے جو کسی نئی چیز کے دیکھنے کا اشتیاق کبھی ظاہر نہین کرتے عرب لوگ
ہر گانوٗن اور ہر قریہ مین جہان میرا گذر ہوا میرے گرد جمع ہو گئے اور حالات دریافت
کرنے لگے اور اگر کسی مقام پر لوگون نے بات نہ کی تو محض ہمارے دیکھنے کے لیے اکٹھا
ہو گئے اور ہمارے قافلہ کو دلچسپی اور اشتیاق کے ساتھ دیکھتے رہے جس مقام پر ہمین
دیر تک ٹھہرنے کا اتفاق ہوا وہان باتین کرنے کا خوب موقع ملا اکثر عربون نے باتون
مین ہم سے جوتا طپنچون وغیرہ کی قیمت پوچھی عربون کو روپیہ سے بے انتہا محبت ہی
اگر یہ مسئلہ صحیح ہو کہ زر کل خرابیون کی بنا ہی تو حقیقتاً عربون کی اخلاقی حالت بہت
گری ہوئی ثابت ہو گی کیونکہ عربون کے درمیان ذرا ذرا سی رقمون پر جھگڑا ہوتا رہتا ہی
اونٹ والون کی یہ حالت ہی کہ خفیف رقم کے لیے بھی شکایت کرنے کو تیار ہو جاتے
ہین اور ہمیشہ منزل پر پہونچانے کے بعد کثیر انعام کے امیدوار رہتے ہین اور بہت سختی
سے مطالبہ کرتے ہین چنانچہ مین نے عربون کو دیکھا ہی کہ جب شام کے وقت آگ جلا کر
تاپنے کے واسطے بیٹھتے ہین تو خوب باتین کرتے ہین مگر بجز روپیہ کے کسی چیز کا ذکر
نہین ہوتا ان لوگون کا اوڑھنا بچھونا سونا چاندی روپیہ ہی ہر وقت فرانک پیاسٹر مجیدی
بخشش غرض ہر صورت مین روپیہ روپیہ روپیہ کا ذکر ہوتا ہی اور یہی الفاظ اُنکی زبان
سے سننے مین آتے ہین جنھین سنتے سنتے انسان کی طبیعت عاجز آجاتی ہی جہان
دیکھیے اونٹ والے اپنی مزدوری کی بابت جھگڑ رہے ہین جب سنیے تو گھنٹون
ایک ایک پیسہ پر خواہ مل گیا ہو یا ملنے والا ہو بحث ہوتی رہتی ہی غرض پیسہ اُنکے درمیان
آئے دن کی لڑائیون کی جڑ ہی ایک موقع پر ہمارے اونٹ والون کے درمیان
یہان تک بات بڑھی کہ بندوقین سر ہو گئین یہ جھگڑا ہمارے ہمراہی ٹیونسی عربون سے
ہو رہا تھا اگر گیز ٹوورٹ بیچ مین نہ پڑ جاتا تو زیادہ دور تک نوبت پہونچتی وہ چونکہ خود

مسلمان تھا لہذا عربون کو بہت ڈانٹا اور کہا کہ انکو شرم نہین آتی کہ اُنکے درمیان ایک عیسائی (یعنی مین) موجود ہی جو اُنکا دل سے حامی ہی اور وہ مسلمان ہو کر آپس مین ایک رکیک بات پر لڑتے جھگڑتے ہین اُسنے اشارہ کر کے کہا کہ دو میل کے فاصلہ پر ایطالیون کا جنگی جہاز اُنکو تباہ کرنے کے لیے موجود ہی لیکن اُنکو اب بھی خیال نہین آتا کہ اب وقت آگیا ہی کہ ہر مسلمان آپس مین متفق ہو کر ایک دوسرے کی حمایت کرے گیز ٹووٹ کی تقریر کا بہت اچھا اثر ہوا کیونکہ مین نے دیکھا کہ تھوڑی دیر کے بعد ان لوگون مین صفائی ہو گئی اور ایک جگہہ بیٹھ کر تاڑی پینے اور باتین کرنے لگے۔ عربون کی حالت بالکل اُن بچون کی ایسی ہی جن پر تعلیم کا اثر نہین ہوتا اور وہ ناسمجھ رہتے ہین مگر ایسے بچے کسی کو اچھے نہین معلوم ہوتے گو اُن مین معصومیت کیون نہ ہو۔

اس جنگ کے پہلے طرابلس کا حال کس کو معلوم تھا اور زوارہ ورغدلین نراویہ یا عزیلات کا نام یورپ مین کسنے سنا تھا اور کس کو پرواہ تھی کہ ان مقامات کو آکر اپنی آنکھ سے دیکھے اس مین شبہہ نہین کہ ناواقفیت کی وجہ کسی قدر حکام کی مخالفت بھی تھی کیونکہ ایسا بھی ہوا ہی کہ اگر کوئی شخص قسطنطنیہ سے فرمان حاصل کر کے اس ملک کی سیر کرنے کو آیا ہی جب بھی غیر مسلم ہونے کی وجہ سے اندرون ملک مین سفر کرنا دشوار ہو گیا ہے حکام کی جانب سے ہمیشہ یہ عذر پیش کیا جاتا تھا کہ اندرون ملک مین سواری اور سامان باربرداری کی بہت دقت ہی اور یہ کہ مسافر کی حفاظت بوجہ وحشی عرب قبائل کے بہت دشوار ہی پس اس بنا پر ذمہ داری کرنے سے ہمیشہ انکار کیا جاتا تھا ان عذرات کے کسی قدر صحیح ہونے مین شبہہ نہین مگر اُنکی تہ مین ایک راز بھی پوشیدہ تھا جسکی وجہ سے سیر کی ممانعت تھی قسطنطنیہ اور طرابلس کے حکام ضرور جانتے ہونگے کہ اندرون ملک مین معدنیات کی کانین ہین جنھین وہ خود کھودنے اور کام مین لانے کی قابلیت نہ رکھتے تھے مگر ساتھ ہی یہ بھی خواہش تھی کہ غیر شخص ہاتھ نہ لگائے اٹلی کی سوشلسٹ پارٹی

کی یہ راے ہی کہ یہ تباہ کن اور حماقت آمیز لڑائی ایطالی کے مہاجنون کی لگائی
ہوئی ہی چنانچہ اس فرقہ کے لوگون نے بکثرت آرا جنگ کی مخالفت بھی کی اور اب بھی
کرتے ہین اُنکا بیان ہی کہ اٹلی کے مہاجن اس بات کے انتظار مین تھے کہ اُنھین
ترکی صوبہ کی دولت سمیٹنے کا موقع ہاتھ آجائے پس یہ جنگ اسی غرض سے شروع
کی گئی ہی۔سوشلسٹ کا کیا ذکر ہی مین نے ایک ایطالی سپاہی کو کہتے ہوے سنا کہ
"محض روپیہ کے لالچ مین یہ جنگ کی گئی ہی" اور فتح طرابلس کے متعلق اٹلی مین جو
پرجوش نعرے بلند کیے جاتے ہین اُن مین طمع زر کی بو آتی ہی خلوص نہین ہی۔نیز
اس جنگ کے بانی زیادہ تر کمپنیان قائم کرنے والے مہاجن ہین یا بانکو ڈی رومہ
(روم کا بنک) کے حصہ داران ہین۔

موجودہ جنگ کے علاوہ اور بہت سی جنگین اسی بنا پر ہوئی ہین اس لیے
میرے خیال مین یہ مسئلہ کہ تواریخی واقعات مین توارد ہوتا ہی صحیح ہی لہذا اگر کوئی کتاب
اس مضمون پر لکھی جائے یعنی "جنگ کے ساتھ دولت کا تعلق" تو ایسی کتاب سے بڑے
بڑے پوشیدہ راز ظاہر ہو جائینگے۔قاعدہ ہی کہ جب کثیر دولت کی طمع دامنگیر ہوتی
ہی تو انسان ہر قسم کے حرکات کرنے کو تیار ہو جاتا ہی مثلاً لُٹیرے اور قزاقون کو نیز
مہاجنون کو زر کی طمع دامنگیر ہوتی ہی مگر حصول کا طرز جداگانہ ہی ڈاکو اپنے طریقہ کے
بموجب دوسرے دن کو مار پیٹ کر لیجان لیکر روپیہ حاصل کرتا ہی اور سنگدل مہاجن اپنے
ملک کے سپاہیون سے اسی قسم کا ڈاکہ ڈلواتا ہی۔البتہ دونون مین صرف اتنا فرق ہی کہ
ایک گروہ اپنے ہاتھ سے قتل وغارت کا کام کرتا ہی اور دوسرا گروہ سپاہیون کے ذریعہ
سے حرص وطمع کی آگ بجھاتا ہی۔یہ تجارت اور مہاجنی پیشہ لوگ ایسے سنگدل ہوتے
ہین کہ اُنکو عورتون کے بیوہ ہونے بچون کے یتیم بن جانے اور آدمیون کی جانین
ضائع ہونے کی کچھ پرواہ نہین ہوتی انھین ذرہ برابر لوگون کی بیماری یا جنگ کے

تکلیفات اور نقصانات کی طرف بلحاظ اپنی آئندہ منفعت کے خیال نہین ہوتا ہمین
اسپنے یہان کا تجربہ ہی کہ ٹرانسوال کی لڑائی مین بیس ہزار سپاہیون کی جانین صنائع
ہوئین اور بوئرون کی طرف ہزارون مرد عورتین اور بچے میدان جنگ اور اسپتالون
مین یا کمپون کے اندر مرگئے سیکڑون مکانات اور کھیتیان تباہ کردی گئین جسکی وجہ سے
بوئرون اور انگریزون کے درمیان باوجود ہماری گورنمنٹ کی کوششون کے
سخت دشمنی پیدا ہوگئی تھی اور اب بھی ہی لیکن اُن مہاجنون پر جنھون نے اس لڑائی
کی بنا ڈالی تھی کچھ اثر نہین ہوا۔

واپسی کے وقت ہم نے رغدلین چھوڑ دیا اس سبب سے ہمین ترکون اور
عربون کے درمیان تمیز کرنے کا نیا موقع ہاتھ آیا مین نے اپنے تمام سفر مین کسی ترک
سپاہی کو انعام مانگتے ہوے نہین دیکھا اور نہ کبھی اُنکی روش سے ثابت ہوا کہ انعام
کا خیال بھی دل مین آتا ہی اکثر ایسا ہوا کہ بعض سپاہیون نے لوگون کو راستہ بتا دیا
گویہ کام اُنکے سپرد نہ تھا مگر کبھی انعام نہین مانگا۔ لیکن برخلاف ترکون کے
طرابلسی سوار جو حفاظت کے لیے ہمارے ہمراہ تھے بڑے ہی بدمعاش اور چور نکلے
واقعہ یہ ہوا کہ جب ہم چلنے لگے ہین تو چار روز کا دانہ گھوڑون کے لیے خرید لیا تھا۔
میرے گھوڑے کے پٹھے سوجے ہوے تھے لہذا مین نے زدارہ تک اپنے جانور کے
خیال سے زیادہ حصۂ راہ پیادہ طی کیا دنیز میری یہین خواہش تھی کہ میرے اور دیگر ساتھیون
کے گھوڑون کو دانہ دیا جائے اور منزل طی کرنے کی وجہ سے ضرورت بھی تھی مگر مجھے
یقین ہو کہ گھوڑون کو مٹھی بھر بھی دانہ نہین دیا گیا کیونکہ روانگی کے دوسرے روز صبح کے
وقت معلوم ہوا کہ دانہ کا پتہ نہین ہی میری راے مین دانہ چرانے والا ان پولیس کے
سپاہیون کے سوا اور کوئی نہ ہوگا معلوم ہوتا ہی کہ ان بدمعاشون نے کسی عرب کو ٹھہرا
رکھا تھا اور رات کی تاریکی مین اُسکے ہاتھ سارا دانہ فروخت کرڈالا جب مین نے دریافت

گیا تو اُن مین سے ایک سوار نے کہا کہ اُسنے بورہ کا بورہ گھوڑون کو کھلا دیا چونکہ اُسکا بیان بالکل جھوٹ تھا اسوجہ سے مین نے اور گیز ٹوورٹ نے زاویہ پہونچکر محمد بے کو اطلاع کردی جسپر وہ سوار گرفتار کرلیا گیا شاید کوئی زمانہ ایسا آئے جبکہ قومی نااتفاقی دور ہو کر یگانگت اور یکجہتی کا رواج ہو اور مخالفتون کا فیصلہ شمشیر کے ذریعہ سے مہذب دنیا کے اندر واقع ہونا بند ہو جائے اگر حقیقۃً ایسا وقت آئے تو اُس زمانہ کے اخلاقی تعلیم دینے والون اور مصنفون سے میری التجا ہی کہ جب اپنے اسلاف کی بدکاریون اور بے رحمیون کو بُرا ثابت کرنے بیٹھین اور اُنکے اعمال کے خراب نتائج دکھا کر افسوس ظاہر کرین تب جانورون کو نہ بھولین یعنی جہان انسانون کی تکالیف کا ذکر کرین وہان جانورونکی مصیبتین بھی بیان کردین جنکی حالت زمانہ جنگ مین نہایت دردانگیز ہوتی ہی کیونکہ آجکل کی فوج کا جس راہ سے گذر ہوتا ہی تمام راستہ مین مرے ہوے یا قریب المرگ جانور نظر آتے ہین گویہ کہا جا سکتا ہی کہ بوجہ فوجی ضروریات اور مجبوریون کے جانورون پر مصیبت پڑتی ہی جسکا کوئی علاج نہین ہی۔ ٹرانسوال کی لڑائی مین مین نے دیکھا کہ جانورون کی طرح بعض اوقات انسانون پر وہی آفت نازل ہوگئی مثلاً جب بلوفانٹین پر دھاوا ہوا ہی تو بوجہ کمی رسد کے سب کو خوراک کم دی جاتی تھی نتیجہ یہ ہوا تھا کہ انسان اور جانور سب ایک طرح کی مصیبت مین مبتلا ہوگئے تھے بعض موقع ایسا بھی ہوتا ہی کہ جانورون پر زیادہ مصیبت پڑتی ہی جیسا کہ عربون کے درمیان بلاضرورت سختی اور بیدردی برتی جاتی ہی۔

جب ہم زاویہ سے روانہ ہونے والے تھے تو ابر گھرا ہوا تھا اور آسمان پر کالے کالے بادل پھیلے ہوے تھے لہذا احتمال تھا کہ بہت زور کی بارش ہو اس وجہ سے سفیگر رائٹ نے زاویہ مین ایک روز اور قیام کیا مین نے بھی یہی مناسب خیال کیا کیونکہ اُنکے پاس برساتی نہ تھی پس ممکن تھا کہ بھیگنے کی وجہ سے مرض عود کر آتا اور جو کچھ صحت ہو چلی

تھی اُسکا اثر جاتا رہتا سنپگز رائٹ کو قوت آ چلی تھی اس لیے مجھے امید تھی کہ وہ اور اُنکا نوکر بنی غردان مین آملین گے اور ہمین پھر لطف صحبت حاصل ہوگا۔ لیکن افسوس ہی کہ جب مین بنی غردان سے آگے بڑھا ہون اُسوقت تک وہ نہین آئے تھے خدا کرے کہ اسکا سبب طول مرض نہو۔

عجیب بات یہ ہی کہ جتنے ساحلی مقامات طرابلس کے غرب مین واقع ہین ہر مقام پر بالو کے ٹیکرے ضرور پائے جاتے ہین لیکن سب مقامون سے زیادہ عزیلات مین ہین چنانچہ ان ٹیکرون کی وجہ سے مسافرون کو بہت تکلیف ہوتی ہی کیونکہ تمام راستہ طی کرنے کے بعد حالت خستگی و پریشانی مین جب بستی کے قریب ان ٹیلون پر چڑھنا پڑتا ہی اور جانورون کو نرم بالو کے اندر چلانا پڑتا ہی تو انتہا مصیبت معلوم ہوتی ہی خصوصاً جبکہ ہوا چلتی ہو اور ریت اُڑ اُڑکر چہرے پر پڑتی ہو۔ اگر کسی بستی کے قریب ریت اُڑکر آنکھون مین پڑ جائے تو اندیشہ رہتا ہی کہ آبادی کے اندر کی خاک پڑنے سے امراض چشم نہ پیدا ہو جائین کیونکہ بستی کی خاک مین امراض کا مادہ موجود رہتا ہی چنانچہ جنگ سوڈان کے زمانہ مین یہ ہو چکا ہی کہ منھ اور آنکھون کے اندر بالو پڑنے سے امراض پیدا ہو گئے تھے اکثر یہ ہوا کہ حلق کے اندر دانے پڑ گئے۔ اس مرتبہ عزیلات کے مقام پر عجیب لطیفہ ہوا ہمارے قیام کے لیے وہی کمرہ تجویز ہوا جس مین ہم پیشتر ٹھہر چکے تھے یہان پہونچکر ہم نے کھانے کا انتظام شروع کیا آخرش کھانا کھانے کے لیے بیٹھے کہ اتنے مین ایک سپاہی ہاتھ مین کشتی لیے نمودار ہوا جس پر تشتریون مین انڈے بکری کا سالن اور ایک بڑی پلیٹ مین بہت عمدہ پکے ہوے چاول رکھے تھے ہم نے سب چیزین رکھ لین اور بلا لحاظ اس امر کے کہ یہ کھانا کہان سے آیا اور کس نے بھیجا ہی بلا تکلف کھانا شروع کیا ہم لوگ آدھا پیٹ کھا چکے تھے کہ ایک جرمن جسکو ہمارے ساتھیون مین کوئی نہین جانتا تھا

کمرہ کے اندر داخل ہوا اور ہم سب سے ملا اور فرانسیسی زبان مین بغرض تعارف بیان کرنے لگا کہ کسی جرمن اخبار کا نامہ نگار ہی اور مصوری بھی جانتا ہی۔ بعد ازان اُس نے کہا کہ علی فہمی بک ایک ترکی افسر کے ہمراہ یہان آیا ہی اور اُسے آئے ہوے صرف دو گھنٹے گذرے ہین۔ جب وہ یہان پہونچا تھا تو ایک عرب کو سوا روپیہ اس غرض سے دیا تھا کہ کچھ گوشت وجنس وغیرہ خرید کر اُسکے لیے کھانا تیار کرے لیکن اُسوقت سے نہ اس عرب کا پتہ ہی نہ کہین کھانے کی صورت نظر آتی ہی نہ دام واپس ملے ہین۔ کہنے لگا کہ اُسنے مجبور ہوکر کچھ ناشتہ فوجی افسرون کے ہوٹل مین کر لیا ہی لیکن شکم سیر ہوکر نہین کھایا۔ اس کہنے پر مجبوراً اُنہین بلانا پڑا لیکن اُسوقت اپنے ساتھ کسی کو کھلانا اور اس گرما گرم کھانے مین دوسرا شریک پیدا کرنا بہت شاق گذرا اس وجہ سے ہم نے معمولی طریقے سے اپنے نئے میہمان کو بلایا زیادہ اصرار نہین کیا کیونکہ مجھے خیال تھا کہ یہ شخص ناشتہ کھا چکا ہی اور ہم نے اسوقت تک کچھ نہین کھایا ہی۔ علاوہ اس بات کے ایک سبب اور اصرار نہ کرنے کا تھا یعنی یہ کہ کھانے کی مقدار اسقدر کم تھی کہ چار بھوکے آدمیون کے لیے درحالیکہ وہ راہ چل کر آئے ہون بالکل ناکافی تھا لیکن ہمارے مہمان نے معمولی تقریب کو غنیمت جان کر شرکت کر لی اور کھانے سے فارغ ہونے کے بعد ہمارا سب کا بہت شکریہ ادا کیا چلتے وقت بہت اصرار سے مجھے ایک ڈبیہ سگرٹ کی دیگیا۔

دوسرے روز صبح کو میری آنکھ ایک مؤذن کی اذان سے کھل گئی یہ شخص ایسا خوش آواز تھا کہ مین نے آجتک ایسی عمدہ آواز نہ سنی تھی۔ یہان سے روانگی کے پہلے علی فہمی بے ہم سے ملنے آئے یہ شخص عربی النسل ہی اور ترکی اسٹاف افسرون مین صرف یہی عرب قوم کا ہی۔ ترکی فوج مین قاعدہ ہی کہ افسرون کی ایک جمیعت مستقل رہتی ہی یہ شخص بھی اُسی جمیعت کا تھا مجھے تمام ترک افسرون مین اس شخص کے سوا اور کوئی کج خلق

اور لایروا آدمی نہین ملا۔ ہم نے علی فہمی سے کہا کہ ایک پولیس کا سوار زوارہ تک راستہ بتانے کے لیے ہمارے ہمراہ کردیا جائے لیکن وہ ایسا گستاخ تھا کہ اُسنے سردار فوج کو انکار کرنے پر مجبور کیا اور سمجھایا کہ سوار ہمراہ کرنے کی کوئی ضرورت نہین۔ دوسرا واقعہ یہ گذرا کہ گذشترات کو ایک دغا باز عرب سوار نے گیزٹو وٹ سے تین روپیہ کے قریب گھوڑون کا دانہ خریدنیکے واسطے لیے صبحکو معلوم ہوا کہ سوار مع دام غائب ہو گیا ہی اور گھوڑون کو دانہ وغیرہ کچھ نہین ملا ہی۔ ہم نے اس واقعہ کو علی فہمی سے بیان کیا مگر بجاے اسکے کہ وہ اس عرب کا نام اپنی یادداشت مین لکھتا جیسا کہ ایک افسر نے پہلے چور کی بابت کیا تھا وہ اس بات سے بہت مسرور نظر آیا کہ عرب نے گیز ٹووٹ کو لوٹ لیا الغرض علی فہمی کی حرکتین نہایت قابل نفرت تھین اور اُسکا مزاج بہت چڑچڑا ہو رہا تھا۔ چنانچہ اُسکی مزاجی حالت اسی بات سے ظاہر ہوتی ہی کہ اور افسر علی فہمی سے دو مہینہ پہلے میدان جنگ پہونچ گئے تھے اور وہ اب بمشکل تمام آیا تھا یا یون کہنا چاہیے کہ میدان جنگ تک آنے کی تکلیف گوارا فرمائی تھی۔ میرے نزدیک وہ اُسوقت آتا جبکہ وزارت جنگ کی طرف سے فتحی بک والے عہدہ پر اُسکا تقرر عمل مین آتا کیونکہ فتحی بک کے تقرر مین فہمی کے نزدیک یہ سقم ہوگا کہ فتحی غیر ملک کا رہنے والا ہی یعنی طرابلسی نہین ہی۔ دوسرا امر قابل شکایت یہ ہوگا کہ ترکی افسران اسٹاف کو اغیار کے تقرر کا اُسوقت تک حق نہ تھا جب تک کہ فہمی بک جیسے قابل افسر کو کوئی خدمت سپرد نہ کردی جاتی کیونکہ بوجہ ملکی ہونے کے وہ زیادہ حق رکھتا تھا۔

ہمین علی فہمی کی حرکتون سے جو طرابلس کا باشندہ تھا اور چھوٹی حیثیت کا آدمی تھا مگر اب برسر عروج ہو گیا تھا نہایت رنج پہونچا ہمارے نزدیک یہ رنج حق بجانب تھا مگر ساری کلفت ایک لطیفہ کے سبب سے دور ہو گئی عین اُسوقت جبکہ ہم سوار ہو رہے تھے معلوم ہوا کہ رات کو جو کھانا ہم نے کھایا تھا وہ اصل مین جرمن نامہ نگار کا تھا یہ شخص جب

ہمارے کمرہ مین آیا ہی تو اُسنے دریافت کیا تھا کہ یہ کھانا کس نے بھیجا ہی اور مین نے کہا تھا کہ خدا نے اپنی رحمت سے بھیجدیا ہی اُس بیچارہ کو مطلق علم نہ تھا کہ اُس کھانے کے دام اصل مین اُسی نے دیے تھے ادہر ہم نے یہ لطیفہ کیا تھا کہ نہایت بیدلی سے اُس جرمن کو اپنے ساتھ کھانے مین شریک کیا تھا اور جب اُسنے ہمین سگرٹ کی ڈبیہ نذر کی تھی تو ہمین خیال ہوا تھا کہ یہ تحفہ اپنی مہمان نوازی کے صلہ مین پایا ہی۔ الغرض جب یہ واقعہ معلوم ہوا اسوقت بھی بیچارے جرمن نامہ نگار نے رنجیدگی نہین ظاہر کی بلکہ مسرور ہوتا رہا اور ہم لوگون کی حالت یہ تھی کہ لوگون سے رخصت ہوتے جاتے تھے اور ہنستے جاتے تھے۔

ایطالیون نے عزیلات اور زوارہ کے درمیان سنسور کے مقام پر تار کاٹ ڈالا تھا اسوجہ سے ہماری روانگی کی خبر زوارہ نہین پہونچی لیکن موسی بے نے ہماری ویسی ہی خاطر کی جیسی کہ پہلی بار ہوئی تھی حسن آفندی کو ہم نے بیمار پایا معلوم ہوا کہ پہلے مرض سے شفایاب ہوکر تین روز سے اُنکی طبیعت پھر خراب ہوگئی ہی حسن آفندی کی صورت سے بیماری کا اثر معلوم ہوتا تھا اور طبیعت مین بہت اضمحلال پایا جاتا تھا اس سبب سے بجاے حسن آفندی کے ابراہیم آفندی نے کوئی دقیقہ ہماری خاطرداری کا اُٹھا نہین رکھا اور راس البانی سپاہی سے جسکا بھائی فشکا گو مین نوکر تھا گیز ٹووٹ سے بڑی دوستی ہوگئی یہان تک کہ گیز ٹووٹ اُسکو بھائی کہکر پکارتا تھا یہان بھی ہم اُسی کمرہ مین اُتارے گئے جس مین کہ پہلے قیام کرچکے تھے اور آجکل اس کمرہ مین صبح کے وقت موسی بے کی نشست رہتی تھی مگر اس مرتبہ کمرہ کی ہیئت بالکل بدلی نظر آتی تھی اندر کی دیوار مین جو بڑا سوراخ ایطالی گولہ لگنے سے ہوگیا تھا اب تک موجود تھا مگر علاوہ اُسکے جتنے نشانات کہ ایطالی گولہ باری کے تھے سب مٹا دیے گئے تھے یہ وہی کمرہ تھا جس مین مین نے ایطالی گولون کے ٹکڑے جمع کیے تھے یا اب اسی کمرہ مین میز کرسیان فرش پردے اور دیگر سامان آرائش موجود تھا حیرت اس بات پر تھی کہ موسی بے نے یہ کل سامان کس ذریعہ سے

اور کہان سے منگوایا ہی اس افسر نے نہایت متانت کے ساتھ ایطالیون کا خشکی پر اُترنا
اور مقام سیدی سعید پر اپنے مقابلہ کرنے کا واقعہ بیان کیا اُسنے کہا کہ باقاعدہ سپاہی
اور عرب جمعیت جو اُسکی ماتحتی مین کام کرتی ہین پہلے سے ایطالیون کے مقابلہ کے لیے
مقام زوارہ مین تیار رہتے تھے جسپر حملہ ہونے کا ارادہ ایطالی اخبارون کے ذریعہ سے اُسے
معلوم ہوچکا تھا اس حملہ کی بابت ایطالیون کے درمیان بہت زمانہ سے شور وشغب
مچا ہوا تھا اس لیے اُسنے تمام ساحل پر جو اُسکے زیر اثر تھے عربون کا پہرہ مقرر کر رکھا تھا
اور ان عربون کو بہت اچھی طرح مسلح کر دیا تھا۔ نیز عربون کی یہ حالت تھی کہ وہ ایسے
دشمن سے جو اُنکی زد سے دور ٹھہر کر گولہ اُتارا کرتا تھا دست بدست ہونے کے لیے
بیچین تھے۔

زوارہ سے روانگی کے وقت ہمین کوئی گھوڑا یا خچر یا ہمراہی کے لیے پولیس
کا سوار نہ مل سکا اس لیے دو مجیدی یعنی تقریبا پانچ روپیہ کرایہ پر ایک اونٹ ٹھہرا لیا تاکہ
بالو پر چلتے چلتے جسوقت تھک جائین اُسپر سوار ہولین۔ ابراہیم آفندی نے ہمارے
لیے ایک کھجور کی چھڑی کاٹ دی اور ہم شوشہ کی جانب یہ ارادہ کرکے روانہ ہوے کہ
شام کو وہین قیام کرینگے لیکن فاصلہ زیادہ تھا اور ایک ایسا واقعہ پیش آگیا تھا جسکے
باعث سے ہم اُس روز فرانسیسی حدود کے اندر داخل نہ ہو سکے یعنی جب ہم بوکمیش کی
فصیل کے قریب پہونچے ہین تو ہمین سمندر کی جانب سے ایک توپ کی گرج سنائی دی
اور ساتھ ہی ایک گولہ کی سنسناہٹ اور پھٹنے کی آواز کان مین آئی جسے سن کر ہم جھجھک
اُٹھے تھوڑی دور آگے بڑھے ہونگے کہ چٹان کے قریب ساحل سے ڈھائی ہزار گز کے فاصلہ
پر دو ایطالی جنگی جہاز نظر پڑے جو حسب معمول پھر اس پرانے قلعہ پر گولہ باری کرنے مین
مشغول تھے جہازون پر مختلف قسم کی چھوٹی بڑی توپون سے کام لیا جا رہا تھا گولے
سنسناتے ہوے آتے تھے اور خشکی پر گر کر مہیب آواز سے پھٹ رہے تھے۔ لیکن

گولہ باری کا زور شور دیکھ کر جب نتیجہ کی تفتیش کی تو معلوم ہوا کہ ایطالیون کو کوئی فائدہ
نہین پہونچا کم سے کم اُنھون نے تر سٹھ گولے چلائے ہونگے لیکن قلعہ کی استرکاری
کی ایک چیپ بھی نہین اُکھڑی شام کے قریب مجھے چھ انچھ والے گولے کا ایک
خالی کارتوس ملا جسے دیکھ کر خیال آیا کہ غریب ایطالی ٹکس دینے والون کا روپیہ کیسا
فضول ضائع ہو رہا ہی اگر کل گولون کی اوسط قیمت لگائی جائے تو گذشتہ شب
کی گولہ باری مین جسے آتشبازی کا تماشا کہنا چاہیے تقریبًا تین ہزار روپیہ صرف
ہوا ہوگا یا یون خیال کرنا چاہیے کہ گذشتہ سال کی آخری شب مین جو تماشا ایطالیون
نے ہمارے سامنے پیش نظر کیا اُسکا نتیجہ یہ ہی کہ کوئی نشانہ موقع پر نہین پڑا باوجودیکہ
قلعہ بلند زمین پر واقع تھا اور اُسکی سفید دیوارین جہازون سے بخوبی نظر آسکتی تھین
اور فاصلہ بھی زیادہ نہ تھا مگر سارا قلعہ اپنی اصلی حالت پر رہا - الغرض جو کچھ کہ مین نے
بومیش اور زوارہ کے مقام پر بچشم خود دیکھا یا طرابلس کے حالات غیر لوگون کی زبانی
سنے جو فریقین مین سے کسی کے طرفدار نہ تھے ان تمام شہادتون پر غور کرنے کے بعد
یہ نتیجہ نکلتا ہی کہ ایطالی بحری نشانہ بازی مین ویسی ہی خطائین کرتے ہین اور اسطرح
بدحواس ہو جاتے ہین جس طرح خشکی مین ہوتے ہین اور معلوم ہوتا ہی کہ جو حالت ایطالیون
کی خندقون مین ہوتی ہی ویسی ہی اُچھل کود جہازون مین لگاتے ہین -

پانچ بجے کے قریب آفتاب ڈوبنے کے ساتھ ایطالی گولہ باری بھی ختم
ہوگئی لیکن جہازون کی روشنی سے معلوم ہوتا تھا کہ ایطالی جہاز اپنی جگہ پر لنگر انداز ہین
یہ دیکھ کر ہم آگے بڑھے اور احتیاط کے ساتھ قلعہ کے فصیل کی طرف چلے کیونکہ اندیشہ
تھا کہ قلعہ کے اندر کچھ سپاہی موجود ہون اور ہمین ایطالی سمجھ کر حملہ کر بیٹھین جسکا نتیجہ
بجاے ایطالیون کے ہمارے لیے خراب ہو اس موقع پر زیدنے کہا کہ وہ آگے
بڑھ کر دریافت کریگا کہ قلعہ کے اندر ترکون اور عربون کی جمعیت موجود ہی یا نہین چونکہ

حسب بیان اُسکے زید نے ٹرانسوال کی لڑائی مین جاسوسی کا کام کیا تھا اس لیے مین بھی راضی ہوگیا اور میرا خیال تھا کہ وہ کسی اونچے مقام پر چڑھ کر میری دوربین کے ذریعہ سے قلعہ کے اندر نظر دوڑائیگا اور اگر قلعہ کو خالی پائیگا تو سیٹی بجاکر ہمین مطلع کردیگا مجھے یہ بھی یقین تھا کہ یہ دیکھ بھال زید قلعہ سے تھوڑے فاصلہ پر عمل مین لائیگا لیکن زید نے جس طریقہ سے اس کام کو انجام دیا اُسے ہر شخص مہمل خیال کریگا مین نہین سمجھ سکتا کہ افریقہ مین جاسوسی کا کام کیونکر کیا جاتا تھا اگر زید کے مثل اور لوگون نے کیا ہوگا تو یقینی نتیجہ اچھا نہ نکلا ہوگا - جب زید روانہ ہوا اور دوسو گز نکل گیا تب ہم بھی اُسکے پیچھے پیچھے چلے یکایک ہمارے کان مین بہت سے لوگون کی ملی ہوئی آوازین آئین کیونکہ اب اندھیرا ہوگیا تھا اور کوئی چیز نظر نہین آتی تھی بعد ازان زید کی سیٹی سنائی دی واقعہ یہ ہوا تھا کہ قلعہ بومنیش کے اندر ایک ترک چھوٹے درجہ کا افسر اور اُسکی ماتحتی مین بیس عرب تعینات تھے جب عربون نے زید کو فصیل کے قریب آتے دیکھا تو اُنھون نے قلعہ سے نکل کر زید کو پکڑ لیا اور قریب تھا کہ خنجرون سے ہلاک کرڈالین کہ ترک افسر عین موقع پر آگیا اور زید کی جان بچالی غالبًا زید کو خبر رسانی کی یہ ترکیب مناسب معلوم ہوئی کہ بغیر خود کو پوشیدہ کرنے یا احتیاط کے ساتھ آگے بڑھنے کے قلعہ کی دیوار تک پہونچ جانا چاہیے - زید کی حکمت کا نتیجہ بہت افسوسناک نکلتا مگر غنیمت یہ ہوا کہ عین موقع پر اُسکی جان بچانے والا پہونچگیا جن عربون نے کہ زید کو گھیر لیا تھا وہ بوجہ گولہ باری کے نہایت جوش مین تھے اور چونکہ ظاہری ہیئت سب اہل یورپ کی ایک سی ہوتی ہو اس لیے اُن لوگون نے زید کو ایطالی خیال کیا تھا - دیگر اسباب ایطالی سمجھنے کے یہ ہوے کہ زید کو عربی بولنا بالکل نہین آتا تھا اُسکی ساری زباندانی محض اس فرانسیسی زبان کے فقرہ پر ختم تھی جسکے معنی ہین کہ "مین انگریز ن ہون" نیز یہ بھی وجہ ہوئی کہ ایطالی جب سے مقام سیدی سفید مین خشکی پر اُتر آئے تھے عرب بہت ہوشیار رہتے تھے اور

ہر شخص کو مشتبہ نگاہون سے دیکھتے تھے الغرض یہ آواز سن کر مین ہمراہی گیزٹو وٹلہ ڈیپوٹی عربون کے دوڑ پڑا اور سب حال بیان کر دیا جسکی وجہ سے سب معاملہ رفع دفع ہوگیا لیکن بعد کو قلعہ کے اندر اس واقعہ پر عام طور سے مباحثہ ہوتا رہا۔ بیچارے افسر نے بڑا کام کیا یہ شخص نہایت شریف مزاج اور ہوشیار آدمی معلوم ہوتا تھا عربون کے ساتھ تحکمانہ مگر محبت آمیز لہجہ مین گفتگو کرتا تھا آدمی خوش سلیقہ بھی تھا نہایت صاف کالر گلے مین لگائے ہوے تھا اس شخص کی وجہ سے عربون کا غصہ بہت فرو ہوا اور آخر کار عربون نے خود کہا کہ زید نے گو بہادری کا کام کیا تھا مگر نہایت حماقت کے ساتھ جرأت دکھائی تھی۔ میرے نزدیک جو نتیجہ عربون نے زید کی حماقت کا نکالا تھا وہ بہت صحیح تھا کیونکہ مین نے بھی زید سے یہی کہا کہ مجھے اس طرح کی حماقت نہایت ناپسند ہی اور آئندہ مین زید کو کبھی موقع نہ دونگا کہ وہ جنوبی افریقہ والی کارگذاری پھر دکھائے زید مین گو بہت سی صفتین تھین مگر اُسکی وجہ سے بہت سے موقعون پر جیسا کہ یہ تھا سخت تکلیف پہونچتی تھی کیونکہ بجز جنوبی افریقہ کے اور کسی ملک مین اُسنے سفر نہین کیا تھا اسوجہ سے وہ اور مقامون کے حالات سے بالکل ناواقف تھا اور خصوصاً عربون کے متعلق کچھ نہین جانتا تھا۔ بوجہ ناتجربہ کاری کے زید کی حالت یہ تھی کہ سوا انگریزون یا دیگر اہل یورپ کے کسی کو انسان نہین سمجھتا تھا اُسکا خیال تھا کہ جو لوگ گورے رنگ کے نہ ہون جیسے کہ عرب ہین اُن سے خدمت لینے کا اُسکو حق حاصل ہی بلکہ یہان تک اُسکا خیال تھا کہ جو عرب اُسکا حکم نہ مانین یا تعمیل کرنے مین دیر کرین اُنکو سزا دینے کا بھی مستحق ہی گو مین نے اُسکو بخوبی سمجھا دیا تھا کہ ایک مسلح پر جوش عرب مین اور جنوبی افریقہ کے رہنے والے بزدل ہاٹن ٹاٹ قوم کے حبشیون مین بہت بڑا فرق ہی مگر اُسکے ذہن نشین نہین ہوا۔ مین نے یہ بھی کہا تھا کہ جنوبی افریقہ کا یہ اصول کہ ہر شخص جس طرح چاہے اپنے حبشی غلام کو مار پیٹ کر درست کر لے طرابلس مین نہین چل سکتا ہی

اسوجہ سے مین نے زید یا کسی اور شخص کو کبھی اجازت نہین دی کہ میرے نوکر ونکو مارے مگر باوجود ان تمام بندشون کے زید کے غرور اور جہالت کا یہ نتیجہ نکلا کہ اُسکی جان جاتے جاتے رہگئی ۱۳ دسمبر کے روز اُسکا زندہ رہنا معجزہ سے کم نہ تھا۔

رات کے وقت جب ہم لوگ اور وہ فوجی افسر اور سب عرب جمع ہوے تو ایطالیون کی ناکامی پر بڑی دیر تک ہنسی ہوتی رہی جب چاندنی نکلی تو مین قلعہ کے گرد سیر کرنے کے لیے روانہ ہوا تاکہ گولون سے دیوارون کو اگر صدمہ پہونچا ہو تو صحیح حالات معلوم کرون کیونکہ جسوقت گولہ باری ہو رہی تھی مین قلعہ سے ایک میل کے فاصلہ پر ٹھہرا ہوا تھا مین نے جاکر دیکھا کہ دیوارون پر کوئی ضرب نہین آئی تھی بلکہ بعض بعض جگہ تقریبًا تین تین سو گز کے فاصلہ پر ریت کے اندر بڑے بڑے سوراخ ہوگئے تھے لہذا ابو قمیش پر دوسری گولہ باری بالکل فضول ثابت ہوئی۔ اس گولہ باری کا وہی اثر تھا جو کرسٹل پیلیس (قصر بلور) موقوعۂ لندن مین براک کی آتشبازی کا ہوتا ہی مگر اخبار ٹائمز مطبوعۂ ۴ جنوری مین اس واقعہ کی خبر حسب ذیل الفاظ مین چھاپی گئی تھی وہ لکھتا ہی کہ "اُس تارپیڈو کشتی نے جو مغربی ساحل کے کنارے گشت لگا رہی تھی دشمن یعنی ترکون کے کیمپ پر ساٹھ گولے چلائے اور بہت سے مسلح سپاہیون کو جن مین کچھ سوار بھی شامل تھے میدان سے بھگا دیا" یہ عبارت ایطالیون کی دروغبافی ظاہر کرنے کے لیے نمونۃً نقل کی جاتی ہی تاکہ ظاہر ہو جائے کہ ایطالی نامہ نگار اہل یورپ کو کس قسم کی خبرین دیتے ہین جہان پر اس خبر مین تحریر ہی کہ "بہت سی مسلح جمعیت موجود تھی" اُسکی صحت یہ ہی کہ حقیقتًا صرف بیس عرب اور ایک فوجی افسر تھا اور جہان یہ بیان کیا گیا ہی کہ "سب لوگ بھگا دیے گئے" وہان پر دراصل یہ ہونا چاہیے کہ بو قمیش کی مختصر فوج قلعہ کے اندر بیٹھی ہوئی ہنستی بولتی رہی اور ایطالی جہازون کے توپچی گولہ پر گولہ اُتارتے رہے جو اُنکے قریب گر گر کر پھٹتے رہے لیکن وہ اپنی جگہ سے ایک قدم پیچھے نہ ہٹے

جن سوارون کا ذکر اس خبر مین ہی اُنکے متعلق میرا خیال ہی کہ یہ خبر مجھے گیز ٹو وٹ اور زید مع تین عرب اور دو اونٹون کے جو میرے ہمراہ تھے دیکھ کر اُڑائی گئی ہوگی کیونکہ ہم لوگ آدھ گھنٹہ تک قلعہ مین ٹھہرے رہے تھے اور آرام لینے کے بعد چاندنی رات کی وجہ سے چل کھڑے ہوئے تھے شاید اسی سبب سے ایطالیون نے خیال کیا ہوگا کہ ترک سوار قلعہ چھوڑ کر بھاگے جاتے ہین لیکن وہ یہ نہ سمجھے کہ اگر ترک سوارون کو بھاگنا ہوتا تو گولہ باری کے وقت قلعہ چھوڑتے اتنی دیر کے بعد درحالیکہ گولہ باری موقوف ہوگئی تھی بھاگنے کی کیا ضرورت تھی۔

غرض ہم ڈیڑھ گھنٹہ تک چاندنی رات کی وجہ سے راستہ دریافت کرتے چلتے رہے ہم کو راستہ مین جہازون کی روشنی پہاڑی سلسلہ کے پیچھے صاف نظر آتی تھی یہان تک کہ چلتے چلتے نو بج گئے اور ہمارا دل کسی مقام پر ٹھہر کر آرام لینے کو چاہنے لگا کیونکہ آٹھ بجے صبح سے لیکر اسوقت تک ہم نے پیادہ سفر کیا تھا اور اگر کسی مرتبہ اتفاق سے اونٹ پر سوار بھی ہوگئے تھے تو بہ نسبت پیدل چلنے کے زیادہ تکلیف اُٹھائی تھے زید کے ایک پیر مین بوجہ جوتے کے اندر بالو آجانے کے چھالے پڑ گئے تھے اور اب اُسے قدم اُٹھانا دشوار تھا گیز ٹو وٹ کی یہ حالت تھی کہ اُس سے بوجہ تھکن کے حرکت نہین کی جاتی تھی لہذا ہم نے طے کیا کہ آج کی شب کھلے میدان مین ڈیرے ڈالنا چاہییے اور ٹھہر گئے عربون کو یہ بات بہت ناگوار ہوئی اور اُنھون نے بہت مجبوری سے میدان مین ٹھہرنا قبول کیا عربون کو بوتمیش چھوڑنے کا بہت افسوس تھا کیونکہ وہان آپس مین باتین کرنے اور آرام سے گرم مکانون مین سونے کا موقع تھا۔ عرب کہتے تھے کہ یورپ والے بڑے بیوقوف ہوتے ہین جو شام کی اوس اور صبح کی سردی کو مکان کے اندر رہنے کی بہ نسبت ترجیح دیتے ہین۔ الغرض سب نے میرا چھوٹا خیمہ پانچ منٹ کے اندر کھڑا کر دیا اور ہم تینون آدمی تھوڑا کھانا کھا کر اس چھوٹے

سے خیمہ مین جس مین بمشکل ایک کی جگہ تھی سو رہے عرب لوگ میرے خیمہ کے باہر اپنے
اونٹون کے قریب لیٹے اور اپنا جُبّہ سر سے اوڑھ لیا جب مین لیٹا تو اپنی حالت پر
خیال آیا کہ اس سال کی عید کو نک واقع غاریان مین جو کسی زمانہ مین جرمسرا ہوگی بسر ہوئی
اور عید کا دن گذار کے شب کا وقت ایک سنسان مقبرہ کے اندر کاٹنا پڑا اور آج کی
رات یعنی شب نوروز ایک چھوٹے سے خیمہ مین جو صحرا کی جھاڑیون کے درمیان نصب
ہو گذر رہی ہو گو اسوقت چودھوین رات کی چاندنی اور سمندر کی لہرون کی دھیمی آوازین
کسی قدر لطف دے رہی تھین مگر صحرا کی ویرانی اپنا رنگ دکھا رہی تھی۔ یہانتک
مین خیال کرنے پایا تھا کہ تھکن اور نیند جو ایک تندرست آدمی کو بعد سفر یا محنت کے
لاحق ہوتی ہو مجھ پر غالب آنے لگی اور مین سال گذشتہ کی آخری گھڑیان گنتا ہوا اور
دل مین افسوس کرتا ہوا کہ یہ عزیز حصۂ عمر تمام ہونے کو ہی سو گیا لیکن قبل سونے کے
زید نے تھوڑی دیر تک ساواے ہوٹل کی دعوت اور ناچ کا ذکر کیا تھا اور یہ بیان
کیا تھا کہ اس عید مین اُسنے آج کے دن دعوت مین شریک ہونے کا وعدہ کیا تھا
جس پر مجھے خیال آیا تھا کہ اُسکی بھی کیا کم خوش نصیبی ہو کہ اسوقت صحرا کے اندر آرام
سے لیٹا ہوا ہی اور یوقمیش کی فصیل کے باہر اُسکا سر کٹا ہوا نہین پڑا ہی۔

میری راے ہو کہ کسی شخص کو نوروز کی خوشی نہ کرنا چاہیے اور بعض وقت
مجھے تعجب ہوتا ہی کہ لوگ کیون سال کے آخری دن کو خوشی کا دن تصور کرتے ہین اور
عید مناتے ہین اس بات پر مجھے ایک کتاب کا قصہ یاد آیا کہ ایک میان بیوی جنکی نئی
نئی شادی ہوئی تھی ایک نوجوان عورت کی قبر پر گئے اور اُسکی مورت کو قبر پر نصب دیکھکر
دل مین سوچنے لگے کہ جس نوجوان اور خوبصورت عورت کی یہ تصویر ہی وہ اُسکی ہڈیان چار
ہاتھ زمین کے نیچے کیڑے کھاتے ہونگے اس خیال کے ساتھ ہی شوہر کی نظر اپنی حسین اور
کمسن بیوی پر پڑی اور اُسکا چہرہ غمگین ہو گیا کیونکہ اپنی بیوی کو دیکھکر دنیا کی بے ثباتی اور

انسانی زندگی کی ناپائداری کا نقشہ اُسکی آنکھون کے سامنے پھر گیا۔ میرے نزدیک اسی صورت سے سال کے آخری دن کا اثر انسان کے دل پر ہونا چاہیے کیونکہ حقیقتہً یہ دن گذرنے والے سال کی موت کا روز ہوتا ہی میری راے مین سنگدل سے سنگدل آدمی کو ختم سال کی مثال سے اپنی بے ثباتی کا خیال کرکے مؤثر ہونا چاہیے بہرحال زمانہ کے دستور کے بموجب مین نے صبح کو اُٹھکر باوجودیکہ سردی تھی ہر شخص کو نوروز ۱۹۱۲ء کی مبارکباد دی۔

جب مین اُٹھا تو دیکھا کہ ایطالی جنگی جہاز اُسی موقع پر لنگرانداز ہین جہان شب کے وقت تھے جہازون کو دیکھکر گیز ٹووٹ نے مجھے صلاح دی کہ اگر ایطالی ہم پر گولہ باری کرین تو ہمین انگلستان کا جھنڈا جس مین کہ میرا طپنچہ لپٹا ہوا تھا کھجور کی لکڑی مین لگاکر بلند کردون مگر میری راے تھی کہ ایطالیون کی خطاکار نشانہ بازی کی وجہ سے ہمین کوئی ضرر نہین پہونچ سکتا البتہ یہ اندیشہ ہی کہ ہم پر شست باندھنے مین کہین اُنکا گولہ بوجہ عدم مہارت بوقمیش کی فصیلون پر نہ گرے ہمارے سفر کا آخری دن نہایت سختی سے گذرا کیونکہ راستہ خراب تھا اور فاصلہ بھی بہت تھا ساحل کے کنارے کنارے جتنی دور تک ہم نے سفر کیا نہایت آرام سے بسر کی لیکن جب سفر ختم ہونے کے قریب ہوا تو اُتنی ہی تکلیفین اُٹھائین آخرش ہم سرحد کو عبور کرکے دو گھنٹہ کے بعد پھر اپنے فرانسیسی دوستون کے درمیان شوشہ کے مقام پر پہونچ گئے سرحد کے قریب ایک عرب نے جو حکومت فرانس کا ملازم تھا بہت پریشان کیا کیونکہ زید کے متعلق یعنی یہ کہ اُسکا پیشہ کیا ہی اور کس غرض سے ملک مین داخل ہوا ہی کوئی شافی جواب ہمارے پاس نہ تھا زید کی یہ حالت تھی کہ جب عرب اُس سے سوال کرتا تھا تو یہ دانت نکال کر یہی جواب دیدیتا تھا کہ "مین انگریز ہون" مگر آخرکار ہم نے کچھ سگریٹ نذر کیے اور کچھ خوشامد کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہماری بابت بنی غردان سے آگے بڑھنے کی اجازت بذریعہ تار آگئی خیر یہان تک تو اچھی گذری تھی

لیکن اب تکلیفات کی ابتدا ہوئی یعنی پہلے بہت زور سے آندھی آئی اُسکے بعد شدت سے مینھہ پڑنے لگا اور ہمارے ساتھی عرب تھوڑی دیر مین بھیگ گئے گو اُنھون نے اونٹ کے نیچے چھپ کر بچنا چاہا لیکن نہ بچے زید کے پاس ایک پرانی برساتی تھی جس سے پانی نہ رُکا اور آخر وہ بھی از سرتا پا بھیگ گیا گیز ٹووٹ نے اپنے بچانے کی کوشش نہین کی حتی کہ اپنا کوٹ بھی اُتار کر پھینکدیا۔ جب پانی برسا ہی اُس وقت اتفاقا میری باری اونٹ پر سوار ہونے کی تھی اس لیے مین نے اپنا اور گیز ٹووٹ کا کوٹ دونون اوڑھ لیے اور بھیگنے سے بچگیا ہم لوگ سب پانی کی وجہ سے پریشان تھے خصوصًا عربون کو بڑی تکلیف تھی جو عمومًا برسات کا موسم پسند نہین کرتے ہین۔ پانی برسنے سے نئی مشکل پیش آئی کہ راستہ مین جا بجا گڈھون مین پانی بھر گیا اور سب تو گڈھون کے اندر سے نکلے چلے گئے مگر اونٹون کی وجہ سے بہت دقت ہوئی کیونکہ اونٹ بلی کی طرح پانی سے جی چراتا ہی اُسوقت یہ حال تھا کہ پگڈنڈی پر بوجہ آمد و رفت کے مٹی چکنی رہتی ہی لیس مینھہ پڑنے سے پھسلن ہو گئی تھی اور اونٹ بہت مشکل سے اور پانون جما جما کر قدم بڑھاتے تھے جسکے باعث سے ہم لوگون کو بہت اُلجھن ہوتی تھی سنا گیا ہی کہ اونٹ کے پیر پھیگ کر چیخ جاتے ہین اور زخم پڑجاتے ہین چاہے یہ صحیح ہو یا نہ ہو لیکن اونٹ کے پھسل کر گرنے سے جو اسباب پیٹھ پر لدا ہوتا ہی اُسکا برباد ہوجانا بوجہ بلندی سے گرنے کے ضرور ممکن ہی۔

خدا خدا کر کے سواد بنی غردان نظر آنے لگا حتی کہ مکانون کے چراغ دکھائی دینے لگے ہم راستہ مین خود کو تسلی دیتے جاتے تھے کہ بنی غردان پہونچکر نرم نرم بچھونے جسپر صاف چادرین بچھی ہونگی لیٹنے کو ملینگے اور گرم گرم کھانا جسکے ساتھ شراب کا دور بھی چلیگا کھانے مین آئیگا ہمارا یہلا خیال پورا نہین ہوا کیونکہ جب ہم بنی غردان پہونچے تو معلوم ہوا کہ وہ ذلیل عمارت جسے بنی غردان کا ہوٹل کہتے ہین مسافرون سے بھری پڑی

ہی اور کوئی کمرہ یا چارپائی خالی نہین ہی گو اسکے دریافت سے ہمین تکلیف ہوئی مگر ہم نے کچھ پروانہ کی اور کھانا کھانے کے لیے مستعد ہو گئے یہان کا کھانا کھا کر جو خوشی ہوئی اسکا لطف بیان سے باہر ہی بعد مدت کے فرانسیسی مذاق کا شوربہ انڈے کے چلکے مرغ کا سالن اور ایک بوتل عمدہ قسم کی شراب کی ملی تھی جسکی لذت بمقابلہ ڈبون کے گوشت اور جوش کیا ہوا میلے پانی کے کہین زیادہ تھی۔ اُن چیزون کو ہفتون کھاتے کھاتے ہم تھک گئے تھے اس لیے ہوٹل کے کھانے نے مع جملہ ساز و سامان یعنی میز کرسی وغیرہ کے بہت لطف دیا قاعدہ ہی کہ جب انسان تکلیف اُٹھاتا ہی تو اسکو معمولی چیزون کے مہیا ہو جانے سے جنکی اُسے خواہش ہوتی ہی نہایت آرام پہونچتا ہی اور بہت مسرت ہوتی ہی۔ ارسطو کا قول ہی کہ دلی تمنا بر آنے سے یا جس چیز کی انسان کو خواہش ہو اُسکے پانے سے انسان کو حقیقی خوشی حاصل ہوتی ہی اسی بنا پر مین کہہ سکتا ہون کہ جتنا مزا مجھے بنی غردان مین کھانا کھانے سے آیا اُسقدر لطف کارلٹن۔ ساوائے اور رٹیز کے ایسے بڑے بڑے ہوٹلون مین بھی نہین آیا۔ یا ایک بار یہی لذت عدن مین آئی تھی یعنی جبکہ مین جزیرۂ سقوطرہ سے دیسی کشتی مین سوار ہو کر بحر ہند عبور کر کے عدن پہونچا تھا۔

گیز ٹو وٹ اور زید کے پاس کپڑے بدلنے کے لیے نہین تھے اس لیے وہ بغیر کپڑے بدلے کھانا کھانے بیٹھ گئے گو بیمار ہو جانے کا اندیشہ تھا مگر بھوک کے آگے کچھ خیال نہین کیا گیا۔ اس موقع پر حسن اتفاق سے ابن سلمی جو عزیزیہ مین زخمی اُٹھانے والونکو قواعد سکھاتا تھا ہوٹل کے اندر آ گیا اور ہمارے ساتھ کھانے مین شریک ہوا یہ شخص سفاکس کا رہنے والا تھا اُسنے ہم پر بڑی مہربانی یہ کی کہ کھانے سے فارغ ہو کر ہمارے لیے مکان تلاش کرنے لگا اور تھوڑی دیر کے بعد آ کر یہ خوشخبری سنائی کہ ایک عرب کے گھر مین ہمارے لیے ایک کمرہ ٹھہرا آیا ہی مین اور زید اُسی وقت اپنی جائے قیام کی طرف

چلدیے یہان پہونچکر زیدنے گویا اس سفرمین آخری بار چوتھا روشن کیا اپنے اور گیزٹووٹ کے کپڑے جہان تک ممکن ہوا خشک کیے اُسکے بعد وہی جلتے ہوے نم کپڑے پہنکر لیٹ رہے اور کمل کوٹ وغیرہ جو کچھ ملا اوڑھ لیا اس لیے اُنھین صبح کو لرزہ آگیا جو اُن سب احتیاطیون کا جنکا اوپر ذکر ہوا ہی نتیجہ تھا معلوم ہوا کہ رات بھر اُنھین نیند نہین آئی غنیمت ہوا کہ گٹھیا وغیرہ یا کسی بُرے قسم کے بخار سے بچ گئے مین نے ہر ایک کو دس دس گرین کونین کھلادی اس لیے جسقدر دن چڑھتا گیا اُنکی طبیعت درست ہوتی گئی۔

ہم نے بہت روز کے بعد مہذب دنیا مین قدم رکھا تھا اس لیے طبیعت کو بہت مسرت تھی مگر زید اور گیزٹووٹ کے لیے پہلی شب نہایت نامبارک ہوئی تھی ورنہ بہت ترکی کمپ واقع طرابلس کے ان لوگون نے بہت تکلیف سے بسر کی تھی میرے پاس چونکہ سفری چارپائی اور دبیز کمبلون کا تھیلا تھا اسوجہ سے مجھے کوئی دقت نہین ہوئی تاہم گذشتہ شب کی تکلیفون کا خیال کر کے ہم نے ارادہ کیا کہ کوئی تدبیر ایسی کرنی چاہیے جو ان مصیبتون سے نجات ملے لہذا ہم بنی غردان کے فوجی اعلی افسر کے پاس ملنے گئے اس افسر سے مین پہلی بار مل چکا تھا اسلیے وہ مجھے پہچانتا تھا اور ہم لوگون کے ساتھ نہایت اخلاق سے پیش آیا ہم نے اپنی مصیبتون کا حال بیان کر کے اجازت چاہی کہ ہمین فوراً ازرئیس کی طرف روانہ ہونے کا حکم مل جائے اور وجہ یہ ظاہر کی کہ وہان بوجہ ایک مختصر ہوٹل کے ممکن ہی کہ ہمین آرام ملے لیکن اُس افسر نے جواب دیا کہ ازرئیس پہونچکر جہاز پر سوار ہونا ناممکن ہی کیونکہ وہان بعض وارداتین وباکی ہوگئی ہین جسکے باعث سے تمام قصبہ کے گرد پہرا مقرر کر دیا گیا ہی تاکہ لوگ آجا نہ سکین اُسنے کہا کہ اگر ہم لوگ بنی غردان مین دو روز تک قیام کرین اور لیبان کے راستہ سے روانہ ہون تو دو روز کے لیے اپنا ایک کمرہ ہمارے واسطے خالی کرادیگا مین نے اُسکی صلاح کو بخوشی اور شکریہ کے

ساتھ قبول کیا میرے دل پر فرانسیسی اور ترکی افسر اور سپاہیون کے اخلاق کا ایسا
اثر ہی کہ جب مین اپنے اس سفر پر بحالت اطمینان غور کرونگا اُسوقت مجھے ان لوگونکی
بیغرضانہ مہربانیان اور اخلاق بہت یاد آئینگے اور جنگ کے زمانہ مین ان لوگون سے
مل کر جو لطف صحبت آیا ہی اُسکا خیال دل سے کبھی محو نہ ہوگا اُس شخص کو جو دنیا سے
بیزار رہتا ہی اور انسانون کی صحبت سے دور بھاگتا ہی مین نصیحت کرتا ہون کہ میرے
قدم بقدم چلے اُسوقت تجربہ ہوگا کہ دنیا مین کیسے خوش خلق لوگ موجود ہین اور
انسانون مین کس قدر محبت اور تپاک پایا جاتا ہی میرے خیال مین کیسی ہی غمگین طبیعت
کا آدمی ہو اور ناامیدیون نے اُسکے دل کو کتنا ہی پژمردہ بنا دیا ہو مگر ان لوگون سے
مل کر اُسکے دل کو ضرور فرحت ہوگی۔ غرض ہم افسر کے مکان پر اُٹھ آئے یہان ہمارے
میزبانون نے بہت اصرار سے اپنے ساتھ کھانا کھانے پر مجبور کیا۔ اس مقام پر کل تین
افسر تھے یعنی ایک افسر اعلی اور دو ماتحت جنکے کھانے کا انتظام یکجائی تھا اور اس دور
و دراز سرحدی مقام پر ہر قسم کھیل کر اپنا وقت گذارتے تھے کبھی یہ کرتے تھے کہ جنگل سے
جا کر ہرن مار لاتے تھے اور کبھی تیتر کا شکار کھیلتے تھے۔ بنی غردان مین جنگ کی وجہ
بہت چہل پہل رہتی تھی کیونکہ ٹیونس ہوکر جانے والے طرابلس اسی راستہ سے جاتے
تھے یہان کے ہوٹل کا یہ حال تھا کہ جتنی آمدنی دو مہینہ مین ہوا کرتی تھی وہ آجکل ایک
ہفتہ مین ہو جاتی تھی مین نے دیکھا کہ سامان رسد وغیرہ بہت کثرت سے اس چھوٹے
مقام کے اندر ہو کر یورپ (طرابلس) کی جانب جاتا تھا۔

فرانسیسی حکام کو رسد کی وجہ سے بہت دقتین اور پریشانیان اُٹھانی پڑی
ہین مگر ان دقتون کی باعث دراصل خود فرانسیسیون کی غیر مستقل مزاجی ہی مثلاً ایک
واقعہ پیش کیا جاتا ہی کہ جس روز ہم بوقمیش سے آرہے تھے اور جب ہم اُس ٹیکرے پر
پہونچے جہان پر فرانسیسی اور ترکی سرحد ملی ہی تو ہم نے ایک بہت بڑا قافلہ جتنا بڑا آجتک

کبھی نہین دیکھا تھا اور نہ آئندہ دیکھنے کی امید ہی راستہ مین گذرتے ہوے دیکھا اس
قافلہ مین ایک ہزار دو سو چالیس اونٹ تھے جن پر تقریبًا کئی ہزار من آٹا لدا تھا
فرانسیسیون نے اس قافلہ کو پندرہ روز تک بنی غردان کے اندر روک رکھا اور پھر
دفعتًہ طرابلس کی طرف روانہ ہونے کی اجازت دیدی۔میرا مطلب اس تحریر سے اس
نازک بحث کو طول دینے کا نہین ہی بلکہ میری غرض یہ بیان کرنے کی ہی کہ جو قاعدہ نسبت
اشیاے ممنوعات جنگ مروج ہی وہ نہایت صاف اور صریح ہی یعنی یہ کہ جسقدر سامان
خوراک فریق جنگ کی فوج کے واسطے روانہ کیا جائے وہ ممنوعات جنگ مین شمار ہوگا
اور جو اشیا سوداگرون کے نام بغرض استعمال باشندگان اُس ملک کے جس مین کہ
جنگ جاری ہی روانہ کیے جاینگے وہ ممنوعات نہ خیال کیے جائینگے پس اس صاف
قاعدہ پر عمل کرنا بہت آسان تھا اور جو تلوّن فرانسیسی حکام سے ظاہر ہوا وہ بیموقع
تھا۔مین یہ نہین کہہ سکتا کہ اس قدر آٹا کس مقام کو جارہا تھا لیکن کھلی ہوئی بات یہ
ہی کہ طرابلس کے اندر ہزارون مخلوق ایسی ہی جو لڑائی مین شریک نہین ہی کیونکہ کل
عرب آبادی ایطالیون کے خلاف نہین لڑرہی ہی اور طرابلس کے اندر ہزارون بوڑھے
بچے عورتین ہین جنکو یقینی جنگ سے کوئی تعلق نہین ہی پس ایسے لوگون کے ہوتے
ہوے یہ دلیل کیونکر پیش کی جاسکتی ہی کہ طرابلس کے اندر اشیاے ضروری محض اسوجہ
سے نہ جانے پائین کہ ایک غیر قوم نے بین الاقوامی قانون کے خلاف ڈاکہ زنی کرکے
طرابلس کی بندرگاہون پر سامان ضروری کی آمد و رفت روکدی ہی اور یہ تمام مخلوق فاقون
مارڈالی جائے۔متذکرۂ بالا حجت اس سبب بھی نامنصفانہ ہی کہ ایطالی بھی اسی طریقہ
سے فائدہ اُٹھاتے ہین کیونکہ جہاز کے جہاز ٹیونس کی بندرگاہ سے بکریان اور بھیڑین
لاد کر طرابلس پہونچاتے ہین میرا سوال یہ ہی کہ ان بھیڑون کا گوشت کون کھاتا ہی؟ کیا
یہ یقین کیا جاسکتا ہی کہ ٹیونس کی بھیڑون کا گوشت صرف شہر طرابلس کے وہ رہنے والے

استعمال کرتے ہین جو شریک جنگ نہین ہین؟ علاوہ ٹیونس کے اٹلی والے غیر ملکون
سے سامان رسد خرید کر اپنی فوج کو جو طرابلس کی بندرگاہون مین محصور ہے پہونچاتے
ہین پس میرے نزدیک اٹلی کو کوئی حق نہین ہی کہ وہ ملک طرابلس کے اندر آٹا پہونچ
جانے پر ناراض ہو اور اُسکی روک تھام کے لیے اعتراض کرے۔ مین نے دیکھا کہ یہ
عظیم الشان قافلہ آہستہ آہستہ بڑھ رہا ہی کیونکہ قافلہ کی حالت جنگی جہازون کے
بیڑے کیطرح ہوتی ہی جس طرح جنگی جہازون کا بیڑا سب سے زیادہ سست رو جہاز
کی رفتار سے چلتا ہی اُسی صورت سے اونٹون کا قافلہ آگے بڑھتا ہی تا کہ کوئی اونٹ
پیچھے نہ رہجائے معلوم ہوتا تھا کہ قافلہ اس حساب سے روانہ ہوا ہی کہ ساحل کے قریب
جہان کھلے میدان ہون اور حملہ کا اندیشہ ہو اُن مقامات سے قافلہ رات کے وقت
گذرجائے ساتھ ہی میرا خیال یہ بھی ہی کہ اس قافلہ کی خبر ایطالیون کو جاسوسون کے
ذریعہ سے ہوگئی ہی مین سمجھتا ہون کہ بندرگاہون مین اُنکے ہوا خواہ موجود ہین جنکے ذریعہ
سے معلوم ہوگیا ہی کہ قافلہ کس وقت روانہ ہونے والا ہی اسی سبب سے اُنکے
جنگی جہاز بو ٹمیش کے مقام پر اس قافلہ کی تاک مین لنگر انداز ہین تا کہ دوبارہ دو ہزار
گز کے فاصلہ پر اپنی نشانہ بازی کا امتحان کرین اگر ایطالی قادر انداز ہوتے تو بوجہ
چاندنی اور برقی لالٹینون کے اونٹون کو رات کے وقت اچھی طرح دیکھ سکتے تھے
لیکن ایسی صورت مین قافلہ والے یا تو گولے کھانا گوارا کرتے یا چند میل چکر کاٹ کر
دشمن کی زد سے بچکر نکل جاتے خیر اُس حالت مین جو کچھ ہوتا لیکن اسوقت قافلہ مین کسی
شخص کو ایطالیون کے خشکی پر آنے کا خوف نہ تھا نہ کوئی شخص اس امکانی خطرہ کی
وجہ سے پریشان تھا کیونکہ ہر اونٹ والے کے پاس کسی نہ کسی قسم کی بندوق ضرور تھی
واقعہ یہ ہوا تھا کہ یہ لوگ جب سرحد ٹیونس کے اندر داخل ہوے تھے تو شوشہ کے
مقام پر اُن سب کے ہتھیار رکھوا لیے گئے تھے اور یہ مقام پرانے اور عجیب وغریب

شکل کے ہتھیار جمع ہو جانے سے عجائب خانہ بن گیا تھا جب یہ لوگ واپس ہوے
تو انھون نے اپنے نئے پرانے ہتھیار جو کچھ تھے سب واپس لے لیے اور طرابلس
کی طرف روانہ ہو گئے اس قافلہ مین تقریبا بارہ سو آدمی ہونگے جو بوجہ مسلح ہونے کے
اچھی خاصی فوج کا کام دے سکتے تھے اور بزدل دشمن کے سپاہیون کو جنکے خشکی پر
اُترنے کا احتمال تھا باسانی پسپا کر سکتے تھے۔

بنی غردان مین ایک عجیب معاملہ پیش آیا یعنی یہ کہ جب زید مقام جنگ سے
واپس ہو کر یہان پہونچا تو ایک دولتمند عرب نے نہایت فراخ دلی کے ساتھ اُسکی دعوت
کی دریافت سے معلوم ہوا کہ یہ عرب آبادی کے قرب وجوار مین بہت بڑی جائداد رکھتا ہی
اور شہر کے معزز لوگون مین خیال کیا جاتا ہی جب دعوت ہو چکی تو مین اُسکے مکان کی تلاش
مین نکلا تاکہ زید جسکی اسقدر حیرت انگیز سفر کے بعد اسقدر خاطر مدارات ہوئی تھی اس
عرب کے مکان پر جا کر شکریہ ادا کر آئے لیکن مجھے معلوم ہوا کہ یہ عرب قید کر کے جیلخانہ
بھیجدیا گیا۔ جو الزامات اُسپر لگائے گئے تھے وہ ظاہر مین مہمل معلوم ہوتے تھے مگر
میرے نزدیک جو کچھ مجھے حالات معلوم ہوے اُنسے یہ نتیجہ نکلتا ہی کہ اس عرب پر ممنوعات
جنگ طرابلس کی جانب بھیجنے کا شبہہ کیا گیا تھا قاعدہ بھی یہی ہی کہ جو شخص خطرناک کام
کرتا ہی اُسکا خمیازہ اُٹھاتا ہی مگر مجھے نہایت رنج اور تعجب ہوا جبکہ مین نے اسی عرب
قیدی کو معمولی مجرمون کی طرح سڑک پر کام کرتے دیکھا یہ امر ہرگز قرین انصاف نہین ہی
کہ جو شخص کسی سیاسی جرم کا ارتکاب کرے اور اپنے ملک مین عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا
ہو اُسکے ساتھ وہی برتاؤ کیا جائے جو معمولی قیدیون کے ساتھ کیا جاتا ہی مین نے
بہت سے واقف کار لوگون کی زبانی سنا جسکی صداقت مین مجھے کوئی شبہہ نہین ہی
کہ جتنے مقامات مثل بنی غردان کے سرحد کے قریب واقع ہین وہان فوجی ضابطہ رائج ہی
اور بیچارے عرب باشندے فوجی عدالتون کے ہاتھ مین ہین کیونکہ اُنکے فیصلہ یا حکم

سزا کا اپیل کسی عدالت مین نہین ہوسکتا چاہے یہ سزا کیسی ہی نامنصفانہ اور سخت کیون
نہ ہو۔ اس عرب امیر کے مقدمہ کا حال معلوم ہوا کہ بغیر باضابطہ ثبوت و صفائی کے سزا
دیکر جیلخانہ بھیجدیا گیا اور دفعتہً بلا کسی سبب کے رہائی دیدی گئی۔ اگر یہ واقعات صحیح ہین
تو حکومت فرانس کو بلالحاظ اخلاقی نقصانات کے دیگر سیاسی مصلحتون سے اپنی سرسری
تحقیقات کے رویہ کو بدلنا چاہیے کیونکہ اول تو ٹیونس کے عرب فرانسیسیونکو بے ایمان
سمجھنے لگینگے اور فرانسیسیون کا اخلاق ایسے ناجائز حرکات سے خراب ہوجائیگا دیگر یہ
کہ عربون اور فرانسیسیون کے درمیان دشمنی پیدا ہوجائیگی چنانچہ مجھے معلوم ہوا ہی کہ عرب
لوگ اپنی ہم قومون پر زیادتیان ہوتے دیکھکر اور غیر منصفانہ سزاؤن کی وجہ سے نہایت
برہم ہین اور آجکل فرانسیسیونکے سخت دشمن ہو رہے ہین۔

آجکل بنی غردان کی ایک خاص حالت تھی شہر مین ہر طرف جاسوسی کا چرچا
تھا اور ہر شخص ایک دوسرے کو مشتبہ نگاہون سے دیکھتا تھا حالت یہ تھی کہ مجھے
بعض لوگون نے بتایا کہ فلان فلان شخص جاسوس ہی اور جن لوگون پر جاسوسی کا الزام
لگایا جاتا تھا اُنھون نے اپنے مجرم ٹھہرانے والون پر بھی تہمت لگائی چنانچہ ہمارے
سامنے یہ لطیفہ پیش آیا کہ جسوقت ہم ہوٹل مین کھانا کھارہے تھے اور فراغت کے بعد
روانہ ہونے والے تھے اسی اثنا مین ایک شخص گھٹنون سے اونچی پتلون پہنے پٹیان
پیرون مین باندھے غرض پھٹے حالون ہمارے کمرہ مین داخل ہوا واضح ہو کہ اس شخص
کی بابت سُن چکے تھے کہ ایطالی جاسوس ہی یہ شخص بہت ہی چرب زبان تھا اسلیے اُسکے
ساتھ سلسلۂ کلام قطع کرنے مین بہت دیر لگی آتے ہی اُسنے نہایت تپاک سے ہم سے
باتین کرنا شروع کین ہمین اُسکی یہ حرکت نہایت بےموقع معلوم ہوئی کیونکہ شناسائی نہ تھی
اُسنے ٹوٹی پھوٹی فرانسیسی زبان مین کہا کہ وہ مالٹہ کا رہنے والا ہی اور ہم لوگ اور وہ ایک
ہی سلطنت کی رعایا ہونے کی حیثیت سے آپس مین تعلقات رکھتے ہین اُسنے اس بات پر

بہت فخر کیا کہ تاریخ مین کوئی مثال ایسی نہین پائی جاتی جس سے ثابت ہو کہ کسی مالٹہ والے نے سلطنت برطانیہ کی حمایت سے نکل کر غیر سلطنت کی رعایا بننا گوارا کیا ہو اُنکی باتون سے مین نے یہ نتیجہ نکالا کہ یہ باتونی آدمی تھوڑی سی رشوت لینے کے بعد خود کو کسی سلطنت کی رعایا ہونا ظاہر کرسکتا ہی اور جتنے بھیس چاہے بدل سکتا ہی۔

بنی غردان کے عربون مین عجیب دستور ہی کہ وہ بری باتون کے لیے اکثر عمدہ الفاظ استعمال کرتے ہین مثلاً مکار اور دغاباز کے لیے لفظ صادق استعمال کیا جاتا ہی جسکے معنی راست باز یا امین کے ہوسکتے ہین۔ کوڑہ کے واسطے لفظ ابیض استعمال کرتے ہین اسی طرح بہت سے الفاظ رائج ہین میرے خیال مین اس رسم کے اندر وہی راز پوشیدہ ہی جو قدیم یونانیون کے زمانہ مین تھا یونانیون کا اعتقاد تھا کہ اگر مکروہ اور پرخطر شی کا نام عمدہ الفاظ مین لیا جائے تو شی موسومہ کا اثر بد اور خطرہ جو اُس سے پیدا ہوسکتا ہو جاتا رہتا ہی۔ مثلاً اہل یونان طوفانی سمندر کو مہمان نواز سمندر یا چڑیلون کو پریان کہا کرتے تھے۔

جب ہم بنی غردان سے روانہ ہوے تو وہ راستہ چھوڑ دیا جس سے پہلے آئے تھے اور افسر اعلی کی ہدایات کے بموجب زارزیس مین روکے جانے کے خیال سے لیبان ہوکر سفاکس اور ٹیونس کا راستہ لیا۔ ٹیونس کے اندر شمال و مغرب کی جانب سفر کرنے مین بہت دقتین پیش آتی ہین کیونکہ سواریان بہت خراب ملتی ہین صرف گاڑی اور چھکڑون پر راستہ طے کرنا پڑتا ہی چھکڑون کی ٹیونس مین بہت کثرت ہی اور اُنکی قطع یہ ہوتی ہی کہ لکڑی کا ڈھانچہ دو بڑے پہیون پر قائم کیا جاتا ہی اور ایک خچر کھینچتا ہی اس قسم کی گاڑیان اسباب کے لیے نہایت موزون ہین لیکن مسافر کے لیے بہت مکلف ہین کیونکہ بوجہ کمانی نہ ہونے بہت ہچکولے لگتے ہین اور اگر اتفاق سے کوئی شخص ایک جانب اونگھ کر گر پڑے تو پہیہ مین اُلجھ کر ہاتھ پیر ٹوٹنے کا اندیشہ رہتا ہی ٹیونس کے اندر لوگ کرایہ پر

چلانے کے لیے گاڑیان نہین رکھتے ہین جیسا کہ عموماً اور ملکون ہین رواج ہی نہ لوگ گاڑی
چلانے کا پیشہ کرتے ہین بلکہ ٹیونس ہین ذاتی گاڑیان ہوتی ہین جن پر سرکاری نگرانی نہین
ہوتی یہ گاڑیان بہت بھاری اور سست رو ہوتی ہین اور عموماً رات کے وقت روانہ
ہوتی ہین۔ اس ملک ہین اگر موٹر کرایہ پر کیا جائے تو بہت خرچ پڑتا ہی اس لئے ٹیونس
تک سمندر اور ریل کے ذریعہ سے جانا زیادہ مناسب ہی کیونکہ لیبان سے سفاکس تک
تقریباً نو روپیہ جہاز کا کرایہ ہی اور وہان سے ٹیونس تک نو گھنٹہ کے اندر آدمی ریل پر
پہونچ جاتا ہی۔

الغرض ہین اور زید چوتھی جنوری کو بنی غردان سے روانہ ہوے اور اپنا اسباب
ایک چھکڑے پر لاد کر ساتھ لیلیا یہان سے گیز ٹووٹ کا اور ہمارا ساتھ نہ ہوسکا کیونکہ
بنی غردان ہین اُسکو چند خطوط کا انتظار کرنا تھا روانگی کے وقت بنی سلمی اور گیز ٹووٹ شہر
کے باہر تک پہونچانے آئے اور بسلامت پہونچنے کی دعا دیکر واپس گئے مجھے اپنے دوست
گیز ٹووٹ سے چھوٹنے کا بہت رنج تھا کیونکہ واپسی کا سفر اُسکی صحبت ہین بہت دلچسپی
کے ساتھ گذرا تھا لہذا میری تمنا تھی کہ ٹیونس سے روانہ ہونے کے پہلے اُسکو ایکبار
اور دیکھ لون۔ یہان سے روانہ ہو کر ہم بہت جلد مرسہ پہونچ گئے کیونکہ یہ مقام بنی غردان سے
بہت قریب تھا غالباً پانچ چھ میل ہوگا اور چونکہ ہم لوگ میلون پیدل چلنے کے عادی
ہو گئے تھے لہذا یہ راستہ کچھ بھی نہین معلوم ہوا مرسہ کے اندر صرف ایک جنگلی خانہ اور ایک
بہت
گودی بنی ہوئی ہی اسکے سوا اور کوئی آبادی نہین ہی یہ مقام سمندر کے کنارے جسکا
حصہ زمین سے گھرا ہوا ہی اور ایک تالاب کی ہیئت رکھتا ہی واقع ہی یہان کا سمندر
بہت کم گہرا ہی اور ہر قسم کی مچھلیون کی بہت کثرت ہی تھوڑی دیر ہم ٹھہرے ہونگے
کہ فرانسیسی جہاز ران کمپنی کا ایجنٹ سائیمن نامے آگیا اور کمال مہربانی سے ہمین ایک
کشتی منگوادی جسپر سوار ہو کر ہم لیبان کی طرف روانہ ہو گئے اسوقت کشتی ہوا موافق پاکر

پانی پر دوڑ رہی تھی اور صبح کی سردی مین آفتاب کا طلوع ہونا اور کشتی کا جھولے کی
طرح سے حرکت کرنا نہایت لطف دے رہا تھا۔ ہم ایک گھنٹہ کے اندر لیبان پہونچگئے
یہ مقام نہایت عجیب اور دلچسپ موقع پر واقع ہی لیبان دراصل ایک چھوٹا جزیرہ
ہی جسکے گرد تین طرف پہاڑیون سے گھرا ہوا سمندر ہی لہذا بادی النظر مین معلوم
ہوتا ہی کہ یہ جزیرہ تالاب کے اندر واقع ہی یہان مسٹر سائیمن کا مکان ہی مچھلی پکڑنے
والون اور اپنی کمپنی کے جہازون کی نگرانی اُسکے سپرد ہی اس مقام پر یہ شخص بادشاہی
کرتا ہی یہان کے جانور اور انسان سب اُسکے زیر فرمان ہین - انسانون مین یہان چند
عرب رہتے ہین جنھون نے سرکار سے مچھلیان پکڑنے کا ٹھیکہ لیا ہی - جانورون مین
سائیمن کے تین کتے اور چند خنزیر ہین جو تمام جزیرہ پر مارے مارے پھرا کرتے ہین
اور مچھلیان کھایا کرتے ہین چنانچہ یہ بیان کیا جاتا ہی کہ یہان کے سورون کا گوشت
خاص ذائقہ رکھتا ہی اور مزے مین خراب ہوتا ہی جزیرہ مین سمندر کے کنارے گھنی گھنی
جھاڑیان پانی کے اندر سے اُگی ہوئی تھین اور جابجا سمندر کے کنارے چھوٹے چھوٹے
ٹیکرے نظر آتے تھے ان مقامات پر مچھلیان کثرت سے جمع رہتی تھین اور بگلے جھاڑیون
اور ٹیکرون پر بیٹھے رہتے تھے اور بلاخرخشہ مچھلیون کا شکار کیا کرتے تھے لیبان کے
مغربی کنارہ پر ہسپانیون کا بنایا ہوا سولھوین صدی کے زمانہ کا ایک پرانا قلعہ تھا یہ
قلعہ مسمار ہو گیا تھا صرف فصیلین اور زینہ باقی رہ گیا تھا مین نے غاریان کے قلعہ
کے سوا اس سے زیادہ مضبوط عمارت نہین دیکھی اس قلعہ کے اندر تین قدیم قسم کی
توپین پڑی ہوئی تھین اور ہسپانیہ کی گذشتہ عظمت یاد دلا رہی تھین سائیمن اپنی تنہائی کا
عالم نہایت خوشی کے ساتھ بسر کرتا تھا جیسا کہ میرا خیال تھا کہ غالباً اُسکا شغل کتب بینی
ہوگا ویسا ہی ثابت ہوا سائیمن نے اپنے کتب خانہ کی مجھے سیر کرائی اس مین شک نہین
کہ کتب بینی ایسا مشغلہ ہی جسکی وجہ سے اعزا اور وطن کی یاد زیادہ پریشان نہین کرتی ہین

دیکھا کہ سائمن اور اُسکے عرب ملازم نے ملکر بہت سی کتابین یعنی فرانس کے مشہور مصنفون
کی تصنیفین جمع کر لی تھین اور میز پر فرانسیسی پنج اخبارون کے پرچے رکھے رہتے
تھے اسلیے لیبان مین میرا دل نہین گھبرایا گو دس بجے سے چار بجے تک آگبوٹ کا
انتظار کرنا پڑا لیکن یہ وقت دلچسپی کے ساتھ گذر گیا خدا خدا کرکے ایک جہاز پہونچا
جو لیبان سے ایک گھنٹہ کے راستہ پر لنگر انداز ہوا یہان کا سمندر گہرائی مین بہت کم
ہی جہاز کو دیکھ کر مین نے خیال کیا کہ پھر کشتی پر سوار ہو کر جہاز تک آہستہ آہستہ جانا
پڑیگا لیکن خوشی اس بات سے ہوئی کہ چاندنی رات مین لہرین مارتے ہوے سمندر
کے اندر جہاز کا سفر فرحت انگیز ہوگا۔ آخر ہم روانہ ہوے ہماری خوش قسمتی سے
اسوقت ساحل کی بالو نہین کھسکتی تھی جیسا کہ عموماً افریقہ کے ساحلون پر کنارے
کی ریت کٹ کٹ کر سمندر مین آیا کرتی ہی لہذا اس اطمینان کی وجہ سے اور نیز منظر کی
دلفریبی کے باعث سے ایک نوجوان سپاہی نے جو بنی غردان سے ٹیونس اپنی پلٹن
مین شامل ہونے جا رہا تھا اور ہمارے ساتھ ہو گیا تھا نہایت جوش مین آکر کہا کہ
بنی غردان کے قیام نے اسے عاجز کر رکھا تھا لہذا ٹیونس پہونچکر اپنے ساتھیون کو
دیکھنے سے جو خوشی اُسکو ہوگی وہ اسوقت اضطراب پیدا کر رہی ہی میرے نزدیک جوش کی
اصلیت اور تھی جیسا کہ ہوریس (قدیم رومی شاعر) نے کہا ہی یعنی اُسکا دل بجاے
ساتھیون کی ملاقات کے کسی نرم اور رسیلی آواز سننے اور ناز بھرا تبسم دیکھنے کا مشتاق
ہوگا۔ راستہ مین ہمین زارزیس پڑا یہ جگہ بہت عمدہ موقع پر واقع ہی اور کثرت سے
کھجور اور تاڑ کے درخت لگے ہوے ہین اس مقام کی شادابی و سرسبزی دیکھ کر ہمارا
بے اختیار دل چاہا کہ بستی کے اندر جائین لیکن یہان بھی جہاز ایک میل کے فاصلہ پر
کھڑا ہوا اسوجہ سے ہم نہ جا سکے علاوہ اسکے بوجہ وبا کے بستی کے اندر کوئی شخص نہین
جا سکتا تھا زارزیس کے بعد جربہ مین ہمارا جہاز ٹھہرا لیکن بوجہ اندھیرے کے ہم جزیرہ پر

ہم نہ اُتر سکے اس مقام کو تاریخی اہمیت حاصل ہی کیونکہ ہومر (قدیم یونانی شاعر) نے اس جزیرہ کا ذکر کیا ہی اور یہان پر ایسی مخلوق کا وجود نظم کیا ہی جنکی غذا کنول کا پھول تھی بعد ازان رومی مصنف پلینی نامے نے اس جزیرہ کا ذکر اپنی تصنیفات مین بہت کیا ہی اور یہ جزیرہ دو رومی شاہنشاہون کی جاے پیدائش بھی ہی جب ہم پہونچے ہین اسوقت بہت سویرا تھا اسلیے جہاز کے اوپر سے صاف نہین نظر آتا تھا۔

جیربہ سے روانگی کے بعد ہوا تیز چلنے لگی اور ہمارا چھوٹا سا جہاز طوفانی سمندر کے تموج سے ہل ہل کر آہستہ چلنے لگا۔ ہم نے اوپر ذکر کیا ہی کہ جب ہم لیبان سے چلے ہین تو ساحل سے بالو کا کھسکنا موقوف ہوگیا تھا لیکن اسوقت طوفان مین زور زور سے کنارے پھٹ پھٹ کر گر رہے تھے اس لیے ہمین اور جہازیون کو کھانے کا کچھ لطف نہین آیا۔ اس موقع پر چونکہ کھانے کا ذکر آگیا ہی لہذا ہمین اس معمولی جہاز پر جس قسم کا کھانا تیار کیا جاتا ہی اُسکا حال بیان کرنا مناسب ہی اس چھوٹے سے آگبوٹ مین مسافرون کے لیے اول و دوم درجہ نہ تھا نہ کوئی کوٹھری یا کمرہ بنا ہوا تھا غرضکہ کوئی سامان آسائش جو جہازون پر ہوا کرتا ہی موجود نہ تھا صرف ایک چھوٹی سی کوٹھری تھی جس مین جہاز کے چار افسر رہتے تھے اور یہین سب کھانا کھاتے تھے قابل غور یہ امر ہی کہ جو کھانا ہمین ایسے کم درجہ کے فرانسیسی جہاز مین ملتا تھا وہ اُسکی حیثیت سے بدرجہا زیادہ تھا اس جہاز کا وزن فقط چار سو ٹن تھا مگر یہان کے باورچیخانہ کا انتظام بمقابلہ ہمارے تیز رو آگبوٹون کے یا اور روزی جہازون کے جو انگلستان اور فرانس کے درمیان مسافرون کو لیجاتے ہین کہین بہتر تھا۔ یہان میز پر سفید چادر بچھی رہتی تھی قرینہ سے رومال و نفیس شراب کی بوتلین رکھی رہتی تھین کھانے طرح طرح کے چُنے جاتے تھے مثلا انڈے تیتر کا گوشت وغیرہ اور قسم قسم کے میوون سے مثلا نارنگی انجیر وغیرہ سے میز آراستہ کیا جاتا تھا قہوہ نہایت اعلی قسم کی تیار کی جاتی تھی غرض

کھانے کی تیاری اور انتظام دیکھکر ہم نے نتیجہ نکالا کہ ہماری قوم کی بہ نسبت فرانسیسیون
کو باورچیخانہ کے انتظام کا بہت اچھا سلیقہ ہی۔ مین نے جب کبھی فرانسیسیون کا
پکایا ہوا کھانا کھایا اُسوقت مجھے اپنے ملک کا کھانا جو مسافرون کو دیا جاتا ہی
یاد آگیا ہمارے یہان ریل کے ہوٹلون مین میلی چادرین بچھی رہتی ہین رومالون کا
نام ونشان نہین ہوتا صفائی کا یہ حال ہوتا ہی کہ روٹی کے ٹکڑے میز پر پڑے رہتے
ہین اور خراب پکا ہوا گوشت اُبالے ہوے آلو اور گوبھی جسکا پانی بھی خشک نہین ہوتا
کھانے کے لیے دیا جاتا ہی۔ پینے کے لیے کڑوی اور سیاہ رنگ کی چاے یا نہایت
بدمزہ قہوہ پیش کیا جاتا ہی مجھے حیرت ہی کہ انگریز کس طرح ریل اور آگبوٹ کے ہوٹلون کا
کھانا کھا لیتے ہین اور کیونکر صبر کے ساتھ اس مصیبت کو برداشت کرتے ہین مین نے
اکثر لوگون کو دیکھا ہی کہ بجاے ہوٹلون کا بدمزہ کھانا کھانے کے چند بسکٹ کھاکر اور
سوڈے کے ساتھ شراب پی کر سفر مین دن کاٹ دیا اور ہوٹلون کا کھانا نہ کھایا
حقیقت مین ایسے بدمزہ کھانے کے عوض اس ناشتہ کو ترجیح دینا کوئی تعجب انگیز امر
نہین ہی۔

سفاکس کے مقام پر زید ٹھہر گیا اور مین اُسکے ٹھہرنے وغیرہ کا انتظام کرکے زید
سے رخصت ہوا مجھ سے اُسکی آخری درخواست یہ تھی کہ مین ہوٹل والے سے تھوڑا صابن
مانگ کر اُسکے نذر کر دون یہ شخص بہت اچھا آدمی تھا اُس مین خاص صفت یہ تھی کہ بڑی
ہمت والا تھا اُسنے وہ کام کیا جسکے خیال سے لوگ گھبرا اُٹھین اس شخص کو بہت ہی
مشکلات کا سامنا ہوا لیکن سب مصیبتین اپنی ذاتی کوشش یا دوسرون کی مدد سے جو ایسی
مصیبتون کے عادی تھے برداشت کین عیب اس بیچارہ مین یہ تھا کہ غیر مستقل مزاج تھا
اس لیے اُسنے اپنے متعلق کوئی امر طی نہین کیا تھا کہ کیا کریگا لہذا اُسکے تلون کی وجہ سے
مجھے امید نہین ہے کہ پھر کبھی ملاقات ہو لیکن اُسکی بیغرضانہ ہمدردی جو اُسنے زمانۂ سفر مین

میرے ساتھ کی ہمیشہ یاد رہیگی - اُسکی عنایت اور جفاکشی کو مین کبھی نہ بھولونگا میری دعا ہی
اور مجھے امید ہی کہ انشاء اللہ زید خوش و خرم رہیگا -

ٹیونس پہونچنے کے بعد مین ایطالی کانسل کے پاس گیا اور اُس سے شہر طرابلس جانے
کی اجازت چاہی میرے پاس اخبار مانچسٹر گارڈین کے نامہ نگار ہونے کی سند اور پروانہ
راہداری جسپر مین نے انگریزی کانسل سے تصدیق کرالی تھی موجود تھا لیکن جب مین نے
شہر طرابلس جانے کے اغراض بیان کیے تو ایطالی کانسل نے میز سے ایک پرچہ نکالکر
دیکھا اور جواب دیا کہ مین نے ایطالیون کے خلاف مضامین لکھے ہین اسلیے کانسل مذکور
کے نزدیک مجھے اجازت ملنے کی کوئی وجہ نہین ہی مین نے اُس سے صاف صاف
بیان کر دیا کہ مین نے ایطالیون کی اُس حرکت کے خلاف مضامین لکھے ہین اور اُس طرز
عمل پر نکتہ چینی کی ہی جو ایطالیون سے غیر محفوظ مقامون پر گولہ باری کرنے مین سرزد ہوا
ہے یہ بھی مین نے کہا کہ مین نے ترک سپاہیون اور ایطالی افسرون کی دلیری اور قابلیت
کی تعریف لکھی ہی اس بیان پر کانسل مذکور نے وعدہ کیا کہ وہ میرے متعلق روما کو تار دیگا
اور اجازت طلب کریگا کیونکہ آجکل شہر طرابلس مین کسی کو جانے کی اجازت نہین ہے
ایطالی کانسل نے مجھسے سوال کیا اور سبب پوچھا کہ "انگلستان کے اکثر اخبار ایطالیون
کے خلاف کیون مضامین لکھتے ہین درحالیکہ حکومت برطانیہ ایطالیون کی ہمدرد اور حکومت
اٹلی کے ساتھ عمدہ تعلقات رکھتی ہی" مین اسکی وجہ سمجھانے والا تھا مگر مین نے کہنا
مناسب نہین سمجھا اصل یہ ہی کہ زمانہ حال کی سیاسی چالبازیون مین ایمانداری کو دخل نہین
دیا جاتا وزارت جاہے لبرل پارٹی کی ہو جو عموماً صفائی اور سچائی کے لیے مشہور ہی مگر وزارت
خارجیہ کا عمل اپنی جماعت کے اصولون پر نہین ہوتا بلکہ اکثر وزیر خارجیہ کی راے اور نیت
اپنی جماعت کے جسکی وجہ سے اُسکو وزارت ملتی ہی خلاف ہوتی ہی بہ نسبت اور ملکون کے
انگلستان کے اندر وزیر خارجیہ مثل خود مختار بادشاہ کے آزاد رہتا ہی کوئی ایسی انجمن

ملک مین نہین ہی جسکی صلاح سے غیر سلطنتون کے ساتھ تعلقات رکھے جائین لہذا وزیر
خارجیہ کے دل مین جو آتا ہی وہ بغیر ایماے ممبران پارلیمنٹ کے جو قوم کے نائب
ہین کرگزرتا ہی الغرض مین ایطالی کانسل کا شکریہ ادا کر کے رخصت ہوا اور یہ خیال اپنے
ساتھ لیکر نکلا کہ تار کے ذریعہ سے میرے حق مین ممانعت کا پیغام آئیگا اور مین شہر طرابلس
نہ جا سکونگا میری دلی آرزو تھی کہ مین شہر طرابلس دیکھتا کیونکہ مین اس شہر سے چند میل پر
ہفتون اپنے خیمہ کے اندر پڑا رہا اور مدتون ایطالی برقی لالٹینون کی تیز روشنی میرے خیمہ
پر پڑتی رہی مگر مین شہر کے اندر نہ جا سکا ساتھ ہی مجھے یہ بھی خیال آیا کہ مجھے ایطالی حکام
سے کوئی شکایت کا موقع نہین ہی کیونکہ مین نے ابتداے جنگ سے ایطالی ڈاکہ زنی کے
خلاف اور ملک کی حفاظت کرنیوالون یعنی ترکون کی حمایت مین مضامین لکھے اور جو چند
خطوط اخبار مانچسٹر گارڈین مین شائع کرائے اُن مین اپنے خیالات کا بلا تصنع اظہار کیا
اگر مین ایطالی حکام کی جگہ ہوتا تو مین بھی وہی کرتا جو ایطالیون سے ظہور مین آیا کیونکہ چنے
چبانا اور شہنائی بجانا دونون کام ایک ساتھ نہین ہو سکتے یہ صرف ترک جیسے بہادرون
کا کام ہی کہ وہ نامہ نگارون کو کیا بلکہ اجنبیون کو جنکے حالات سے واقف بھی نہین
ہوتے کھانا دیتے ہین اور اُنکی سواری کے واسطے گھوڑون کا انتظام کرتے ہین
اور باوجود تمام مشکلات اور خطرات کے اپنی فوجی چوکیون کی سیر کراتے ہین مجھے
اس موقع پر ایطالیون کے انتظام خبر رسانی کی تعریف کرنا لازمی ہی کیونکہ جب مین
ایطالی کانسل سے ملنے گیا ہون تو اُسے میرے کل حالات قبل میرے بیان کرنے یا
سامنے جانے کے معلوم تھے وہ میرے ترکون کے ساتھ رہنے بنی غردان کی طرف سے
آنے حتی کہ اُس ہوٹل کے نام سے جس مین کہ مین ٹھہرا ہوا تھا واقف تھا حکومت ایطالیا
اور تمام کانسلون کے پاس کثرت سے جاسوس ہین جنکے ذریعہ سے اُنکو تمام خبرین پہونچتی
رہتی ہین مین ایک شخص کو جانتا ہون جو خود کو ترکون کا ہمدرد ظاہر کرتا تھا اور

ایطالیون کی کھلم کھلا مخالفت کرتا رہتا تھا لیکن دراصل ایطالیون کا جاسوس تھا۔

الغرض میرا سفر طرابلس تمام ہوا بہت لطف صحبت اُٹھایا اور نہایت دلچسپی کے ساتھ یہ زمانہ گذرا۔ مین یہان ہون لیکن میرا دل اُن بہادرون مین لگا ہوا ہی جنکا سلسلۂ نامہ و پیام ایطالیون کی ظالمانہ کارروائیون کی وجہ سے دنیا کے ساتھ قطع ہو گیا ہی مگر وہ اپنے سچے حق کی حفاظت کے لیے کثیر التعداد دشمن کے مقابلہ مین کلہ بکلہ لڑ رہے ہین جن دوستون کو مین طرابلس کے اندر چھوڑ آیا ہون اُنھین مین خدا کے سپرد کرتا ہون کیونکہ زمانۂ جنگ کی نیرنگیان عجیب ہین خدا معلوم کس کا پیمانۂ حیات لبریز ہوا اور کون زندہ رہے یہی وجہ ہی کہ زمانۂ جنگ کی رخصتی کا دل پر خاص اثر ہوتا ہی۔ عبد اللہ بے نے خوب کہا تھا ؎

اب تو جاتے ہین میکدہ سے میر   پھر ملین گے اگر خدا لایا

جن جن مقامات کی سیر مین نے اپنے ترک اور انگریز دوستون کے ساتھ کی ہی وہان کی یاد میرے دل سے کبھی نہ محو ہوگی اکثر میرا دل چاہیگا خصوصًا جبکہ مین اپنے گھر مین آرام سے زندگی بسر کرتا ہونگا کہ ایک بار پھر زوارہ کے باغات کی سیر کرون اور ہرے ہرے کھجور کے درختون کا چاندنی رات مین تماشا دیکھون اور بالو کے ٹیلون کی جانب سے سمندر کے ہلکے ہلکے تھپیڑون کی آواز سنون۔ خدا کے فضل سے امید ہی کہ وہ مبارک دن جلد آئیگا جبکہ مین اپنے ترک میزبانون سے ملونگا اور اُنکے ساتھ لطف صحبت اُٹھاؤنگا۔ میری دعا ہی کہ پاک پروردگار اُنھین اپنی کوششون مین کامیاب کرے ؎

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

جس کتاب پر مترجم کے دستخط اور انجمن کی مُہر نہو وہ مال مسروقہ ہے	تمام شد	دستخط مترجم	مہر انجمن